

ردّ قادیانیت پر مجموعہ رسائل

مناظرِ سلام مولانا

لال حسین اختر

احتساب قادیانیت

www.KitaboSunnat.com

جلد اول

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

ردِ قادیانیت پر مجموعہ رسائل

مناظرِ سلام مولانا
لال حسین اختر
رحمۃ اللہ علیہ

اعتسابِ قادیانیت

جلد اول

عالمی مجلس تحفظِ احکام

مضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۴	نگاہ اولین
۹	مناظرہ نہ کیا جائے
۱۳	میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی؟
۳۳	قادیانی اور مولانا لال حسین اخترؒ
۳۵	ترک مرزائیت
۱۳۵	ختم نبوت اور بزرگان امت
۱۶۳	حضرت مسیح علیہ السلام مرزا کی نظر میں
۲۰۹	حضرت خواجہ غلام فریدؒ اور مرزا قادیانی
۲۲۷	مرکز اسلام مکہ مکرمہ میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں
۲۳۵	سیرت مرزا قادیانی
۲۴۹	عجائبات مرزا قادیانی
۲۶۱	حل مرزا قادیانی
۲۶۵	آخری فیصلہ
۲۷۳	بکروٹیب
۲۸۱	وفاقی وزیر قانون کی خدمت میں عرضداشت
۲۹۵	حمود الرحمن کمیشن میں بیان
۳۰۱	مسلمانوں کی نسبت قادیانی عقیدہ
۳۰۵	انگلستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

نگاہ اولین

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر کا وجود کلاویت کے لیے تازیانہ خداوندی تھا۔ آپ نے نصف صدی خدمت اسلام اور تحفظ ناموس رسالت کا مقدس فریضہ سرانجام دیا۔ اندرون و بیرون ملک آپ کی خدمات جلیلہ کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان مرقدر خدمات میں حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، قطب الارشاد عبدالقادرؒ رائے پوری کی دعائیں، سرپرستی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رفاقت کا بہت بڑا دخل ہے۔ ان خدمات کو اس سے بڑھ کر اور کیا خراج پیش کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ایک مناظرہ میں مولانا لال حسین اخترؒ کو نہ صرف اپنا نمائندہ بنایا، بلکہ ان کی فتح و شکست کو اپنی فتح و شکست قرار دیا۔

مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے گرامی قدر رفقاء مرحومین کا صدقہ جاریہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے جب تک اس جماعت کے خدام و رضاکار دنیا کے کسی بھی حصہ میں منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کریں گے ان حضرات کی مقدس ارواح کو برابر ثواب و تسکین حاصل ہوتی رہے گی۔

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد عنوانوں پر قلم اٹھایا۔ تقریر کی طرح تحریر میں بھی غضب کی گرفت اور مناظرانہ استدلال سے دشمن کو لاجواب کر دینے کی شان نمایاں ہے۔

رد قادیانیت پر آپ کے ”چودہ“ رسائل و مضامین ہیں۔ جن میں سے بعض تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لاکھوں کی تعداد میں اندرون و بیرون ملک تقسیم کیا اور بعض ایسے رسائل ہیں جو ایک آدمی دفعہ وقتی ضرورت کے تحت شائع ہوئے اور آج وہ نایاب ہیں۔ اس لیے ضرورت تھی کہ ان تمام رسائل کو یکجا کتابی شکل میں شائع کر دیں تاکہ ہمیشہ کے لیے لائبریریوں میں محفوظ ہو جائیں۔

ترتیب و تعارف

مولانا ظفر علی خان مرحوم نے ایک بار جیل میں اپنے گرامی قدر ساتھی مولانا لال حسین اختر کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ سب سے اول میں وہ شامل اشاعت ہے۔

۱۔ ترک مرزائیت

اس کتاب میں مولانا مرحوم نے مرزائیت چھوڑنے کے اسباب بیان کیے ہیں۔ اس کتاب کو قدرت نے اس قدر شرف قبولیت سے نوازا کہ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی تصنیف ”خاتم النبیین“ میں اس کے حوالے نقل کیے ہیں۔

۲۔ ختم نبوت اور بزرگان امت

قادیانیوں نے امت محمدیہؐ کے جلیل القدر اکابرین پر اپنے دجل و طیس سے الزامات لگائے کہ وہ ”جرائے نبوت“ کے قائل تھے۔ قادیانیوں کے اس دجل و فریب کا مولانا نے اس رسالہ میں جواب دیا ہے اور ایسا کافی و شافی کہ اس کے بعد قادیانیوں کے ہمیشہ کے لیے منہ بند ہو گئے۔

۳۔ حضرت مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں

مرزا غلام احمد قادیانی کے گستاخانہ بے باک قلم سے انبیاء کرام کی ذات تک محفوظ نہیں رہی۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تنقیص میں تو اس نے

یہودیوں کے بھی کان کتر لئے اور ظلم یہ کہ قادیانی امت آج بھی ان غلیظ تحریروں کو پڑھ کر توبہ کرنے کی بجائے تاویل باطل کا انداز اپناتی ہے۔ مولانا مرحوم نے مرزا قادیانی کے ”اس کفر کو“ واضح کیا ہے اور مرزائیوں کی تاویلوں کا دندان شکن جواب دیا ہے۔

اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ نے اس کا انگریزی ایڈیشن بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

۴۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ اور مرزا غلام احمد قادیانی

خواجہ غلام فرید مرحوم بہاولپور کے مشہور و معروف بزرگ اور صوفی تھے۔ ریاست بہاولپور کے ”والیان“ کو ان سے بہت بڑی عقیدت تھی۔ مشہور زمانہ ”مقدمہ بہاولپور“ میں مرزائیوں نے مشہور کر دیا کہ خواجہ غلام فرید مرزا قادیانی کے ہمنوا تھے۔ ان کی یہ شرارت محض بہاولپور ریاست کے عوام کو دھوکہ دینے کی غرض سے تھی۔ مولانا لال حسین اختر نے اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ مرزائیوں کا پروپیگنڈہ مرزا قادیانی کی نبوت کی طرح جھوٹا ہے۔ حضرت خواجہؒ تمام مسلمانوں کی طرح مرزا قادیانی کو کافر سمجھتے تھے۔

۵۔ مرکز اسلام مکہ مکرمہ میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں

نام و عنوان سے مضمون واضح ہے۔

۶۔ سیرت مرزا ۷۔ عجائبات مرزا ۸۔ حمل مرزا

ان تینوں مضامین میں مرزا قادیانی کے کریکٹر و کردار کو اس کے اوٹ پٹانگ حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ نبوت تو بہت دور کی چیز ہے، مرزا قادیانی میں شرافت نام کی بھی کوئی چیز نہ تھی۔

۹۔ آخری فیصلہ

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی مولانا ثناء اللہ مرحوم کے ساتھ دعا و مباہلہ کی

کمانی لکھی گئی ہے۔

۱۰۔ بکرو ٹیب

بکرو ٹیب مرزا کی پیشین گوئی تھی اس کا حشر بھی مرزا قادیانی کی جمعی نبوت جیسا ہوا۔ اس کی تفصیل لکھی گئی ہے۔

۱۱۔ وفاقی وزیر قانون کی خدمت میں عرضداشت

جناب محمود علی قصوری مرحوم، ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے زمانہ اقتدار میں وفاقی وزیر قانون تھے۔ مولانا لال حسین اختر ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے۔ آپ نے قصوری صاحب سے ملاقات کی اور قادیانیوں کے متعلق قانون سازی کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے گفتگو کے تمام نکات کو تحریری طور پر پیش کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے انہی نکات کو رسالہ کی شکل میں لکھ کر ان کو بھجوا دیا۔

۱۲۔ سقوط مشرقی پاکستان پر حمود الرحمن کمیشن میں تحریری بیان

سقوط مشرقی پاکستان پر تحقیقات کے لیے حمود الرحمن کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم ہوا۔ مولانا لال حسین اختر نے تحریری طور پر اس کمیشن میں بیان داخل کرایا کہ سقوط مشرقی پاکستان میں رسوائے زمانہ ایم۔ ایم۔ احمد قادیانی اور دوسرے مرزائیوں کا بھی ہاتھ ہے۔

۱۳۔ مسلمانوں کی نسبت قادیانیوں کا عقیدہ

نام سے مضمون واضح ہے۔ بلا تسموہ قادیانیوں کے حوالہ جات ہیں۔

۱۴۔ انگلستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی

مولانا لال حسین اختر مرحوم کی ان خدمات کی تمغوی سی جھلک ہے جو

دو لگ کی ”سجد شاہجہاں“ کو قادیانیوں سے واگزار کرانے کے سلسلہ میں آپ نے سرانجام دی تھیں۔ یہ رپورٹ کسی اور بزرگ کی لکھی ہوئی ہے۔ تاہم موضوع کی مناسبت سے اسے ہم مجموعہ میں شامل کر رہے ہیں۔

اس طرح یہ کتاب چودہ مختلف رسائل و مضامین کا حسین گلدستہ ہے جو گلمائے رنگا رنگ سے مزین کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ بے حد و حساب حمد و ثناء اس ذات باری تعالیٰ کی جس کی عنایت کردہ توفیق سے اس کتاب کو شائع کر رہے ہیں۔ کوڑوں درود و سلام اس ذات بابرکات صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی وصف خاص ”ختم نبوت“ کے پھرے کو چار دانگ عالم میں لہرانے کا شرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل ہے۔

خاکپائے مناظر اسلام

طالب دعا

عزیز الرحمن جالندھری

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

لمکان - پاکستان

۲۹-۱-۱۹۸۸



مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

سے مناظرہ نہ کیا جائے

قادیانیوں کا سرکاری سطح پر اعلان

فقیر جن دنوں چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قائم شدہ پہلی مسجد مسجد محمدیہ کا خطبہ دیتا تھا۔ ان دنوں کتابیں حوالہ جات اخبارات و رسائل ہاتھ میں لے کر قادیانیوں کو خطاب کرنے کا طریقہ اختیار کیا تھا ان دنوں قادیانی اخبار الفضل کے دو پرچے مناظر اسلام مولانا عبد الرحیم اشعر دامت برکاتہم نے عنایت کئے۔ جن میں قادیانیوں کا اعتراف شکست تھا۔ قادیانی جماعت نے اپنے اخبار الفضل میں جماعتی طور پر باضابطہ اعلان کیا تھا کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر سے کوئی قادیانی مناظرہ نہ کرے۔ بلکہ ان کی مجلس میں نہ جائے۔ ان کی گفتگو نہ سنے۔ یہ دونوں حوالہ جات چناب نگر (ربوہ) اسٹیشن جامع مسجد محمدیہ میں فقیر نے پڑھ کر سنائے قادیانی سٹ پٹائے۔ اخبار پرانے تھے ان پر کور چڑھانے کے لئے ایک ”مخلص“ نے لے لئے اور وہ نہ ملے تھے نہ ملے۔ فقیر کے لئے یہ اتنا بڑا سانحہ تھا کہ بس کچھ نہ پوچھیے جب یاد آتا دل بسوس کر رہ جاتا۔ اخبار سے زیادہ صدمہ اس بات کا تھا کہ ان کی تاریخ کہیں درج نہ کی تھی۔ ورنہ اخبار تو کہیں سے بھی حاصل کیا جاسکتا تھا۔ ہمارے حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر مدظلہ کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بہتر جزا دیں ان کی نوٹ بکوں میں کہیں وہ تاریخیں مل گئیں۔ فقیر نے وہ ڈائری کے ٹائپل پر نقل کر لیں۔ آج مورخہ ۵ جولائی ۱۹۹۹ء کو فرصت نکال کر مجلس کے مرکزی دفتر کی لائبریری سے الفضل کی متعلقہ فائل نکالی۔ تو بحمدہ تعالیٰ وہ پرچے مل گئے۔ لیجئے اس خوشی میں فقیر آپ کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے۔

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ میں سے وہ فرد واحد ہیں جن کے متعلق قادیانی جماعت کے ناظر دعوت و تبلیغ (یعنی مناظروں کے انچارج اعلیٰ) زین العابدین ولی اللہ شاہ نے اخبار الفضل مورخہ یکم جولائی ۱۹۵۰ء میں باضابطہ اعلان کیا۔ یہ اعلان الفضل (الجل) کے ڈیڑھ صفحہ پر محیط ہے۔ ”مبلغین سلسلہ و دیگر احباب محتاط رہیں“ عنوان قائم رکھے اس نے تحریر کیا۔

”مولوی لال حسین اختر اور اس قماش کے دوسرے مبلغین جگہ بہ جگہ ہمارے خلاف اکھاڑے قائم کئے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام (مرزا قادیانی) کو بازاری قسم کی گندی گالیاں دیتے اور ہمارے عقائد اور اقوال..... کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اپنی طرف سے من گھڑت باتیں ہماری طرف منسوب کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں اور مبلغین سلسلہ (قادیانیت) کو چیلنج دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ مناظرہ کر لیں..... چنانچہ ساہیوال کے جلسہ میں لال حسین اختر نے مبلغین سلسلہ (قادیانیوں) کو خطاب کرتے ہوئے بار بار کہا آؤ مناظرہ کرو۔ تم مذہبی جماعت نہیں۔ بلکہ سیاسی جماعت ہو۔ عنوان ہو کہ قادیانی کافر تھا۔ انگریز کا جاسوس تھا۔ وصال تھا۔ کذاب تھا۔ گونگا شیطان تھا۔ اگر نہ آؤ تو لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔ فرشتوں کی لعنت۔ آسمان کی لعنت۔ زمین کے بنے والوں کی لعنت میں اللہ پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مرزائی مقابلہ پر آئے تو دن کے تارے نہ دکھائے تو لال حسین اختر میرا نام نہیں۔ کوئی مرزائی میرے سامنے بول نہیں سکتا۔ کوئی میرے سامنے آیا تو ناطقہ بند ہو جائے گا..... اس لئے میں (زین العابدین قادیانی ناظر دعوت و ارشاد) مبلغین سلسلہ (قادیانیوں) کو کھلے الفاظ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ مناظروں کے لئے ان کے چیلنجوں پر قطعاً توجہ نہ کی جائے۔ بلکہ ان کے کسی ایسے جلسوں میں کسی احمدی کو شریک نہ ہونا چاہئے“

(الفضل یکم جولائی ۱۹۵۰ء ص ۴)

اس طرح ۵ جولائی ۱۹۵۰ء کے اخبار میں لکھا کہ

”ناظر دعوت تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ (قادیانیہ) ربوہ نے ایک مضمون مورخہ یکم جولائی ۵۰ء الفضل میں شائع فرما کر مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ (قادیانیہ) اور احباب جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ بد سے بد زبان مولوی لال حسین اختر سے کلام کرنے میں احتراز کریں۔“

اس لحاظ سے امت مسلمہ میں سے مولانا لال حسین وہ مرد حق ہیں جن کے نام سے دنیائے قادیانیت کانپتی و ہانپتی تھی۔ مولانا کی لاکار احرار نے قادیانی مبلغین و مناظرین کی بولتی بند کر دی تھی۔ ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا جو قادیانی جفا داری ان کے سامنے آتا منہ کی کھاتا۔ منہ کے بل گرتا اور سسکتا سسکتا رہ جاتا۔ مولانا کے سامنے کسی قادیانی کا چراغ نہ جلتا تھا۔ اس لئے خود قادیانی اپنی حسرت و یاس میں جل بھن کر اعلان کرنے پر مجبور ہوئے کہ ان سے مناظرہ نہ کیا جائے۔ کلام نہ کیا جائے گفتگو نہ کی جائے۔ بلکہ ان کی گفتگو ہی نہ سنی جائے۔ کیوں جناب؟ یہ سب کچھ قادیانی جماعت اعلان کر رہی ہے۔ یا قدرت حق مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو سچا ثابت کر رہی ہے جو وہ اکثر مناظروں میں فرمایا کرتے تھے کہ

”ماں نے وہ بچہ نہیں جتا جو لال حسین اختر سے آکر مناظرہ کرے۔ قادیانی زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں۔ لال حسین کے سامنے مرزا غلام احمد (اپنے چیف گرو دلاٹ پادری) کو شریف انسان ثابت نہیں کر سکتے۔“

باقی رہا قادیانیوں کا یہ عذر کہ مولانا لال حسین اختر گالیاں دیتے ہیں یہ صرف مولانا کی گرفت سے بچنے کی قادیانی چال ہے۔ یہ ان کا بدترین الزام تھا۔ دھوکہ تھا۔ مولانا

لال حسین اختر مناظرہ جلسہ تو درکنار کسی مجلس میں بھی آپ نے کبھی کوئی گالی نہیں دی۔ یہ محض مولانا سے جان چھڑانے کے لئے اپنی جہالت و عجز پر پردہ ڈالنے کے لئے قادیانی مناظر بہانہ بنایا کرتے تھے۔ ورنہ اگر مولانا گالیاں دیتے تھے تو اس لحاظ سے تو ہر روز قادیانیوں کو مولانا سے مناظرہ کرنا چاہئے تھا قادیانی دلائل دیتے۔ مولانا گالیاں دیتے تو لوگ قادیانیوں کے ساتھ ہو جاتے ان کو پتہ چل جاتا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ معلوم ہوا کہ مناظروں کے فرار کے لئے قادیان کی جھوٹ ساز مل نے قادیانی کذابوں کے لئے دجل و فریب کا یہ نیا چولہ تیار کر کے دیا تھا کہ وہ یوں بہانہ بنا کر مولانا لال حسین اختر کی مناظرانہ لٹاکار سے کنارہ عافیت تلاش کر سکیں۔ قدرت حق مولانا لال حسین اختر پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

حسن اتفاق :- آج ۵ جولائی ۱۹۹۹ء ہے جس اخبار الفضل کا حوالہ دیا ہے ان میں ایک اخبار بھی ۵ جولائی ۱۹۵۰ء کا ہے ٹھیک انچاس سال بعد اسی ہی تاریخ کو قادیانی دجل پارہ پارہ اور مولانا لال حسین اختر کی مناظرانہ جرات کو آشکارا کرنے کا قدرت نے موقع عنایت فرمایا ہے۔

(فقیر اللہ وسایا)

میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے قادیانیت چھوڑنے کے اسباب بیان کرنے کی غرض سے ایک کتاب ”ترک مرزائیت“ مرتب فرمائی تھی۔ اسکو قدرت نے اس قدر قبولیت سے نوازا کہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی آخری تصنیف ”خاتم النبیین“ میں اس کے حوالہ جات درج فرمائے۔ فلحمد للہ مولانا لال حسین اخترؒ کے زمانہ حیات میں ”ترک مرزائیت“ کے چار ایڈیشن شائع ہو گئے۔ آپ نے کتاب میں قادیانیوں کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اس کا جواب شائع کر کے انعام حاصل کریں۔ قادیانیوں کو جواب دینے کی جرات نہ ہو سکی۔ اس کے پانچویں ایڈیشن کے لئے حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے مقدمہ تحریر فرمایا تھا لیکن پانچواں ایڈیشن آپ کی زندگی میں شائع نہ ہو سکا۔ حضرت مرحوم کے تمام رسائل کا مجموعہ ”احساب قادیانیت“ کے نام سے شائع کیا تو پانچویں ایڈیشن کا یہ مقدمہ ہمارے علم میں نہ تھا۔ بعد میں حضرت مرحوم کے غیر مطبوعہ مسودہ جات کو ترتیب دی تو یہ مسودہ مل گیا۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت مرحوم نے قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق کچھ خواب دیکھے تھے۔ جو آپ کے قلم سے کسی کتاب یا رسالہ میں موجود نہیں، روایت بالمعنی کے طور پر آپ کے شاگرد مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر مدظلہ کی روایت سے ”تذکرہ مجاہدین ختم نبوت“ میں شائع کئے گئے۔ اس مسودہ میں وہ خواب حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے قلم سے لکھے ہوئے مل گئے ہیں۔ یہ مسودہ آج تک کہیں شائع نہیں ہوا۔ ہم آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس تناظر میں آپ اس کا مطالعہ فرمائیں۔ ترک مرزائیت کے اسباب۔ خواب اور حضرت کی سوانح اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی اس میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ

حضرت مرحوم کے فیض کو قیامت تک جاری رکھیں آمین (ناظم نشر و اشاعت)
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده

اما بعد اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

هل انبئكم على من تنزل الشیطان تنزل على کل افاک
اثیم (پ ۱۹ اشعر ۲۶۱-۲۶۲-۲۲۲)

کیا میں تم کو بتلاؤں کس پر شیاطین اترتا کرتے ہیں۔ ایسے شخصوں پر اترتا کرتے ہیں جو
جھوٹ بولنے والے بدکردار ہوں

گر آن چیزے کہ مے یتیم مریداں نیز دیدندے

ز مرزا توبہ کردندے پچشم زار و خوں بارے

خدائے واحد و قدوس کے فضل و کرم سے ”ترک مرزائیت“ کو وہ مقبولیت حاصل
ہوئی جو میرے وہم و گمان میں نہ تھی۔ عامۃ المسلمین نے عموماً اور حضرات علمائے کرام نے
خصوصاً اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور
شاہ سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنی مشہور و معروف اور لا جواب کتاب ”خاتم
النبيين“ میں متعدد مقامات پر ”ترک مرزائیت“ سے حوالہ جات درج فرمائے
ہیں۔ **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

طبع اول، دوم، سوم اور چہارم میں اعلان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی لاہوری مرزائی
”ترک مرزائیت“ کا جواب لکھے گا تو اسے بعد فیصلہ منصف ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے
گا۔ چالیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا کسی مرزائی کو ہمت نہیں ہوئی کہ ”ترک مرزائیت“ کا
جواب لکھتا، مجھ سے جواب الجواب منصف کے تقرر اور انعام کا مطالبہ کرتا۔ مرزائی

مناظرین و مبلغین کی ہمتیں پست ہو گئیں ان کے قلم ٹوٹ گئے اور ان کے مناظرانہ دلائل غتر بود ہو گئے۔

میرا چالیس سالہ تجربہ شاہد ہے کہ میری زندگی میں مرزائیوں کو جرات نہیں ہوگی کہ ”ترک مرزائیت“ کے جواب میں قلم اٹھائیں (ایسے ہی ہوا)
میدان کارزار میں اترے تو مرد ہے
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعویٰ مردی

انشاء اللہ تعالیٰ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب مزید اضافہ کے ساتھ پانچواں ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید شرف قبولیت عطا فرما کر گرم کردہ راہ اشخاص کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور میرے لئے زاد آخرت آمین (لال حسین اختر)

تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

میری انتہائے نگارش یہی ہے

بے شمار حمد و ثناء خالق حقیقی کے لئے جس نے تمام جہانوں کو نیست سے ہست کیا
لاکھ لاکھ ستائش ذات باری تعالیٰ کے لئے جس نے جنس خاکی کو اشرف المخلوقات بنایا اسے
احسن تقویم اور خلافت ارضی کے شرف سے نوازا گیا۔ ہزار بار درود و سلام اس مقدس وجود
کے لئے جسے اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور ان کی ذات گرامی
پر نبوت و رسالت ختم کر دی گئی۔ ان کی تبرک بعثت نے مشرق سے مغرب اور شمال سے
جنوب تک کفر و شرک کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو تو حید کی رم جھم سے ٹھنڈا کیا اور ساری دنیا

میں نور کا عالم پیدا کر دیا۔

تیرے نقش قدم کے نور سے دنیا ہوئی روشن

تیرے مہر کرم نے بخشی ہر ذرے کو تابانی

ان کی پاک و مقدس نظر نے جہالت و وحشت اور فسق و فجور کی ان تمام الائنسوں کو جو عواض کی صورت اختیار کئے ہوئے اشرف المخلوقات کو چٹائی ہوئی تھیں۔ نہ صرف دور کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے ان کا قلع قمع کر دیا۔ یہ ہادی کامل، یہ رہبر حقیقی، یہ ناصح اکبر، یہ شافع محشر، وہ ہستی ہے جن پر ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کا قول اطلاق پذیر ہوتا ہے۔ ان کا اسم گرامی حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔ شتر بانوں اور گڈریوں کو جہان بینی کی راہ ورسم سکھانے والے گمراہان عالم کو راہ راست دکھانے والے گنہگار انسانوں کو پاک کر کے خدائے واحد و قدوس کی بارگاہ معلیٰ تک پہنچانے والے قانون الہی اور نبوت و رسالت کو ختم کرنے والے حضور اقدس ﷺ ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے ارشادات عالیہ کے طفیل ایک راہ راست سے بھٹکا ہوا عاصی بندہ ایک گنہگار انسان جو آٹھ سال تک تاریکی کے گڑھے اور کفر و ضلالت کے اندھیرے غار میں حیران و سرگردان رہا اسلام کے پر نور عالم اور روشنی کی دنیا میں داخل ہوتا ہے۔

قل اننی ہدانی ربی الی صراط مستقیم دیناً قیماً ملتہ
ابراہیم حنیفاً وما کان من المشرکین (پ ۱۸ انعام ۶ نمبر ۱۶۱)

کہو کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلادیا ہے وہ دین ہے مستحکم جو طریقہ ہے ابراہیم علیہ السلام کا جس میں ذرہ بھر کی نہیں اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

تبلیغی زندگی کا آغاز:-

میری تبلیغی زندگی کا آغاز ترکی خلافت کا مہونہ منٹ ہے۔ ۱۹۱۴ء میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی جرمنی سے پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اس جنگ میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا اور برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ عراق۔ عرب۔ فلسطین۔ شام اور مصر سلطنت ترکی کے زیر نگین تھے۔ ان تمام ممالک میں اتحادیوں اور ترکوں میں خوفناک جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ کے ابتداء ہی میں برطانوی حکومت نے اپنی اور اپنے اتحادیوں کی طرف سے اعلان کیا تھا اور مسلمانان عالم کو یقین دلایا تھا کہ جنگ میں ہمیں فتح ہوئی تو ہم مسلمانوں کے مقامات مقدسہ پر قبضہ نہیں کریں گے۔ جنگ کے ابتداء میں جرمنوں اور ترکوں کا پلہ بھاری تھا۔ ہرمحاذ پر انہیں عظیم فتوحات حاصل ہو رہی تھیں۔

برطانیہ اور اس کے ساتھیوں کو شکست فاش کا سامنا ہو رہا تھا۔ اپنی بگڑتی ہوئی حالت کے پیش نظر برطانیہ اور اس کے حلیفوں نے روس اور امریکہ سے مدد مانگی۔ ان دونوں ملکوں کی حکومتوں نے برطانوی عرضداشت کو منظور کر کے جرمنی اور ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۱۸ء میں جرمنی اور ترکی کو شکست ہو گئی۔

انگریزوں نے عراق و فلسطین کے مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ترکی حکومت کی طرف سے عرب کے گورنر شریف حسین نے ترکی سلطنت سے غداری کر کے اپنی خود مختار بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف میں سینکڑوں ترکوں کو شہید کر دیا گیا۔

ملت اسلامیہ کی خلافت کا اعزاز سلطنت ترکی کو حاصل تھا۔ خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کی عظمت و وقار کے علمبردار تھے۔ سلطنت ترکی کی شکست اور مقامات مقدسہ پر

انگریزوں کے قبضہ سے مسلمانان عالم میں کھرام برپا ہو گیا۔

تحریک خلافت :-

ہندوستان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ، حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ، حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ، حضرت حکیم محمد اجمل خانؒ، حضرت مولانا ظفر علی خانؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا شوکت علیؒ، مولانا مظہر علی اظہرؒ، مولانا حسرت موہانی کی قیادت میں خلافت اسلامیہ کی بقاء کے لئے تحریک خلافت شروع ہوئی۔

مارچ ۱۹۲۰ء میں حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ، حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ اور سید حسن امام صاحب پیر سٹر پر مشتمل ایک وفد لندن گیا اور وزیراعظم برطانیہ مسٹر لائیڈ جارج سے ملا۔ مقامات مقدسہ کے بارے میں برطانوی حکومت کا وعدہ یاد دلایا اور خلافت کے متعلق مسلمانان ہندوستان کے دینی احساسات سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اپنے وعدہ کا ایفاء کیجئے اور مقامات مقدسہ سے برطانوی قبضہ اٹھا لیجئے۔ وزیراعظم نے وفد کے مطالبے کو مسترد کر دیا وفد ناکام واپس آ گیا۔ مقامات مقدسہ کے سقوط اور انگریزوں کی وعدہ خلافی کے باعث مسلمانان ہندوستان بے حد پریشان و مضطرب تھے۔ آل انڈیا خلافت کمیٹی نے عدم تشدد اور انگریزوں سے ترک موالات کی مقدس تحریک شروع کی۔ تحریک کا مقصد ترکی سلطنت اور خلافت کے وقار کا بحال کرنا اور مقامات مقدسہ اور ممالک اسلامیہ کا انگریزوں سے واگزار کرانا تھا۔ پروگرام یہ تجویز ہوا تھا۔

- 1- انگریزی فوج اور پولیس کی نوکری چھوڑ دی جائے۔
- 2- انگریزی حکومت کے لئے ہوئے خطابات واپس کئے جائیں۔

3- انگریزی درسگاہوں سے طلباء اٹھائے جائیں۔

4- ولایتی مال کا بائیکاٹ کیا جائے۔

5- ہاتھ کا بنا ہوا کھدر پہنا جائے۔

6- انگریزی حکومت سے عدم تعاون کیا جائے اس کے خلاف نفرت پیدا کی جائے اور ہندوستان کی جیلیں بھردی جائیں۔

تحریک خلافت میں شمولیت :-

میں اور ٹیل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تحریک خلافت شروع ہوئی علماء کرام نے شریعت مطہرہ کے احکامات کے تحت حکومت کی درسگاہوں کے بائیکاٹ کے فتویٰ کی تعمیل کرتے ہوئے کالج چھوڑ دیا۔ اپنے وطن مالوف دھرم کوٹ رندھاوا اور بارہ منگا ضلع گورداسپور چلا گیا۔ لیکن ایک خواہش تھی جو دل میں چنگیاں لے رہی تھی۔ ایک آرزو تھی جو نچلانا بیٹھنے دیتی تھی۔ ایک ارمان تھا کہ جس نے معمورہ دل کو زیروز بر کر رکھا تھا حسرت تھی تو یہی 'تمنا تھی' تو یہی کہ جس طرح ہوا اپنے دین ہاں پیارے اسلام کی خدمت کروں۔

ہمیشہ کے لئے رہنا نہیں اس دارفانی میں

کچھ اچھے کام کرلو چار دن کی زندگانی میں

عقل نے لاکھ سمجھایا دوستوں اور رشتہ داروں نے قید و بند کا خوف دلایا تو میرے جذبہ ایمان نے کہا

یہ تو نے کیا کہا نا صبح نہ جانا کوئے جاناں میں

مجھے تو راہروں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

میں نے کسی کی ایک نہ مانی اور مشہور و معروف شعر

دل اب تو عشق کے دریا میں ڈالا

تو کلت علی اللہ تعالیٰ

کا ورد کرتے ہوئے خلافت کمیٹی میں شمولیت کی۔ آٹھ نومبر ۱۹۷۱ء میں
خلافت کمیٹی بنالہ کے زیر ہدایت آنریری تبلیغ و تنظیم کا فریضہ ادا کرتا رہا۔ مولانا مظہر علی اظہر
ایڈووکیٹ کی معیت میں مختلف مقامات کا دورہ کیا اور پورے زور سے خلافت کے اغراض و
مقاصد کی تبلیغ کی۔ میری سرگرمی اور جمہور کی بیداری نے حکام کی طبع انتقام گیر کو مشتعل کر
دیا۔ آخر کار مجھ پر گورداسپور ننگل کنجروڑ اور ڈیرہ بابا ناک کی تین تقریروں کی بناء پر حکومت
کے خلاف منافرت اور بغاوت پھیلانے کا الزام عائد کر کے گورداسپور میں مقدمہ قائم کر دیا
گیا۔ پولیس نے مجھے عید کے دن گرفتار کیا اور فسط کلاس فرنگی مجسٹریٹ کی عدالت میں
پیش کر دیا، مجسٹریٹ نے مجھے کہا کہ آپ پر بغاوت کا مقدمہ ہے جس کی سزا چودہ سال قید
سخت ہو سکتی ہے میں نے کہا

یہ سب سوچ کر دل لگایا ہے ناح

نئی بات کیا آپ فرما رہے ہیں

مجسٹریٹ نے کہا اگر آپ اپنی تقریروں کے متعلق تحریری معذرت کر دیں تو

مقدمہ واپس لے کر آپ کو رہا کر دیا جاتا ہے میں نے جواب دیا

جلاہو پھونک دو سولی چڑھا دو خوب سن رکھو

صداقت چھٹ نہیں سکتی ہے جب تک جان باقی ہے

مجسٹریٹ نے پولیس کے چند ٹاؤٹ گواہوں کی سرسری شہادت کے بعد مجھے

ایک سال قید سخت کا حکم سنایا۔ ایک سال کی طویل مدت گورداسپور جیل میں گزاری۔ رہائی

سے کچھ عرصہ پہلے جیل میں ہی مجھے اخبارات سے معلوم ہوا کہ مشہور آریہ سماجی لیڈر سوامی

شردھانند اور آریہ سماج نے صوبہ یو۔ پی میں مکانات اور علم دین سے بے بہرہ مسلمانوں کی مرتد کرنے کی تحریک زور شور سے جاری کی ہے۔ اس تحریک سے مسلمانان ہندوستان میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ ارتد اور روکنے کے لئے جمعیۃ العلماء ہند۔ خلافت کمیٹی۔ مدرسہ عالیہ دیوبندی۔ حنفی اہل حدیث اور شیعہ جملہ مکاتب فکر کے مسلمان علماء و زعماء آریہ سماج کے مقابلہ میں میدان تبلیغ میں نکل آئے۔

مرزائیت میں داخلہ :-

جیل سے رہا ہوتے ہی گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے آریہ سماج اور شمدی و ارتد کے مقابلہ پر حفاظت و اشاعت اسلام کا کام کرنا چاہیے آریوں نے پنجاب کو مناظروں کا اکھاڑا بنا رکھا تھا میں نے آریہ سماج کے متعلق لٹریچر مہیا کیا اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات پر صداقت اسلام اور آریہ سماج کی تردید پر متعدد تقریریں کیں، فروری ۱۹۲۳ء میں تحصیل شکر گڑھ کے ایک جلسہ میں لاہوری مرزائیوں کے چند مبلغین سے میری ملاقات ہوئی۔ آریہ سماج کی تردید کے بارے میں انہوں نے مجھے کہا کہ اگر آپ احمدیہ انجمن لاہور میں تشریف لائیں تو ہم آپ کو اسلام پر آریہ سماج کے تمام اعتراضات کے جوابات سکھا دیں گے انہوں نے اپنی جماعت کے تبلیغی کارناموں کو نہایت ہی مباغہ سے بیان کیا اور مرزا صاحب آنجنمانی کی خدمات اسلامی کے بڑھ چڑھ کر افسانے سنائے میں نے کہا کہ ہمارا اور آپ کا مذہب کا بنیادی اختلاف ہے ہم حضور سرور کائنات ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے مدعی ہیں انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب مدعی نبوت نہ تھے قادیانیوں نے مرزا صاحب کی طرف دھوئی نبوت منسوب کر کے ان پر افتراء کیا ہے اور بہتان طرازی سے کام لیا ہے۔ اپنے اس بیان کو درست ثابت کرنے کے لئے

مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی کتابوں سے چند حوالہ جات پڑھ کر سنائے، جن میں اس نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر دجال اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ میں مدعی نبوت نہیں، بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں میرا مجددیت اور محدثیت کا دعویٰ ہے۔ ہمارے وہی عقائد ہیں جو اہلسنت والجماعت کے عقائد ہیں، میرا مرزائی مذہب کے متعلق معمولی مطالعہ تھا اس لئے میں نے تبلیغ اسلام کے نام پر ان کے دام ترور میں پھنس گیا اور مسٹر محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور یہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی مجددیت و مہدویت کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا ان کے تبلیغی کالج میں داخل ہوا۔ تین سال میں ایک اور مرزائی طالب علم اور میری تعلیم پر پچاس ہزار روپے سے زائد رقم خرچ ہوئی۔

قرآن مجید کی تفسیر، حدیث، بائبل، عیسائیت، ہندی، سنسکرت، ویدوں، آریہ سماج اور علم مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔

مدت معینہ میں نصاب تعلیم ختم ہونے کے بعد مجھے مستقل مبلغ مقرر کر دیا گیا۔ میں نہ صرف مبلغ و مناظر اور محصل ہی کے فرائض ادا کرتا رہا بلکہ سیکرٹری احمدیہ ایسوسی ایشن، ایڈیٹر اخبار پیغام صلح کے ذمہ دارانہ عہدوں پر بھی فائز رہا اور پوری جانفشانی و سرگرمی کے ساتھ مرزائی عقائد کی تبلیغ و اشاعت اور آریوں اور دہریوں، عیسائیوں سے کامیاب مناظرے کرتا رہا۔

ترک مرزائیت :-

۱۹۳۱ء کے وسط میں میں نے یکے بعد دیگرے متعدد خواب دیکھے جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نہایت گھناؤنی شکل دکھائی دی اور اسے بری حالت میں دیکھا۔ میں یہ خواب مرزائیوں سے بیان نہ کر سکتا تھا کیونکہ اگر انہیں خواب سنائے جاتے تو

وہ مجھے کہتے کہ یہ شیطانی خواب ہیں نہ ہی کسی مسلمان کو یہ خواب بتا سکتا تھا کیونکہ اگر انہیں یہ خواب سنائے جاتے تو وہ کہتے کہ مرزا غلام احمد اپنے تمام دعاوی میں جھوٹا ہے مرزائیت سے توبہ کر لیجئے میری حالت یہ تھی۔

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را

بلائے فرقت لیلیٰ و صحبت لیلیٰ

اگرچہ پہلے بھی مرزا غلام احمد کے بعض الہامات اور اس کی چند پیشگوئیاں میرے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھیں۔ لیکن حسن عقیدت اور غلو محبت کی طاقتیں ان خیالات کو فوراً بادی تھیں اور دل کو تسلی دے دیتا تھا کہ مرزا نبی تو نہیں کہ جس کے تمام ارشادات صحیح ہوں ان خوابوں کی کثرت سے متاثر ہو کر میں نے غور و فکر کیا گو کہ ہمارے خوابوں پر دین کا مدار نہیں اور نہ ہی یہ حجت شرعی ہیں لیکن ان سے صداقت کی طرف راہنمائی تو ہو سکتی ہے آخر میں نے فیصلہ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی محبت اور عداوت دونوں کو بالائے طاق رکھ کر اور ان سے صرف نظر کرتے ہوئے مرزائیت کے صدق و کذب کو تحقیقات کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے خدائے واحد و قدوس کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے یہ اعلان کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد کی محبت اور عداوت کو چھوڑ کر اور خالی الذہن ہو کر مرزا کی اپنی مشہور تصنیفات اور قادیانی ولاہوری ہر دو فریق کی چید چیدہ کتابوں کو جو مرزا کے دعاوی کی تائید میں لکھی گئی تھیں چھ ماہ کے عرصہ میں نظر غائر سے بطور محقق کے پڑھا اور علماء اسلام کی تردید مرزائیت کے سلسلہ میں چند کتابیں مطالعہ کیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جتنا زیادہ میں نے مطالعہ کیا اتنا ہی مرزائیت کا کذب مجھ پر واضح ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے یقین کامل ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ الہام۔ مجددیت۔ مسیحیت۔ نبوت وغیرہ میں مفتری تھا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضور

رسالت مآب ﷺ آخری نبی ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں واپس تشریف لائیں گے۔

تیرے رندوں پہ سارے کھل گئے اسرار دین ساقی

ہو اعلم الیقین عین الیقین حق الیقین ساقی

اب میرے لئے ایک نہایت مشکل کا سامنا تھا ایک طرف ملازمت تھی جماعت مرزائیہ کے ارکان اور افراد جماعت سے آٹھ سال کے دیرینہ اور خوشگوار تعلقات تھے۔ بحیثیت ایک کامیاب مبلغ و مناظر جماعت میں درخشاں حاصل تھا۔ لیکن جب دوسری طرف مرزا غلام احمد کے عقائد قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے بالکل الٹ دیکھتا تھا۔ ان کے الہامات اور پیشگوئیوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑتی ہوئی نظر آتی تھیں اور قیامت کے دن ان عقائد باطلہ کی باز پرس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا تو میں لرزہ بر اندام ہو جاتا تھا کہ ایک طرف حق تھا اور دوسری طرف باطل ایک طرف تاریکی تھی اور دوسری طرف مشعل نور۔ ایک طرف معقول تنخواہ کی ملازمت اور آٹھ سال کے دوستانہ تعلقات تھے اور دوسری طرف دولت ایمان لیکن ساتھ دنیوی مشکلات اور مصائب کا سامنا۔ آخر میں نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ چاہے ہزار ہا تکالیف اٹھانی پڑیں انہیں بخوشی برداشت کروں گا کیونکہ حق کے اختیار کرنے والوں کو ہمیشہ تکالیف و مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔

صداقت کے لئے گر جاں جاتی ہے تو جانے دو

مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

چنانچہ میں اشکبار آنکھوں اور کفر و ارتداد سے پشیمان اور لرزتے ہوئے دل سے اپنے رحیم و کریم خداوند قدوس کے حضور کفر و مرزائیت سے تائب ہو گیا تو بہ کے بعد دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی۔

عصیان ماو رحمت پروردگار ما
 ایں را نہایتے است نہ آں را نہایتے
 میرے غفور و رحیم مالک۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارانہ کیا
 پر تو نے دل آزرده ہمارا نہ کیا
 ہم نے تو تھنم کی بہت کی تدبیر
 لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

الحمد لله الذي هدانا لهذا ما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله
 (پ ۱۸ الاعراف نمبر ۴۳)

اللہ تعالیٰ کا لانا انتہا احسان و شکر ہے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا اور اگر اللہ تعالیٰ
 ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز راہ راست پانے والے نہ تھے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء
 یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
 صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

میں نے یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو احمدیہ انجمن لاہور کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا
 جو ۲۴ جنوری کو منظور کر لیا گیا۔

ترک مرزائیت کا اعلان :-

۱۹۳۲ء کی ابتداء میں انگریز اور ڈوگرہ حکومت کے خلاف تحریک کشمیر انتہائی
 عروج تک پہنچ چکی تھی مجلس احرار اسلام کے ایک درجن سے زائد مجاہدین شہید ہو چکے
 تھے۔ مجلس کے تمام راہنما اور چالیس ہزار سرفروش رضا کار جیل خانوں میں محبوس

تھے۔ برطانوی حکومت نے عام اجتماعات پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ حالات کچھ سازگار ہوئے پابندیاں ختم ہوئیں تو احباب کی طرف سے ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا قد آدم اشتہار شائع کئے گئے کہ ۷ مئی ۱۹۳۲ء بعد نماز عشاء باغ بیرون موچی دروازہ لاہور جلسہ عام منعقد ہوگا جس میں مولانا لال حسین اختر جن کی تعلیم پر مرزائیوں نے پچاس ہزار سے زائد روپیہ خرچ کیا تھا۔ اور وہ جماعت مرزائیہ لاہور کے مشہور مبلغ و مناظر تھے ترک مرزائیت کا اعلان کریں گے اور ترک مرزائیت کے وجوہ اور ناقابل تردید دلائل بیان کریں گے۔ ان کی تقریر کے بعد مرزائیوں کے نمائندہ کو سوال و جواب کے لئے وقت دیا جائے گا۔ اندرون شہر اور بیرون شہر منادی کی گئی بعد نماز عشاء کم از کم تیس ہزار کے مجمع میں میں نے ترک مرزائیت کے موضوع پر تین گھنٹے تقریر کی۔ سٹیج کے بالمقابل مرزائی مبلغین و مناظرین کے لئے میز اور کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ میری تقریر کے بعد صاحب صدر نے اعلان کیا کہ حسب وعدہ مرزائی صاحبان کو مولانا لال حسین اختر کی تقریر پر سوال و جواب کے لئے وقت دیا جاتا ہے تاکہ حاضرین مرزائیت کے صدق و کذب کا اندازہ لگا سکیں۔ لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے مبلغ و مناظر موجود تھے لیکن کسی کو ہمت و جرات نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابلہ میں آسکیں۔ صاحب صدر کی دعا کے بعد اجلاس برخواست ہوا۔

لا لچ اور قاتلانہ حملے :-

اس عظیم الشان جلسے اور مرزائیت کی شکست کی روداد اخبارات میں شائع ہوئی تو ملک کے طول و عرض سے مجھے تقریر کے لئے دعوتوں کا لگا تار سلسلہ شروع ہو گیا مختلف شہروں اور قصبات میں میری بیسیوں تقریریں اور مرزائیوں سے پانچ چھ نہایت کامیاب مناظرے ہوئے ان ایام میں اونچی مسجد اندرون بھائی دروازہ لاہور کے بالمقابل میرا قیام تھا۔ میری تقریروں اور مناظروں کی کامیابی سے متاثر ہو کر مرزائیوں کے ایک وفد نے مجھ سے

ملاقات کی اور مجھے کہا کہ آپ نے اپنی تحقیق کی بناء پر احمدیت ترک کر دی ہے آپ کے موجودہ عقائد کے متعلق ہم آپ سے کچھ نہیں کہتے ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ آپ کی تقریریں اور مناظرے ہمارے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ ہوائے تقریروں اور مناظروں کے آپ کی مالی آمد کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ جماعت احمدیہ آپ کو پندرہ ہزار روپے کی پیشکش کرتی ہے۔

آپ ہم سے یہ رقم لے لیں اور اس سے جنرل مرچنٹ یا کپڑے کا کاروبار شروع کر لیں۔ اور ہمیں اطمینان لکھ دیں کہ میں پندرہ سال تک احمدیت کے خلاف نہ کوئی تقریر کروں گا اور نہ مناظرہ اور نہ ہی کوئی تحریری بیان شائع کروں گا اگر اس معاہدہ کی خلاف ورزی کروں تو جماعت احمدیہ کوئٹہ ہزار روپیہ ہر جانہ ادا کروں گا۔ یہ بھی کہا کہ احمدیت کی تردید کوئی ایسا فرض نہیں جس کے بغیر آپ مسلمان نہیں رہ سکتے۔ حنیفوں اہل حدیثوں اور شیعوں میں ہزاروں علماء ایسے ہیں جو احمدیت کی تردید نہیں کرتے اگر وہ تردید احمدیت کے بغیر مسلمان رہ سکتے ہیں تو آپ بھی مسلمان رہ سکتے ہیں۔ میں نے جو کہا آپ صاحبان کو یہ ہمت کیسے ہوئی کہ مجھے لالچ کے فتنے میں پھانسنے کی جرات کریں میں ان علماء کرام کے طریق کار کا ذمہ دار نہیں جو تردید مرزائیت سے اجتناب کرتے ہیں میرے لئے تو استیصال مرزائیت کی جدوجہد فرض عین ہے کیونکہ میں نے مدت مدید تک اس کی نشر و اشاعت کی ہے۔ مجھے تو اس کا کفارہ ادا کرنا ہے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا لالچ مجھے تردید مرزائیت سے منحرف نہیں کر سکتا۔ قریباً ایک گھنٹے کی گفتگو کے بعد مجھ سے مایوس ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور جاتے ہوئے کہہ گئے کہ آپ نے ہمارے متعلق نہایت خطرناک طرز عمل اختیار کر رکھا ہے آپ کے لئے اس کا نتیجہ تباہ کن ہوگا میں نے انہیں کہا

مواعدہ در پائے ریزی رزش

خبر شمر ندی نئی پر سرش

میں نے ان کے اس جارحانہ چیلنج کی پرواہ نہ کی حسب سابق اپنے تبلیغی سفروں تقریروں اور مناظروں میں منہک رہا مرزائیوں نے اپنی سوچی سمجھی سکیم کے مطابق یکے بعد دیگرے ڈیرہ بابا نامک ضلع گورداسپور کے مناظرہ اور بیلوں ڈلہوزی کے جلسہ کے ایام میں مجھ پر دوبارہ قحطانہ حملے کئے۔ ڈیرہ بابا نامک کے حملہ میں مجھے زخم آیا۔ ایک مرزائی نے صاف الفاظ میں مجھے کہا کہ یاد رکھو ہم تمہیں قتل کر دیں گے خواہ ہمارا پچاس ہزار روپیہ خرچ ہو میں نے اسے جواب دیا کہ میرا عقیدہ ہے کہ شہادت سے بہتر کوئی موت نہیں۔ قبر کی رات کبھی گھر میں نہیں آ سکتی۔ ایک دفعہ بعد نماز عشاء بیلوں ڈلہوزی کی مسجد میں تردید مرزائیت پر میری تقریر ہو رہی تھی۔ ایک مرزائی جس نے کبل اوڑھا ہوا تھا میز کے نزدیک آیا ایک مسلمان نے پکڑ لیا مرزائی نے کبل میں چھرا چھپا رکھا تھا۔ سب انسپکٹر پولیس جلسہ میں موجود تھا۔ اس نے اسی وقت مرزائی کو گرفتار کر کے چھرا اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسے تھانے کے حوالات میں بند کر دیا دوسرے دن علاقہ بمبٹرٹھ کے سامنے پیش کر دیا۔

مجمبٹرٹھ نے ملزم سے چھ ماہ کے لئے نیک چلنی کی ضمانت لے لی لاہور کے اخبارات میں مجھ پر ڈیرہ بابا نامک کے حملہ کی خبر شائع ہوئی تھی حضرت مولانا ظفر علی خان نے زمیندار میں ایک شدہ سپرد قلم فرمایا تھا۔

مجلس احرار اسلام کے زعماءوں کو مجھ پر مرزائیوں کے حملوں کا علم ہوا تو قائد احرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ نے ناظم دفتر سے فرمایا کہ مرزائیوں کی جارحیت کا جواب دینے کے لئے جلسہ کا انتظام کیجئے۔ چنانچہ کثیر التعداد پوسٹر چسپاں کئے گئے اخبارات میں اعلان ہوا شہر کے ہر حصے میں منادی ہوئی کہ باغ بیرون دہلی دروازہ بعد نماز عشاء زیر صدارت چوہدری افضل حقؒ عظیم الشان جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا

حبیب الرحمن لدھیانویؒ مرزائیوں کی جارحیت کے چیلنج کا جواب دیں گے۔

بعد نماز عشاء چالیس ہزار سے زائد کے مجمع میں حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ نے مجھے سٹیج پر کھڑا کر کے میرا تعارف کرایا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اس نوجوان نو مسلم عالم نے مناظروں میں مرزائیوں کو ذلیل ترین شکستیں دی ہیں مرزائی ان کے دلائل کا جواب نہ دے سکے تو ڈیرہ بابانا تک اور ڈلہوڑی میں ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔

میں مرزائیوں سے نہیں ان کے خلیفہ مرزا محمود سے کہتا ہوں کہ اگر تم یہ کھیل کھیلنا چاہتے ہو تو میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ مرد میدان بنو۔ اب لال حسین اختر پر حملہ کرادو پھر احرار کے فداکاروں کی یورش اور قربانیوں کا اندازہ لگانا ایک کی جگہ ایک ہزار سے انتقام لیا جائے گا۔ ہم خون کو رایگاں نہیں جانے دیں گے۔ ہماری تاریخ تمہارے سامنے ہے ہم محلاتی سازشوں کے قائل نہیں ہم میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے ہیں۔ ہمیں جو عمل کرنا ہوتا ہے اس کا واضح کاف الفاظ میں اعلان کر دیتے ہیں۔ حضرت مولانا کی تقریر کیا تھی شجاعت و ایثار اور حقائق کا ٹھانھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ بار بار نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے تھے۔ فرمایا ہم وہی احرار ہیں جن کے ۳۱ رضا کار اسلام اور مسلمانوں کی عزت بچانے کے لئے سینوں پر ڈوگرہ حکومت کی گولیاں کھا کر شہید ہوئے ہیں اور چالیس ہزار نے قید و بند کی مصیبتیں بخوشی برداشت کیں۔ اس کے بعد مرزائیوں کو سانپ سوگھ گیا مرزا بشیر کی عقل ٹھکانے آگئی میں حضرت امیر شریعتؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء کی معیت میں ترویج و اشاعت اسلام اور احقاق حق و ابطال باطل کے لئے وقف ہو گیا۔ اوپر میں نے جن خوابوں کا ذکر کیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

خوابیں :-

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک چٹیل میدان میں ہزاروں لوگ حیران و

پریشان کھڑے ہیں میں بھی ان میں موجود ہوں۔ ان کے چاروں طرف لوہے کے بلند وبالا ستون ہیں اور ان پر زمین سے لے کر قد آدم تک خاردار تار لپٹا ہوا ہے۔ تار کے اس حلقے سے باہر نکلنے کا کوئی دروازہ یا راستہ نہیں۔ ہزاروں اشخاص کو اس میں قید کر دیا گیا ہے۔ ان میں چند میری شناسا صورتیں بھی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ ہمیں اس مصیبت میں گرفتار کیوں کیا گیا ہے انہوں نے مجھے جواباً کہا کہ ہمیں احمدیت کی وجہ سے مخالفین نے یہاں بند کر دیا ہے یہاں سے کچھ فاصلہ پر مسیح موعود پلنگ پر سوائے ہوئے ہیں انہیں ہماری خبر نہیں کہ وہ ہماری رہائی کے لئے کوشش کر سکیں۔ ہم میں سے کسی کے پاس کوئی اوزار نہیں جس سے خاردار تار کو کاٹ کر باہر نکلنے کا راستہ بتایا جاسکے۔ میں نے خاردار تار کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا میں نے دیکھا کہ ایک جگہ سے زمین کی سطح کے قریب کا تار ڈھیلہ ہے میں زمین پر بیٹھا اور اس تار کو اپنے دائیں پاؤں سے نیچے دبایا تو وہ تار زمین کے ساتھ جا لگا سر کے قریبی تار کو ہاتھ سے ذرا اوپر کیا تو دونوں تاروں میں اس قدر فاصلہ ہو گیا کہ میں تار سے باہر نکل آیا۔

مجھے کافی فاصلہ پر پلنگ نظر آیا جس پر مرزا غلام احمد قادیانی چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔ میں نہایت ادب و احترام سے پلنگ کے قریب پہنچ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس نے اپنے چہرے سے چادر سر کاٹی تو اس کا منہ قریباً دو فٹ لمبا تھا شکل ناقابل بیان تھی (خنزیر جیسی) ایک آنکھ بالکل بے نور اور بند تھی دوسری آنکھ ماش کے دانے کے برابر تھی اس نے کہا میری بہت بری حالت ہے اس کی آواز کے ساتھ شدید قسم کی بدبو پیدا ہوئی اس کی شکل اور بدبو سے میں کانپ گیا میری نیند اچاٹ ہو گئی میری نیند جاتی رہی۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔

دوسرا خواب:-

ایک رات خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے قریباً دو سو گز آگے جا رہا ہے میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں تانت (جس سے روئی دھنی جاتی ہے) کا ایک سرا اس کی کمر میں بندھا ہوا ہے اور دوسرا میری گردن میں ہمارا سفر مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ دوران سفر راستہ پر دائیں طرف ایک نہایت وجیہ شخص نظر آئے۔ سفید رنگ درمیانہ قد روشن آنکھیں سفید پگڑی سفید لمبا کرتہ سفید شلوار۔ مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جہاں میرے آگے جانے والے مجھے لے جا رہے ہیں۔ کہنے لگے جانتے ہو یہ کون ہے؟ اور تمہیں کہاں لے جا رہا ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ فرمانے لگے یہ غلام احمد قادیانی ہے خود جہنم کو جا رہا ہے اور تمہیں بھی وہیں لئے جا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو جان بوجھ کر جہنم میں جائے اور دوسروں کو بھی جہنم میں لے جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کذاب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے عدا جہنم کا راستہ اختیار نہ کیا تھا؟ میں نے اس کی دلیل کا جواب نہ دے سکا تو فرمانے لگے غور سے سامنے دیکھو میں نے سامنے نگاہ کی تو مجھے بہت دور حدنگاہ پر زمین سے آسمان تک سرخی دکھائی دی انہوں نے پوچھا جانتے ہو یہ سرخ رنگ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگے یہی تو جہنم کے شعلے ہیں میں حسب سابق چل رہا تھا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتے جا رہے تھے۔ وہ غائب ہو گئے میں بدستور اس شخص (غلام احمد قادیانی) کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ ہم سرخی (جہنم کے شعلوں) کے قریب ہو رہے تھے۔ اب تو مجھے حرارت بھی محسوس ہونے لگی۔ وہ وجیہ شخصیت پھر نمودار ہوئی انہوں نے تانت پر ضرب لگائی تانت ٹوٹ گئی اور میں نیند سے بیدار ہو گیا۔

ماہنامہ لولاک ملتان

★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ”ماہنامہ لولاک“ جو دفتر مرکزیہ ملتان سے ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔

★ عقیدہ ختم نبوت کی ترجمانی ★ حالات حاضرہ کا جاندار تجزیہ
★ عالمی مجلس کی سرگرمیاں ★ فتنہ قادیانیت کے رد میں عمدہ علمی مضامین
★ اصلاحی مقالہ جات ★ امت مسلمہ کی رہنمائی

★ مجاہدین ختم نبوت کے تذکرے
★ قادیانیت چھوڑنے والے نو مسلموں کے ایمان پر ور حالات واقعات
★ جہاد آفرین حقائق افروز معلومات کا حسین گلدستہ ★ 64 صفحات
★ رنگین آرٹ پیپر کا ناسٹل ★ کمپیوٹر کتابت
★ عمدہ طباعت ★ سفید کاغذ

ان تمام تر خوبیوں کے باوجود، سالانہ چندہ صرف 100 روپے ہے۔ ایجنسی 5 پرچوں سے کم جاری نہیں ہوتی۔ ایجنسی ہولڈر حضرات کو 33 فیصد کمیشن دیا جاتا ہے۔ پرچہ دی پی نہیں کیا جاتا۔ پیشگی 100 روپے سالانہ خریداری کا منی آرڈر بھیج کر ہر ماہ گھر بیٹھے ڈاک سے پرچہ منگوا یا جاسکتا ہے۔

رقوم بھیجنے کے لیے پتہ:

ناظم ماہنامہ لولاک دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 514122

قادیانی اور مولانا اختر

حضرت مولانا ظفر علی خانؒ
کی
ایک تاریخی نظم

فردی ۱۹۳۳ء کی بات ہے۔ جب قادیانوں نے اسلامہ کالج لاہور کے طلباء کو مرتد کرنے کی مردود کوشش کی، تو اکابر ملت نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے مسجد مبارک میں تقریریں کیں۔ جس پر حکومت نے حضرت مولانا غفر علی خاں صاحب، حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر، حضرت مولانا عبداللہ خان صاحب اور احمد یار خان صاحب سیکرٹری مجلس احرار اسلام کو مقید و محبوس کر دیا۔ ایک دن مولانا غفر علی خاں سے ایک قیدی نے شکایت کی کہ جیل والے اسے اتنے دانے دیتے ہیں کہ پیسے نہیں جاتے۔ حضرت مولانا نے اپنے رفقاء کو بلا لیا اور سب حضرات نے باری باری چکی ہیں کہ وہ باقی دانے ختم کر دیئے۔ اس دوران میں مولانا اختر نے حضرت مولانا سے ارشاد کی درخواست کی، تو ارتجالاً حضرت مولانا کی زبان پر یہ شعر آ گئے جو تاحال کسی کتاب میں شائع نہیں ہو سکے۔ حضرت مولانا اختر کے شہریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین کرام ہیں۔ (مدیر)

غلام احمد بھلا کیا جان سکا ہے کہ دیں کیا ہے
رموز علم الاساچہ داند ذوق البیسی
ادھر توحید کی باتیں ادھر تثلیث کی گھاتیں
مری فطرت مجازی ہے سرشت اس کی ہے انگلیسی
یہ کہہ کر حق جتا دوں گا محمدؐ کی شفاعت پر
کہ آقا تیری خاطر میں نے جکی جیل میں بیسی
مقابل قادیانی ہو نہیں سکتے ہیں اختر کے
پڑے گا ایک ہی تھپڑ تو جمر جائے گی بتیسی
ہوا جب علم کا چرچا دیا فٹوٹی یہ مرزا نے
ہمارا علم ہے دریا کہ نام اس کا ہے سائیکسی
ہے امرتسر سے مغرب کی طرف بیٹا (۱) مرزا
یہ نکتہ حل کریں مرقد سے اٹھ کر آج اور کسی (۲)

- ۱۔ "قادیان جو ضلع گورداسپور، پنجاب میں ہے۔ جو لاہور سے گوش مغرب اور جنوب میں واقع ہے۔" ("تبلیغ رسالت" جلد ۹، صفحہ ۳۰، "مجموعہ اشتہارات" ج ۳، ص ۲۸۸)
- ۲۔ مشہور جغرافیہ دان۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



تکلیف مزاحمت

اگر کوئی لاہوری جماعت کا مرزائی چہلمہ کے اندر اس کتاب کا جواب لکھے گا تو بعد فیصلہ منصف اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ کتاب کا پہلا ایڈیشن مئی ۱۹۳۲ء میں اور دوسرا ایڈیشن نومبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔ باوجود دو سال گزر جانے کے کسی لاہوری مرزائی کو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اس کے جواب میں قلم اٹھا سکے۔ ہم آج کی تاریخ سے پھر اعلان کیے دیتے ہیں کہ اگر شرائط مندرجہ کے ماتحت مزید ایک سال کے عرصہ میں ہماری کتاب کا جواب لکھا گیا تو ہم انعام دینے کو تیار ہیں۔

لال حسین اختر میلا سلام

۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

ترک مرزائیت کے وجہ لکھنے کا میرا ارادہ نہیں تھا مگر میرے چند احباب نے مجبور کیا کہ میں مرزائیت کے متعلق اپنی معلومات معرض تحریر میں لاؤں تاکہ عامۃ المسلمین اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

میرے محترم چچا جان خان سلطان احمد خان صاحب نے جو ترید مرزائیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے اس کتاب کے متعلق مفید مشورے اور حوالہ جات سے میری مدد کی۔

مرزا صاحب کے عقائد باطلہ

اسلام اور مرزا صاحب قادیانی کے عقائد میں بعد المشرقین ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے معجون مرکب عقائد کی تائید کے لیے خواہشات نفسانی سے ایسے خلاف شریعت الہام گھڑ لیے تھے جنہیں اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ انہیں خلاف قرآن و حدیث الہامات کے صدقے میں مہدویت، مجددیت، مہدویت، مسیحیت، محمدیت، کرشیت، جے سنگیت، تلپیت، بروزیت، نبوت وغیرہ کے دعاوی کر بیٹھے۔ اس پر بھی بس نہ کی اور صبر نہ آیا تو غضب یہ ڈھا دیا کہ خدا کا بیٹا بنے۔ مسئلہ ارتقاء کے ماتحت ترقی کی تو خود خدا ہونے کا اعلان کر کے نئے زمین و آسمان پیدا کرنے کے بعد تخلیق بنی نوع انسان کا دعویٰ کر دیا۔ آخری میدان یہ مارا کہ اپنے پیدا ہونے والے بیٹے کی مثال اللہ تعالیٰ سے دی اور لکھ دیا۔

فرزند دل بند گرامی وار جند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء (یعنی میرا پیدا ہونے والا بیٹا دل بند گرامی ار جند ہو گا) اور وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہو گا۔ گویا خدا آسمان سے اترے گا۔

”البشری“ جلد دوم، ص ۲۱-۱۲۳) ”ازالہ اوہام“ ص ۱۵۵ ”روحانی خزائن“

ص ۱۸۰، ج ۳

مرزا صاحب کے اسی قسم کے عقائد باطلہ تھے جن کی بنا پر علمائے اسلام نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اس وقت ہم اپنی طرف سے ان اقوال پر زیادہ جرح اور تنقید نہیں کرنا چاہتے بلکہ مرزا صاحب کے دعاوی اور عقائد انہیں کے الفاظ میں ناظرین تک پہنچا دیتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنی نسبت نکھتے ہیں:

(۱) ”میں محدث ہوں۔“ (”حماۃ البشری“ ص ۷۹ ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۲

ج ۷

(۲) ان الفاظ میں مجددیت کا دعویٰ کیا ہے۔

رسید مژدہ ز خیم کہ من ہاں مرد

کہ او مجدد ایں دین و راہنما باشد

(ترجمہ) ”مجھے غیب سے خوشخبری ملی کہ میں وہ مرد ہوں کہ اس دین کا مجدد اور

راہنما ہوں۔“

”در شین“ فارسی، ص ۱۳۶ ”تریاتق القلوب“ ص ۴ ”روحانی خزائن“ ص ۱۳۲، ج ۱۵

اپنی مجددیت کا اعلان کرتے ہیں:

(۳) ”میں مددی ہوں۔“ (”معیار الانبیار“ ص ۱۱، ”مجموعہ اشتہارات“

ص ۲۷۸، ج ۳)

آیت مبشرا بر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا حقائق

اپنے آپ کو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۴) ”اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے، وہ بھی اس کے مثل ہونے

کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمدؑ جمالی۔ اور احمدؑ اور عیسیٰؑ اپنے

بتانی معزز کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے و مبشرا بر رسول

یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلمؐ احمدی

نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں بدھتق بیگھوئی

مجرد احمدؑ جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے، بھیجا گیا۔

(”ازالہ اوہام“ ص ۶۷۳ ”روحانی خزائن“ ص ۴۶۳ ج ۳)

اگرچہ اس عبارت میں مرزا صاحب نے لکھ دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ ان الفاظ کے لکھنے سے صرف یہ مقصد نظر آتا ہے کہ اگر ابتداء میں ہی صاف طور پر لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احمد نہیں تو عامۃ المسلمین خطر ہو جائیں گے۔ لیکن آیت کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیا ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیٹھ کوئی مندرجہ سورۃ صف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ تھی بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے تھی۔

”تزیاق القلوب“ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(۵) منم مسیح زاناں و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ بھتیجی باشد

(ترجمہ) ”میں مسیح زمان ہوں۔ میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں۔ میں محمد ہوں۔

میں احمد بھتیجی ہوں۔“

(”تزیاق القلوب“ ص ۳ ”روحانی خزائن“ ص ۱۳۴ ج ۱۵)

دوسری جگہ اس کی مزید تشریح کرتے ہیں:

(۶) ”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں

کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔

میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف

ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمد ہوں۔“

(حاشیہ ”حقیقت الوحی“ ص ۷۲ ”روحانی خزائن“ ص ۷۶ ج ۲۲)

اپنی اسی کتاب میں پھر لکھا ہے:

(۷) ”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ ”بہ این

احمدیہ "میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسماعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ بن مریمؑ ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، یعنی بروزی طور پر، جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جبری اللہ فی حلال الانبیاء فرمایا۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔ اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔"

(تحریر "حقیقت الوحی" ص ۸۴ و ۸۵، "روحانی خزائن" ص ۵۲۱، ج ۲۲)

اپنی مجددیت اور مہدویت کی شان کو دوبالا کرنے کے لیے یوں گویا ہوئے ہیں:

(۸) میں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ ہوں

نیز ابراہیمؑ ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

("براہین احمدیہ" حصہ پنجم ص ۱۰۳، "روحانی خزائن" ص ۱۳۳، ج ۲۱، "در ثبین"

ص ۷۴)

ناظرین کرام! حوالہ جات بالا سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب نے کس دیدہ دلیری سے تمام انبیاء علیہم السلام کے نام اپنی طرف منسوب کیے ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جاتی ہے۔ گویا تمام انبیاء کے مقابل پر اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ فردا فردا ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو جو کمال عطا کیے گئے تھے، مجموعی طور پر وہ سارے کے سارے کمالات مجھ (مرزا) کو دیئے گئے ہیں۔ مرزا صاحب کھلے الفاظ میں اعلان کرتے ہیں:

(۹) آدمؑ نیز احمدؑ مختار

در برم جامہ ہمہ ابرار

آنچه داد است ہر نبی را جام

داد آں جام را مرا بتمام

("در ثبین" فارسی، ص ۱۷۱، "نزول المسحی" ص ۹۹، "روحانی خزائن" ص ۷۷، ج ۱۸)

(ترجمہ) "میں آدم ہوں" نیز احمد مختار ہوں۔ میں تمام نیکیوں کے لباس میں ہوں۔ خدا نے جو پیالے ہرنی کو دیئے ہیں "ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دے دیا ہے۔" لاہوری احمد یو! خدا کے لیے انصاف سے جواب دو کہ کیا مرزا صاحب کے ان اشعار کا یہ منہ موم نہیں کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا مجموعہ کہہ رہے ہیں؟ اور اپنے آپ کو کسی نبی سے درجہ میں کم نہیں سمجھتے۔ اسی ادعا کا رد ان شعر میں دہرایا ہے۔

(۱۱۰) انبیاء گرچہ بودہ اند بے

من عرفان نہ کترم ز کے

("در ثبین" فارسی، ص ۱۷۲، "نزل المسیح" ص ۱۰۰، "روحانی خزائن" ص ۷۸، ص ۷۹)

(ج ۱۸)

(ترجمہ) "اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں" میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔"

حیرت ہے کہ مرزا صاحب نے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ میں نبوت کی ایسی معجون ہوں جو تمام نبیوں کے کمالات سے مرکب ہوں بلکہ اس سے اوپر بھی ایک اور چھلانگ لگا کر دنیا کو اطلاع دی ہے کہ میں وہ تھیلا ہوں کہ جس میں تمام نبی بھرے پڑے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(۱۱) زندہ شد ہر نبی بامدم

ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

("در ثبین" فارسی، ص ۱۷۳، "نزل المسیح" ص ۱۰۰، "روحانی خزائن" ص ۷۸، ص ۷۹)

(ج ۱۸)

(ترجمہ) "میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا۔ ہر رسول میرے پیراہن میں

چھپا ہوا ہے۔" معاذ اللہ من هذا الہفوات (اخترا)

ایک جگہ اپنی بڑائی کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

(۱۲) "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر

چکے ہیں، ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں۔ سودہ میں ہوں۔“

(”براہین احمدیہ“ حصہ پنجم، ص ۹۰، ”روحانی خزائن“ ص ۱۱۸-۱۱۷، ج ۲۱)

لاہوری مرزا نیو! جب مرزا صاحب اپنے آپ کو تمام راست باز اور مقدس نبیوں کے کمالات کا مجموعہ یا عطر قرار دے رہے ہیں تو بتاؤ کہ تمام انبیاء عظیم السلام پر فضیلت کلی کا مدعی ہونے میں کون سی کسر ماتی رہ گئی ہے؟ جواب دیتے وقت سوچ لینا کہ تمہارے سامنے کون ہے۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر
مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(۱۳) روضہ آدم کہ تھا وہ ناکھل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کاش بھلا برگ و بار

(”در شین“ اردو، ص ۸۳، ”براہین احمدیہ“ حصہ پنجم ص ۱۱۳، ”روحانی خزائن“

ص ۱۳۴، ج ۲۱)

معزز ناظرین! اس شعر میں مرزا صاحب کس بلند آہنگی سے اعلان کر رہے ہیں کہ تہذیب، شرافت، تمدن اور معاشرت انسانی کا جو باغ حضرت آدم علیہ السلام نے لگایا تھا، وہ اب تلک اور حور اور ناکھل تھا۔ اب میرے آنے کی وجہ سے وہ انسانیت کا باغ پھولوں اور پھلوں سے بھر گیا ہے۔ یعنی میرے آنے سے دنیا کا کارخانہ مکمل ہوا ہے اور جب تک میں نہیں آیا تھا، دنیا ناکھل تھی۔ اگر میں پیدا نہ ہوتا تو یہ تمام جہان بھی عالم وجود میں نہ آتا۔ نہ چاند، سورج اور سیارے ہوتے، نہ زمین بنتی، نہ نسل انسانی کا نام و نشان ہوتا۔ نہ انبیاء عظیم السلام مبعوث ہوتے، نہ قرآن مجید نازل ہوتا۔ غرضیکہ زمین و آسمان کا ہر ذرہ غلام احمد قادیانی کی وجہ سے ہی پیدا کیا گیا۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے:

(۱۴) لولاک لما خلقت الافلاک۔

(الہام مندرجہ "ابشری" جلد دوم، ص ۱۱۲ "تذکرہ" ص ۶۱۲، طبع ۳ "حقیقتہ الوحی"
 ص ۹۸ "روحانی خزائن" ص ۱۰۲، ج ۲۲
 (ترجمہ) اے مرزا! "اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔"

دوسرا الہام ان الفاظ میں ہوتا ہے:

(۱۵) کل لک ولامرک۔

(الہام مندرجہ "ابشری" جلد دوم، ص ۱۲۷ "تذکرہ" ص ۷۰۶، طبع ۳)
 (ترجمہ) "سب تیرے لیے اور تیرے حکم کے لیے ہے۔"
 مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:

(۱۶) فجعلنی اللہ آدم واعطانی کل ما اعطایہ

البشر وجعلنی بروز الخاتم النبیین وسید المرسلین۔

("خطبہ الہامیہ" ص ۱۶۷ "روحانی خزائن" ص ۲۵۳، ج ۱۶)

(ترجمہ) "خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں جو ابوبشر
 آدم کو دی تھیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔"
 اسی کی مزید تشریح کرتے ہیں:

(۱۷) "اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت و آخرین

منہم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا، اس لیے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لیے منتخب کیا جو خلق اور خواہد
 اور ہمدردی خلافت میں اس کے مشابہ تھا۔ اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو
 عطا کیا تاکہ یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا (یعنی مرزا کا) ظہور بینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا ظہور تھا۔"

("تحفہ گوڑویہ" ص ۱۰۱ "روحانی خزائن" ص ۲۶۳، ج ۱۷)

اسی مفہوم کو دوسری جگہ دہرایا ہے:

(۱۸) وانزل اللہ علی فیض هذا الرسول (محمد) فاتمہ

واکملہ وجذب الی لطفہ وجودم حتی صار وجودی وجودہ

فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابۃ سیدی خیر المرسلین و هذا هو معنی و آخرین منهم (ترجمہ) اور خدا نے مجھ (مرزا) پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری (مرزا) طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا جود اس کا جود ہو گیا پس وہ جو میری جماعت (قادیانیت) میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ بھی داخل ہوا اور یہی معنی آخرین منم کے بھی ہیں۔

(”خطبہ الہامیہ“ ص ۱۷۱، ”روحانی خزائن“ ص ۲۵۹ ج ۱۶)

(۱۹) مرزا صاحب کو ”الہام“ ہوتا ہے۔ محمد مفلح۔

اس کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے:

”حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ نے میرا ایک اور نام رکھا ہے جو پہلے کبھی سنا بھی نہیں۔ تھوڑی سی غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا“

(”البشری“ جلد دوم، ص ۹۹، ”تذکرہ“ ص ۵۵۷، طبع ۳)

مندرجہ بالا حوالہ جات صاف بتا رہے ہیں کہ مرزا صاحب کا الہامی نام محمد مفلح ہے اور مرزا صاحب ہمدردی خلافت، ہمت اور اخلاق حسنہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہیں اور مرزا صاحب کا ظہور بینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہے اور جو شخص جماعت مرزائیہ میں داخل ہوا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہو گیا۔

لاہوری احمدیو! تمہارا بھی ان باتوں پر ایمان ہے یا نہیں؟

مرزا صاحب صاف فرماتے ہیں:

(۲۰) ”میں وہی مدعی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ

حضرت ابو بکرؓ کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکرؓ کیا، وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے؟“

(”معیار الاختیار“ ص ۱۱، ”مجموعہ اشتہارات“ ص ۲۷۸ ج ۳)

مرزا صاحب کو ایک شعر الہام ہوتا ہے:

(۲۱) مقام او ہمیں ازراہ تحقیق

بدو رائش رسولاں ناز کروند

(الہامی شعر مندرجہ "البشری" جلد دوم، ص ۱۰۹، "تذکرہ" ص ۶۰۴، طبع ۳)

(ترجمہ) "اس کے یعنی مرزا کے مقام کو فخارت کی نظر سے مت دیکھو۔ مرزا

کے زمانے کے لیے رسول بھی فخر اور ناز کرتے تھے۔"

مرزا صاحب کے بیٹے اور قادیان کے موجودہ گدی نشین مرزا محمود احمد کی

پیدائش کے بعد اسی نوزائیدہ بچے کے متعلق مرزا صاحب پر ایک الہام ان الفاظ میں

برستا ہے:

(۲۲) اے فخر رسل قرب تو معلوم شد

دیر آمد ز راہ دور آمد

(ترجمہ) "اے فخر رسل، تیرا قرب ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ تو دیر سے آیا ہے

اور دور کے راستے سے آیا ہے۔"

("تزیین القلوب" ص ۴۲، "روحانی خزائن" ص ۲۱۹، ج ۱۵)

لاہوری جماعت کے ممبروں است ہی جلدی اور دو لفظ جواب دو کہ مرزا محمود

احمد موجودہ گدی نشین قادیان فخر رسل ہے یا نہیں؟ اور وہ کون کون سے نبی تھے جو

مرزا صاحب کے زمانہ پر ناز کیا کرتے تھے؟ اور تمہارے ایمان کے مطابق مرزا صاحب

کس کس نبی سے افضل ہیں؟

مرزا صاحب رقمطراز ہیں:

(۲۳) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

("دافع ابلا" ص ۲۰، "روحانی خزائن" ص ۲۴۰، ج ۱۸)

اسی کتاب میں لکھا ہے:

(۲۴) "اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم

میں ایک ہے جو اس سچ سے بڑھ کر ہے۔"

(”دافع ابلا“ ص ۱۳ ”روحانی خزائن“ ص ۲۳۲ ج ۱۸)

”ازالہ اوہام“ میں اپنے عقیدے کا اظہار اس شعر میں کرتے ہیں:

(۲۵) ایک منم کہ حسب بشارات آدم

یعنی کبات تا بند پا منبرم

(ترجمہ) ”میں وہ ہوں کہ جو حسب بشارات آیا ہوں۔ یعنی کہاں ہے کہ

میرے منبر پاؤں رکھے۔“

(”ازالہ اوہام“ ص ۱۵۸ ”روحانی خزائن“ ص ۱۸۰ ج ۳)

اپنے اسی اعتقاد کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

(۲۶) ”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا ہے جو اس پہلے مسیح سے اپنی

تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“

(حقیقت الوحی“ ص ۱۳۸ ”روحانی خزائن“ ص ۱۵۲ ج ۲۲)

اسی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں:

(۲۷) ”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح

ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ

نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھانہ سکتا۔“

(حقیقت الوحی“ ص ۱۳۸ ”روحانی خزائن“ ص ۱۵۲ ج ۲۲)

ایک جگہ یوں لکھا ہے:

(۲۸) ”مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔“

(”کشتی نوح“ ص ۱۶ ”روحانی خزائن“ ص ۱۷۱ ج ۱۹)

اسی کتاب میں دوبارہ ارشاد ہوتا ہے:

(۲۹) ”مثیل موسیٰ“ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ

کر۔“

(”کشتی نوح“ ص ۱۳ ”روحانی خزائن“ ص ۱۷۱ ج ۱۹)

مرزا صاحب غیظ و غضب کی حالت میں لکھتے ہیں:

(۳۰) ”پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی دوسرے ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔“

(حقیقت الوحی“ ص ۱۵۵ ”روحانی خزائن“ ص ۱۵۹ ج ۲۲)

مرزا صاحب کے ان حوالہ جات سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ قرار دے رہے اور اعلان کر رہے ہیں کہ ”میں پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہوں۔“ اور یہ جزدی فضیلت نہیں بلکہ کلی فضیلت ہے اور غیر نبی کو نبی پر فضیلت کلی ہو نہیں سکتی۔

لاہوری احمد یو اے جاتویلات کو چھوڑ کر ایمان سے ہٹانا تمہارا اس کے متعلق کیا جواب ہے؟ مرزا صاحب تو مراحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کلی فضیلت کا اقرار کر رہے ہیں اور تمہیں ساتھ ہی یہ بھی نصیحت کر رہے ہیں کہ ع

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر چھوڑ دو لیکن تمہارے لیے مشکل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی کئی دفعہ آیا ہے۔ ایمان سے سچ سچ بتانا کہ تم نے اپنے ”حضرت مرزا صاحب کے اس ارشاد کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے یا ان آیات کو پڑھا اور سنا نہیں کرتے جن میں ابن مریم علیہ السلام کا ذکر ہے؟ سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ ہاں لگے ہاتھ یہ بھی بتا دینا کہ تمہارے مجدد اور گورو سے وہ کون کون سے ایسے نشانات ظاہر ہوئے تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر نہ ہو سکے؟ ذرا تفصیل سے بیان کرنا لیکن کہیں اپنے کرشن جی مہاراج کی پیٹھوں یاں پیش نہ کر دینا۔ کیونکہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی لاجواب کتاب ”الہامات مرزا“ میں مرزا صاحب کی تمام تمہیدانہ پیٹھوں کے ٹانگے کھول دیئے ہوئے ہیں۔

مرزا صاحب غریہ لکھتے ہیں:

(۳۱) "اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؑ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ حسینؑ سے بڑھ کر ہے۔"

("دافع ابلا" ص ۱۳، "روحانی خزائن" ص ۲۳۳، ج ۱۸)
اپنی شان کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(۳۲) کربلائیست میر ہر آنم

صد حسین است در گریبانم

("در ثبین" قاری، ص ۱۷۱، "نزول المسیح" ص ۹۹، "روحانی خزائن" ص ۷۷، ج ۱۸)

(ج ۱۸)

(ترجمہ) "میری ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (۱۰۰) حسینؑ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔"

"اعجاز احمدی" میں مرزا صاحب رقم طراز ہیں:-

(۳۳) شتان ما بینی و بین حسینکم

فانی او ید کل ان و انصر

واما حسین فاذا کروا دشت کربلا

الی هذه الایام تبکون فانظروا

("اعجاز احمدی" ص ۶۹، "روحانی خزائن" ص ۱۸۱، ج ۱۹)

(ترجمہ) "مجھ میں اور تمہارے حسینؑ میں بت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسینؑ پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو، پس سوچ لو۔"

(۳۴) انی قتیل الحب لکن حسینکم

قتیل العدی فالفرق اجلے و اظہر

(ترجمہ) "میں محبت کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسینؑ دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس

فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

("اعجاز احمدی" ص ۸۱، "روحانی خزائن" ص ۱۹۳، ج ۱۹)

ناظرین! مرزا کی ان بے جا حملیوں کو دیکھئے کہ کن مکروہ الفاظ اور کس متکبرانہ لہجہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضلیت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کے کردار، عظیم الشان قربانی اور شہادت عظمیٰ کی تعریف میں دنیا کی تمام غیر مسلم اقوام تک رطب اللسان ہیں۔ کربلا کے معرکہ حق و باطل میں حضرت امام حسینؑ نے جس عزم، جرات، صبر، استقلال اور بہادری کا اعلیٰ ترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا، وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ اس عظیم الشان شہادت کے سامنے مرزا قادیانی کو پیش کرنا آفتاب کے سامنے چگاڑو کرنا ہے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایثار، صبر اور استقامت حق اور کہاں مرزا کی بزدلی کہ ایک معمولی مجسٹریٹ کی چشم نمائی پر فوراً لکھ دیا کہ میں کسی مخالف کے متعلق موت و عذاب وغیرہ کی اندازی پیش گوئی بغیر اس کی اجازت کے شائع نہ کروں گا۔ اتنا ڈر پوک اور بزدل ہونے کے باوجود یہ دعویٰ کرنا کہ سو (۱۰۰) حسینؑ میری جیب میں ہیں، انتہائی کذب آفرینی نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزا یسوا تمہارے مرزا صاحب نے جو کہا ”انسی فتیل الحب“ تم بتاؤ کہ مرزا صاحب کس کی محبت کے کشتہ تھے؟ جواب دیتے وقت اتنا یاد رکھنا کہ کہیں محمدی بیگم کا نام نہ لے لیتا۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

ما انا الا كالقران وسيظهر على يد من ما ظهر من الفرقان۔

(ترجمہ) ”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہو گا جو کچھ کہ فرقان سے ظاہر ہوا۔“

(”البشری“ جلد دوم، ص ۱۱۹، ”تذکرہ“، ص ۶۷۴، طبع ۱۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

آنچه من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک و امش ز خطا
 بگو قرآن منزہ اش دامن از خطا ہا ہمیں است ایمانم
 آں یقین کہ بود عیسیٰ را بر کلاے کہ شد برا و القا
 داں یقین کلیم بر تورات داں یقین ہائے سید السادات
 کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
 ("در ثبین" ص ۱۷۲ "نزل المسیح" ص ۹۸-۱۰۰ "روحانی خزائن")

ص ۳۷۸-۳۷۷ ج ۱۸

(ترجمہ) "جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم اسے خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح تمام غلطیوں سے مبرا ہے۔ وہ یقین جو حضرت عیسیٰ کو اس کلام پر تھا، جو ان پر نازل ہوا، وہ یقین جو حضرت موسیٰ کو تورات پر تھا، وہ یقین جو سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک پر تھا، وہی یقین مجھے اپنی وحی پر ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں۔ جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے۔"

اسی باطل عقیدے کا دوسری جگہ یوں مظاہرہ کرتے ہیں:

(۳۶) "یہ مکالمہ ایہے جو مجھ سے ہوتا ہے، یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لیے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا، یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے، ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔"

("تجلیات ایہے" ص ۲۵-۲۶ "روحانی خزائن" ص ۴۱۲ ج ۲۰)

مرزا صاحب کے مخلص چیلوا جب مرزا صاحب قرآن ہی کی طرح ہیں تو تم کیوں قرآن مجید کے درس اور قرآن پاک کے اردو، انگریزی اور جرمنی ترجموں کی رٹ لگایا کرتے ہو۔ تم مرزا صاحب کی اصل تعلیم کو بھول گئے ہو۔ جب مرزا صاحب کا

دعویٰ ہے کہ میں قرآن ہی کی طرح ہوں اور وہ اپنا فوٹو بھی کھنچوا کر تمہیں دے گئے ہیں، پس تمہیں جہاں قرآن حکیم یا کسی زبان میں اس کی تفسیر کی ضرورت محسوس ہو، فوراً مرزا صاحب کا فوٹو وہاں بھیج دیا کرو۔ ہنگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(۳۷) ”مخضے پائے من بوسید۔ من گفتم کہ سنگ اسود منم۔“

(”البشری“ جلد اول، ص ۳۸، ”تذکرہ“، ص ۳۶، طبع ۲، ”اربعین نمبر ۲“ ص ۱۵،

”روحانی خزائن“، ص ۲۳۵، ج ۱۷)

(ترجمہ) ”ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ سنگ اسود

میں ہوں۔“

ہاں صاحب! آپ کا فٹا یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنگ اسود بننے سے مردوں کے لیے راستہ کھل جائے گا اور ”وہ آؤ دیکھیں گے نہ تاؤ“ چٹاخ پٹاخ بوسے تو لے لیا کریں گے۔

لاہوری مرزا یو! تمہارے ”قادیانی دوست“ تو اب بھی مرزا صاحب کے مزار کی بوسہ بازی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور تم زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہے ہو۔

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(۳۸) زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(”در شین“ اردو، ص ۵۰)

احمد یو! یہاں تو آپ کے حضرت نے کمال ہی کر دیا۔ یہی وہ مرزا صاحب کا ایجاد کردہ علم کلام ہے جس پر ناز کیا کرتے ہو؟ ذرا کان کھول کر سنو، فرماتے ہیں کہ قادیان

کی زمین قائل عزت ہے اور لوگوں کا زیادہ ہجوم ہونے کی وجہ سے ”ارض حرم“ بن گئی ہے۔ اب تو تمہیں حج کرنے کے لیے کعبہ اللہ جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ قادیان کی زمین ”ارض حرم“ بن گئی ہے، مرزا صاحب سنگ اسود ہیں، انا اعطینا ک الکوثر مرزا صاحب کا امام پہلے سے موجود ہے۔ (”البشری“ جلد دوم، ص ۱۰۹ ”تذکرہ“، ص ۶۰۲، طبع ۳) قادیان کی گندی اور متعفن ڈھل کو آب زمزم سمجھ لو۔ تمہارے ”صبح موعود“ کے مزار کے قریب ہی خرد جال کا طویلہ (۲) موجود ہے۔ اس دجال کے گدھے کے ذریعے ہندوستان کے جس حصہ سے تم چاہو، بہت جلد قادیاں پہنچ جایا کرو گے۔ ہاں یہ ساتھ ہی یاد رکھنا کہ قادیاں وہی جگہ ہے جس کے متعلق تمہارے مجدد، علی اور یروزی نبی کا امام ہے:

اخرج منه الیزیدیون۔

(ترجمہ) ”قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔“

(”ازالہ اوہام“ حاشیہ ص ۷۲ ”البشری“ جلد دوم، ص ۱۹ ”روحانی خزائن“، ص ۳۸،

ج ۳)

ہاں جناب ہمیں اس سے کیا مطلب۔ قادیاں ”ارض حرم“ ہو یا ”یزیدیوں کے رہنے کی جگہ“۔۔۔ تم جانو اور تمہارا کام۔ اگر تمہیں جرات اور حوصلہ ہو تو ہمارے ایک سوال کا جواب ضرور دینا۔ اور وہ یہ کہ تمہارے حضرت فرما گئے ہیں کہ لوگوں کا زیادہ ہجوم ہو جانے کی وجہ سے قادیاں ارض حرم ہو گیا ہے۔ کیوں صاحب، اگر انسانوں کی دھچاچڑی اور ٹھکٹھا ہو جانے سے ہی کوئی جگہ ”ارض حرم“ بن جاتی ہے تو تم نیویارک، لنڈن اور برلن کو کب کعبہ بناؤ گے؟

مرزا صاحب پر چند امام اس الفاظ میں برستے ہیں:

(۳۹) وما ارسلناک الا رحمہ للعالمین۔ (”انجام آقہم“

ص ۷۸، ”روحانی خزائن“، ص ۷۸، ج ۱۱)

(ترجمہ) ”(اے مرزا) ہم نے تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تمام جہانوں کے لیے

تجھے رحمت بنائیں۔“

(۳۰) ”داعی الی اللہ“ اور ”سراج منیر“ یہ دو نام اور دو خطاب خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں، پھر وہی دونوں خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے ہیں۔“

(”اربعین نمبر ۲“ ص ۵ ”روحانی خزائن“ ص ۳۵۱-۳۵۰ ج ۱۷)

(۳۱) ”اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود (مرزا) ہے۔“

(”چشمہ معرفت“ ص ۷۶ ”روحانی خزائن“ ص ۸۵ ج ۲۳)

(۳۲) ”میں ہندوؤں کے لیے کرشن ہوں۔“ (”پیکر یالکوٹ“ ص ۳۳)

”روحانی خزائن“ ص ۲۲۸ ج ۲۰)

(۳۳) ”ہے کرشن جی رددر گوپال۔“ (”البشری“ جلد اول، ص ۵۶ ”روحانی

خزائن“ ص ۲۲۹ ج ۲۰ ”تذکرہ“ ص ۳۸۰ طبع ۳)

(۳۴) ”برہمن اوتار (یعنی مرزا صاحب) سے مقابلہ اچھا نہیں۔“

(”البشری“ جلد دوم، ص ۱۱۶ ”تذکرہ“ ص ۶۲۰ طبع ۳)

(۳۵) ”آریوں کا بادشاہ۔“ (”البشری“ جلد اول، ص ۵۶ ”تذکرہ“

ص ۳۸۱ طبع ۳ ”تہ حقیقت الوحی“ ص ۸۵ ”روحانی خزائن“ ص ۵۲۲ ج ۲۲)

(۳۶) ”امین الملک جے سنگھ بہادر۔“ (”البشری“ جلد دوم، ص ۱۱۸ ”تذکرہ“

ص ۶۷۲ طبع ۳)

(۳۷) ان قدمی علی منارۃ ختم علیہ کل رفعہ۔

(”خطبہ الہامیہ“ ص ۳۵ ”روحانی خزائن“ ص ۷۰ ج ۱۶)

(ترجمہ) ”میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی

ہے۔“

(۳۸) ”آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچایا گیا۔“

(”البشری“ ص ۵۶ ”تذکرہ“ ص ۳۳۹ طبع ۳ ”حقیقت الوحی“ ص ۸۹ ”روحانی

خزائن“ ص ۹۲ ج ۲۲)

(۳۹) اتانی مالہم یوت احد من العالمین۔

(”حقیقت الوحی“ ص ۱۰۷ ”روحانی خزائن“ ص ۱۱۰ ج ۲۲)

(ترجمہ) ”خدا نے مجھے وہ چیز دی جو جہان کے لوگوں میں سے کسی کو نہ دی۔“

ناظرین! ان الہامات میں عجیب و غریب دعاوی اور نام مرزا صاحب کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ فرد واحد اتنے ناموں اور قبائے عمدوں کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی مرزائی ہے جو اپنے گوروں کی ان بھول بھلیوں کو حل کرے؟ مرزا صاحب نے کئی جگہ لکھا ہے اور مرزائی بھی اب تک اسی لکیر کو پیٹ رہے ہیں کہ حدیث میں مسیح ناصری اور مسیح موعود کے دو علیحدہ علیحدہ طئے موجود ہیں۔ اس لیے مسیح ناصری ان دو طلیوں کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ خود مرزا صاحب کے ذہانچے میں محمدؐ، احمدؑ، عیسیٰؑ، موسیٰؑ، ابراہیمؑ، کرشنؑ، برہنہ اوتارؑ جے سنگھ بہادر وغیرہ وغیرہ مختلف ہستیاں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں؟

مرزا صاحب اپنا الہام بیان کرتے ہیں:

(۵۰) بِحَمْدِ اللّٰهِ مِنْ عَرْشِهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَبِمَشْيِ

الْبَيْكِ۔

(”انجام آتھم“ ص ۵۵ ”روحانی خزائن“ ص ۵۵ ج ۱۱)

(ترجمہ) ”خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے

اور تیری طرف چلا آتا ہے۔“

مرزا صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ خدا تعالیٰ مرزا صاحب کے پاس پہنچا بھی تھا یا

نہیں۔

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان الفاظ سے مخاطب کیا ہے:

(۵۱) اَنْتَ اَسْمُ بِالْاَعْلٰی۔

(ترجمہ) ”اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔“ (”البشری“ جلد دوم ص

۶۱ ”تذکرہ“ ص ۲۹۲ طبع ۳)

واہ جی کرشن قادیانی یہاں تو غضب ہی کر دیا۔ یہ الہام شائع کرتے وقت اتنا نہ

سوچا کہ عیسائی اور آریہ سماجی کیا کہیں گے کہ مرزا صاحب کے جنم سے پہلے مسلمانوں کو

خدا کا اعلیٰ نام تک معلوم نہ تھا اور قرآن و حدیث خداوند کریم کے اعلیٰ اور ذاتی نام سے بالکل خالی تھے۔ مرزا صاحب کے اس نئے اور اچھوتے انکشاف سے پتہ چلا کہ خداوند کا یہ نام ”غلام احمد“ ہے۔

مرزا صاحب کا ایک الہام ہے:

(۵۲) انت مدینہ العلم - ("البشری" جلد دوم، ص ۶۱ "تذکرہ")

ص ۳۹۲، طبع ۳) (ترجمہ) " (اے مرزا) تو علم کا شہر ہے۔"

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: انا مدینہ العلم و علی بابہا۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔" مگر قادیانی کرشن کہتا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں۔

مرزا سیوا جیج کتنا تم حدیث کو سچا جانتے ہو یا اپنے کرشن کے الہام کو؟

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(۵۲) انی حمی (۳) الرحمن - ("البشری" جلد دوم، ص ۸۹

"تذکرہ" ص ۵۰۰، طبع ۳)

(ترجمہ) "میں خدا کی باز ہوں۔"

ناظرین! مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں خدا کی باز ہوں۔ زمیندار کھیت کے گر جو باز لگایا کرتے ہیں اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ کھیت کی حفاظت کی جاوے۔ معلو ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا الہام کتنا انداز کمزور ہے کہ اسے اپنی حفاظت کے لیے مرزا سے حفاظت کرانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ یہ ظہم مرزا صاحب کی طرف ڈرپوک اور کمزور دل ہوگا، ہمارا وطن ورحیم خدا تو قادر مطلق ہے۔

مرزا صاحب کا الہام ہے:

(۵۳) انی مع الاسباب اتیک بغتہ انی مع الرسول

احیب اعطی واصیب۔

(ترجمہ) "میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ خطاکروں گا اور

بھلائی کروں گا۔"

(”البشری“ جلد دوم، ص ۷۹)

احمدی دوستو! تمہارے گورو کا الہام کنندہ کہہ رہا ہے کہ میں خطا کروں گا۔ کیا خدائے واحد و قدوس بھی خطا کیا کرتا ہے؟ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب جو خطاؤں اور ”اجتماعی غلطیوں کے جال میں“ ساری عمر پھنسے رہے، یہ دراصل ان کا اپنا تصور نہیں بلکہ ان کے الہام کنندہ کا چلن ہی ایسا تھا کہ وہ خود بھی خطا لیاں کے چکر سے باہر نہ تھا، اسی لیے مرزا صاحب کو تمام عمر اس گورکھ دھندے میں پھانسنے لگا۔

سچ ہے۔

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رخ بسوئے خانہ خمار دارد بید ما
مرزا صاحب کو الہام ہوا ہے:

(۵۳) اصلی واصوم اسہروا نام۔ (”البشری“ جلد دوم، ص ۷۹)

(ترجمہ) ”میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا“ جانتا ہوں اور سوتا ہوں۔“
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ارشاد ہے: لا تاخذہ سنہ ولا نوم
”نہ اللہ تعالیٰ پر اونگھ غالب آتی ہے اور نہ نیند۔۔۔“ لیکن مرزا صاحب کو الہام ہو رہا ہے کہ ”میں جانتا ہوں اور سوتا ہوں۔“ اب یہ مرزائیوں کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے سامنے اعلان کر دیں کہ ان دونوں میں سے کس نظریے کو صحیح سمجھتے ہیں۔ میرے پرانے دوستو!

من نہ گویم کہ ایں کن آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن

مرزا صاحب اپنی مایہ ناز کتاب ”حقیقت الوحی“ میں لکھتے ہیں:

(۵۵) ”ایک دفعہ تشبیل طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیگوریاں لکھیں، جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ سٹخڑ کرانے کے لیے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر

کسی تال کے سرخی کے قلم (۳) سے اس پر دستخط کیے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چمڑ کا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاهی آ جاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا، بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبار رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا، ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہو گا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو، وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے، غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبد اللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبد اللہ، جو ایک رویت کا گواہ ہے، اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا، جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔" (حقیقت الوحی" ص ۲۵۵ "روحانی خزائن" ص ۲۶۷ ج ۲۲)

مرزا سیوا قرآن مجید میں ارشاد ہے لیس کمنثلہ شنی کہ اللہ تعالیٰ کی مانند کوئی چیز نہیں۔ خدائے واحد کی ذات تشبیہات سے منزہ ہے لیکن ہمارے "حضرت مرزا صاحب" قرآن حکیم کے اس محکم اصول کے خلاف لکھ گئے ہیں کہ "ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خداوند تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔" خوف خدا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تم ہی بتا دو کہ بے مثل کا تمثیل کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور غیر محدود کا تمثیل محدود ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دیتے وقت بے پر کی مت اڑانا، اگر ہمت ہے تو قرآن کریم کی کوئی آیت نقل کرنا جس سے "تمثیلی طور پر خدا تعالیٰ کی زیارت" کا ثبوت مل سکے۔

مرزا صاحب کے اسی کشف کے متعلق ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ اپنی پیش

گوئیوں کی تصدیق کے لیے جو کائنات مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیے اور اللہ تعالیٰ نے سرفی کے قلم سے ان پر دستخط کر دیئے، جب سرخ رنگ مادی اور حقیقی تھا تو اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ کائنات بھی مادی ہوں گے۔ پس مرزائی تائیں کہ وہ کائنات کہاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کس زبان کے حروف میں دستخط کیے تھے؟ ساتھ ہی ہمیں یہ بھی دریافت کرنے کا حق ہے کہ پیش گوئیاں کس کس کے متعلق تھیں؟ اور باوجود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تصدیق ہو جانے کے، وہ پوری بھی ہوئیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ارادہ الہی سے قلم پر زیادہ رنگ آگیا تھا یا خدا کے ارادے کے بغیر ہی قلم نے زیادہ رنگ اٹھالیا؟

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(۵۶) ”میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں۔ میں خطر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہے۔ اتنے میں جواب ملا: اصبر سنفرغ یا مرزا۔ کہ ”اے مرزا مبرک، ہم عنقریب فارغ ہوتے ہیں۔“ پھر میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں پکھری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف ایک سررشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک سل لیے ہوئے پیش کر رہا ہے۔ حاکم نے سل اٹھا کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوئی۔ اس نے مجھے کہا کہ اس پر بیٹھو اور اس نے سل ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔ اتنے میں ”میں بیدار ہو گیا۔“

(”البدر“ جلد دوم، نمبر ۶/۱۹۰۳ء، ”مکاشفات“ ص ۲۸، ۲۹)

مرزا صاحب کے اس خواب سے کئی باتیں ظاہر ہوتی ہیں.....

(i) اللہ تعالیٰ مجسم ہے جو میز کرسی لگائے پکھری کا کام کر رہا ہے۔

(ii) خداوند کریم کو معمولی مجسمہ بنوں کی طرح ایک فنی یا کلرک کی بھی ضرورت

ہے۔

(iii) خدا لوگوں کے مقدمات کے جھیلے میں اس قدر پھنسا ہوا ہے کہ اسے بعد

مشکل کسی سے بات کرنے کی فرصت ملتی ہے۔

(iv) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سنفرغ لکم ایہ الشقلن۔
 ”یعنی اے جنوں اور انسانوں کے دونوں گرد ہو“ ہم تمہاری طرف جلد متوجہ ہوں
 گے۔“ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ
 لاہوریہ ”بیان القرآن“ میں لکھتے ہیں:

”اور یہاں متوجہ ہونے سے مراد سزا دینے کے لیے متوجہ ہونا ہے اور معمولی
 معنی لے کر بھی مراد وہی ہوگی۔ یعنی سخت سزا دینا کیونکہ کسی چیز کے لیے فارغ ہونا اکثر
 تمہید کے موقع پر بولا جاتا ہے۔“

پس سنفرغ یا مرزا سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو سخت
 ڈانٹ دی ہے کہ ”اے مرزا! ہم عنقریب تجھ کو سخت اور دردناک سزا دیں گے۔“
 لاہوری مرزا سیوا خدا کے لیے جلدی بتانا کہ تمہارے کرشن جی مہاراج کو اسی
 دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت سزا مل چکی ہے یا قیامت کے دن ملے گی؟
 مرزا صاحب کا الہام ہے:

(۵۷) انت منی بمنزلہ توحیدی و تفریدی۔ (”حقیقت

الوحی“ ص ۸۶، ”روحانی خزائن“ ص ۸۹، ج ۲۲)

(ترجمہ) ”اے مرزا! تو میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے۔“
 احمدی دوستو! جب خدائے واحد و قدوس بے مثل ہے تو اس کی توحید و تفرید
 بھی بے مثل ہوگی یا نہیں؟ اپنے گورو کو خداوند عالم کی توحید و تفرید کی مانند تسلیم کر لینے
 کے بعد بھی تم کہہ سکتے ہو کہ خدا کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں؟ تم غور نہیں
 کرتے کہ جب مرزا صاحب آنجہانی خدا کی توحید و تفرید کی مانند ہو گئے تو پھر توحید کہاں
 رہی۔

مرزا صاحب اپنے الہامات بیان کرتے ہیں:

انت منی بمنزلہ ولدی۔ (”حقیقت الوحی“ ص ۸۶، ”روحانی

خزائن“ ص ۸۹، ج ۲۲)

(ترجمہ) ”اے مرزا! تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔“

(۵۸) انت منی بمنزلہ اولادی۔ ("البشری" جلد دوم، ص ۶۵)

(ترجمہ) "تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔"

"صبح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر انیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔"

("توضیح مرام" ص ۲۷، "روحانی خزائن" ص ۶۳، ج ۳)

مرزا یو! تمہارے سرت نے تو کہا تھا کہ میں بالکل قرآن ہی کی طرح ہوں اور مجھ سے وہی ظاہر ہو گا جو قرآن سے ظاہر ہوا۔ لیکن یہاں تو اصول قرآنی کے صریح خلاف الہامات کے چھیننے برس رہے ہیں۔ قرآن کریم نے نہایت ہی زبردست الفاظ میں تردید کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا۔ جیسا کہ فرمایا ہے: وقالوا اتخذ الرحمن ولداً لقد جئتم شيئا اداً تكاد السموت يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هداً ان دعوا للرحمن ولداً وما ينبغى للرحمن ان يتخذ ولداً (سورہ مریم)۔۔۔ (ترجمہ) "مرزا کا ویانی اور اس کے چیلے) کہتے ہیں کہ رخص نے (مرزا کو) بیٹا بنایا (مرزا یو) یقیناً تم ایک خطرناک بات کر گزرے۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ (مرزا کی) رخص کے لیے بیٹے کا دعویٰ کرتے ہیں اور رخص کو شایاں نہیں کہ وہ بیٹا بنائے۔"

ان آیات میں کن زور دار اور میت ناک الفاظ میں تردید کی گئی ہے کہ خدائے رخص نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے کہ وہ بیٹا بنائے۔

مرزا صاحب کے مرید و اجواب دو کہ اپنے گورو کے دونوں الہاموں میں سے کس کو سچا سمجھتے ہو اور کس کو غلط۔ اگر اس الہام کو صحیح مانتے ہو کہ میں بالکل قرآن ہی کی طرح ہوں اور مجھ سے وہی ظاہر ہو گا جو قرآن سے ظاہر ہوا تو دوسرے الہام کہ اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے، کے متعلق کیا کہو گے؟ قرآن پاک عقیدہ انیت کی صحیح کنی کر رہا ہے اور مرزا کا الہام انہیں خدا کا بیٹا بنا رہا ہے۔

مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سرک سری۔ ("البشری" جلد دوم، ص ۱۲۹ "تذکرہ" ص ۷۱۳، طبع ۳)
(ترجمہ) "اے مرزا تیرا مجید میرا مجید ہے۔"

(۵۹) ظہورِ کَ ظہوری۔ ("البشری" جلد دوم، ص ۱۲۶ "تذکرہ"
ص ۷۰۳، طبع ۳)

(ترجمہ) "اے مرزا تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔"

ان دونوں حوالہ جات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ خدا نے مرزا کو فرمایا کہ اے مرزا، میں اور تو دونوں ایک ہی ہیں۔ ہم میں کوئی فرق نہیں۔ عیسائیوں کے ہاں باپ بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر ایک خدا بنتا ہے لیکن مرزا صاحب نے تیسرے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ ایک خدا تو عالم بالا میں ہے، دوسرا مرزا صاحب کی شکل میں زمین پر نازل ہوا، جیسا کہ مرزا صاحب کا الہام ہے "خدا قادیاں میں نازل ہو گا۔" ("البشری" جلد اول، ص ۵۶ "تذکرہ" ص ۷۳، طبع ۳) لیکن پھر بھی دو خدا نہیں، ایک ہی خدا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا ظہور خدا کا ظہور ہے۔ مرزا صاحب کے اسی عقیدے کی مزید وضاحت اس عبارت سے ہو رہی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(۶۰) رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ہو ولم یبق لی ارادة ولا خطرة.....وبین ما انا فی هذه الحالة کنت اقول انا نرید نظاما جدیدا سماء جدیدة وارضا جدیدة فخلقت السموت والارض اولا بصورة اجمالیہ لا تفریق فیہا ولا ترتیب ثم فرقتها ورتبتها..... وکنت اجد نفسی علی خلقها کالقادرین ثم خلقت السماء الدنيا وقلت انا زینا السماء الدنيا بمصابیح ثم قلت الان نخلق الانسان من سلاله من طین..... فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم وکنا کذا کذا الخالقین۔

(ترجمہ) "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کر لیا

کہ میں وہی ہوں اور نہ میرا ارادہ باقی رہا اور نہ خطرہ..... اسی حال میں (جبکہ میں بینہ خدا تھا) میں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام، نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان اور زمین اجمالی شکل میں بنائے، جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کر دی اور ترتیب دی..... اور میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنيا بمصباح۔ پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے، پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا اور اس طرح سے میں خالق ہو گیا۔

(”آئینہ کلمات اسلام“ ص ۵۶۳-۵۶۵، ”روحانی خزائن“ ص ۵۶۳-۵۶۵، ج ۵) احمدی دوستو! بتاؤ اور سچ بتاؤ کہ مرزا صاحب نے خدا ہونے میں کوئی کسر باقی چھوڑی ہے؟ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یقین کر لیا کہ میں بینہ اللہ ہوں۔ فرعون نے بھی تو یہی کہا تھا کہ ”انا ربکم الاعلیٰ“۔ بتاؤ کہ مرزا صاحب کے ان الفاظ اور فرعون کے مقولہ میں کیا فرق ہے؟

ناظرین! صرف یہی نہیں کہ مرزا نے اتنا ہی کہا ہو کہ میں خدا ہوں اور میں نے زمین آسمان پیدا کیے بلکہ مرزا صاحب اس سے بھی بڑھ کر فرماتے ہیں:

واعطیت صفہ الافناء والاحیاء۔ (”خطبہ الہامیہ“ ص ۲۳، ”روحانی خزائن“ ص ۵۶-۵۵، ج ۱۶)

(ترجمہ) ”مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی مفت دی گئی ہے۔“

مرزا صاحب اپنا الہام بیان کرتے ہیں:

انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون۔

(”البشری“ جلد دوم، ص ۹۴، ”تذکرہ“ ص ۵۲، طبع ۳)

(ترجمہ) ”اے مرزا! تحقیق تیرا ہی حکم ہے جب تو کسی شے کا ارادہ کرے تو اس

سے کہہ دیتا ہے۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔“

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کو کن فیکون کے اختیارات حاصل

ہیں۔ زندہ کرنے اور فکا کرنے کی بھی صفت مرزا صاحب میں موجود ہے۔ مرزا صاحب نے نئے آسمان اور زمین بھی بنائے، آدم کو بھی پیدا کیا۔ اب یہ احمدی ددست بتائیں کہ خدائی کا دعویٰ کرنے میں کون سی کسریاں رہ گئی ہے؟

ناظرین کرام! میں نے نہایت اختصار کے ساتھ مرزا صاحب کے خلاف اسلام عقائد اور دعاوی انہیں کے اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ ان کے ان معجون مرکب اقوال والہامات کو دیکھ کر آپ متعجب نہ ہوں کہ مرزا صاحب نے کس ستم ظریفی سے خلاف شریعت عقائد گھڑ لیے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے مرزا صاحب کو کھلی چھٹی دے دی تھی کہ اے مرزا ناجائز اور ممنوع افعال بھی تمہارے لیے حلال کر دیئے گئے ہیں، جو کچھ تمہارا دل چاہتا ہے، کر لو۔۔۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے:

اعملوا ماشئتم انی غفرت لکم۔

(”البدور“ جلد نمبر ۳، نمبر ۱۶-۱۷، ص ۸)

(ترجمہ) ”اے مرزا! جو تو چاہے کر، ہم نے تجھے بخش دیا۔“

پس جب خدا نے ہی مرزا صاحب سے پابندی شریعت کی تمام قیود اٹھالیں تو اس حالت میں مرزا صاحب جو کچھ بھی کر لیتے، ان کے لیے جائز تھا اور انہیں ضرورت نہ تھی کہ وہ اپنے عقائد اور اقوال کو قرآن کریم اور حدیث شریف کی کسوٹی پر پرکھنے کی تکلیف گوارہ کرتے۔ سچ ہے عیاں ہے کو تو ال اب ڈر کا ہے۔

احمدی دوستو! مرزا صاحب کے مندرجہ بالا خلاف قرآن و حدیث اقوال نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں ان عقائد باطلہ کو ترک کر کے اہل سنت والجماعت کی مستقیم شاہراہ پر گامزن ہو جاؤں۔

مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت

مرزا صاحب کے مریدوں کے دو فریق ہیں: ایک کا مرکز لاہور ہے، دوسرے کا قادیان۔ قادیانی جماعت مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے لیکن لاہوری جماعت مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف انہیں نبی نہیں کہتی۔ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی تحقیقات کرنے کے لیے مرزا صاحب کی کتابوں کو نہایت غور و خوض سے مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مرزا صاحب دعویٰ مسیحیت کے ابتدائی ایام میں اپنے آپ کو محدث کہتے تھے اور اپنی محدثیت کی تعریف ایسی کیا کرتے تھے، جس کا مفہوم نبوت ہوتا تھا۔ لیکن بعدہ، کھلے اور غیر مبہم الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا صاحب نے اپنی ابتدائی تحریروں میں یہاں تک لکھا ہے کہ ”میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں“ لیکن اس کے بعد وہ زمانہ بھی آیا جب مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ اس لیے لاہوری جماعت مرزا صاحب کی ابتدائی تحریروں سے انکار نبوت کے جو حوالہ جات پیش کرتی ہے، وہ قابل قبول نہیں کیونکہ مرزا صاحب نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔

”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر، اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کہیں انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہیں معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے، سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔“

(مرزا صاحب کا اشتہار ”ایک ظلمی کا ازالہ“ ص ۶، ”روحانی خزائن“ ص ۲۱۱-۲۱۰)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ ”میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے اور آپ کے واسطے سے غیر تشریحی نبی مٹا ہوں اور اس طور کا نبی کھلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا“ جہاں اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب غیر تشریحی نبی ہونے کے مدعی تھے، ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ جس جس جگہ مرزا صاحب نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، وہاں انکار نبوت سے مرزا صاحب کی یہ مراد تھی کہ میں شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں اور نہ مستقل طور پر نبی ہوں۔ اب ہمیں یہ بتانا ہے کہ مرزا صاحب نے مستقل نبی یا مستقل نبوت کی کیا تعریف کی ہے۔ مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

”نبی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موصبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ (۵) دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کھلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۹۷ حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۱۰۰ ج ۲۲)

مرزا صاحب کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ نبی دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو براہ راست نبی ہوتے ہیں، انہیں کسی نبی کی پیروی سے نبوت نہیں ملتی، وہ مستقل نبی کہلاتے ہیں۔ دوسرے وہ، جو کسی دوسرے نبی کی اتباع اور پیروی سے نبی بنتے ہیں، انہیں امتی نبی کہا جاتا ہے اور میں دوسری قسم کا نبی ہوں یعنی امتی نبی۔ دوسری جگہ اس کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے جس کے معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا ہے، نہ براہ راست۔“

(”تجلیات الہیہ“ ص ۹ حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۳۰۱ ج ۲۰)

ان حوالہ جات سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تو ہیں، لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور نہ انہیں نبوت بلا واسطہ ملی ہے۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور وساطت سے نبی بن گئے ہیں اور مرزا صاحب کی اصطلاح میں یہی نعلی یا بروزی نبوت ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لیے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پائچکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے ’وہ نبوتیں اور پیش گوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء عظیم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف، بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول سے ظاہر ہے‘ پس معنی غیب پانے کے لیے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس معنی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور معنی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موصفت کے لیے محض بروزی اور غلطیت اور فانی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔“

(”ایک غلطی کا ازالہ“ حاشیہ، ص ۵، ”روحانی خزائن“، ص ۲۰۹، ج ۱۸)

”نعلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۲۸، ”روحانی خزائن“، ص ۳۰، ج ۲۲)

مرزا صاحب کے ان حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ امتی نبی نعلی یا بروزی نبی سے مرزا صاحب کی یہ مراد تھی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے نبی بن جاتا۔ لاہوری جماعت کہا کرتی ہے کہ جس طرح ظل اصل نہیں ہوتا، اسی طرح نعلی نبی نہیں ہوتا۔ لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں:

”سچے پیرو اس کے (قرآن مجید کے) نعلی طور پر الہام پاتے ہیں۔“

(”تلخیص رسالت“ جلد اول، ص ۹۶، ”مجموعہ اشتہارات“، ص ۱۳۸، ج ۱)

لاہوری احمدیوں نے پر ہاتھ رکھ کر بتانا کہ اگر نعلی نبوت، نبوت نہیں تو نعلی الہام، الہام کس طرح ہو سکتا ہے؟ تمہارا عقیدہ خود ساختہ اور مرزا صاحب کے خلاف

ہے کہ 'ظلی نبوت' نبوت نہیں ہوتی جیسا کہ تمہاری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

"پھر اس کو ظلی نبوت کہہ کر یہ بھی بتا دیا کہ نبوت نہیں۔ کیونکہ ظل کالفظ ساتھ لگانے سے اصلیت کا انکار مقصود ہوتا ہے۔"

(”مسح موعود اور ختم نبوت“ ص ۲)

میرے پرانے دوستو! جب ظل کالفظ ساتھ لگانے سے اصلیت کا انکار مقصود ہوتا ہے، تو تمہارے ”حضرت مرزا صاحب“ کہہ گئے ہیں کہ میں قرآن مجید کا سچا پیرو ہوں اور قرآن پاک کے سچے پیرو ظلی طور پر الہام پاتے ہیں۔ اب تمہارا فرض ہے کہ تم دنیا کے سامنے اعلان کرو کہ مرزا صاحب کے الہام کے ساتھ کلمہ ظلی موجود ہے، اس لیے مرزا صاحب کا الہام، الہام نہیں کیونکہ ظل کالفظ ساتھ لگانے سے اصلیت کا انکار مقصود ہوتا ہے۔ پس مرزا صاحب کے الہامات افتخاٹ احلام میں سے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”یاد رہے کہ بت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام نہ کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۱۵۰ حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۱۵۴ ج ۲۲)

اس حوالہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو پہلے نبیوں کی طرح براہ راست نبوت نہیں ملی بلکہ نبوت کا مقام مرزا صاحب نے بواسطہ فیضان محمدی پایا ہے ورنہ نبوت کے لحاظ سے کوئی فرق تسلیم نہیں کرتے، جیسا کہ لکھا ہے:

”نملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیش گوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔“

(”ایک غلطی کا ازالہ“ حاشیہ ص ۵ ”روحانی خزائن“ ص ۲۰۹ ج ۱۸)
 فرض اس تحریر سے مرزا صاحب کی یہی مراد ہے کہ پہلے غیر تشریحی انبیاء عظیم
 السلام کی نبوت اور میری نبوت میں کوئی فرق نہیں، صرف طریق حصول نبوت میں فرق
 ہے کیونکہ نبوت کے حلق تو لکھتے ہیں کہ کثرت اطلاع بر امور غیبیہ ہی کی وجہ سے پہلے
 لوگ نبی کہلائے۔

اب ہم مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے اثبات کے لیے چند حوالہ جات پیش
 کرتے ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

- (۱) ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ (”بدر“ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)
- (۲) ”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الہی اور مسیح موعود
 ہونے کا دعویٰ تھا۔“

(”براہین احمدیہ“ حصہ پنجم ص ۵۳ حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۶۸ ج ۲۱)
 لاہوری جماعت کہا کرتی ہے کہ کہیں دکھا دو کہ مرزا صاحب نے یہ کہا ہو کہ میرا
 دعویٰ ہے کہ میں رسول اور نبی ہوں۔ ان دونوں حوالہ جات میں جو میں نے اوپر نقل
 کر دیئے ہیں، جناب مرزا صاحب نے صراحت سے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا
 ہے۔

لاہوری مرزا ایسا کیا اب بھی کہو گے کہ ”ہمارے حضرت مرزا صاحب“ نے
 نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا؟ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

- (۳) ”فرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں
 ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس
 امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے
 نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے
 مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان
 میں پائی نہیں جاتی۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۳۹۱ ”روحانی خزائن“ ص ۳۰۶-۳۰۷ ج ۲۲)

لاہوری جماعت کے ممبرو خدا کے واسطے مرزا صاحب کی اس عبارت پر غور کرو اور بتاؤ کہ کیا یہ نبوت محض محدثیت اور مجددیت ہے جس کا اس حوالہ میں بیان ہو رہا ہے؟ اب اس جگہ نبی کی بجائے لفظ محدث رکھ کر پڑھو۔ اگر عبارت درست ہو تو تم سچے ورنہ جھوٹے۔ اگر یہ محدثیت اور مجددیت ہی ہے تو پھر تیرہ سو سال میں ایک محض کو ملنے کے کیا معنی؟ اور اس سے ایک محض کے مخصوص ہونے کا کیا مطلب کیونکہ محدث تو تیرہ سو سال میں سینکڑوں گزرے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کو نبوت قرار دیتے تھے جیسا کہ ذیل کے حوالہ جات سے ظاہر ہے۔

(الف) ”جس محض کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۳۹۰ ”روحانی خزائن“ ص ۴۰۶ ج ۲۲)

(ب) ”خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔“ (”چشمہ معرفت“ ص ۳۲۵ ”روحانی خزائن“ ص ۳۴۱ ج ۲۳)

(ج) ”جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کثرت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔“ (”الوصیت“ ص ۱۱ ”روحانی خزائن“ ص ۳۱۱ ج ۲۰)

(د) ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی، قطعی، بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اس لیے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔“

(”تجلیات الہیہ“ ص ۲۶ ”روحانی خزائن“ ص ۴۱۲ ج ۲۰)

(ه) ”ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیغمبروں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا محض جس کو بکثرت ایسی پیغمبریاں بذریعہ وحی دی جائیں.... اس کا نام نبی رکھتے ہیں۔“

(”چشمہ معرفت“ ص ۱۸۰ ”روحانی خزائن“ ص ۱۸۹ ج ۲۳)

(د) ”اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر تلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی نعت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔“

(”ایک غلطی کا ازالہ“ ص ۵ ”روحانی خزائن“ ص ۲۰۹ ج ۱۸)

حوالہ جات بالا سے ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب کثرت مکالہ و مخاطبہ اور کثرت اطلاع بر امور غیبیہ کو نبوت سمجھتے تھے اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا تھا:

”یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعت عطائیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار نبوت اس کی گردن پر ہے۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۳۹۱ ”روحانی خزائن“ ص ۲۰۹ ج ۲۲)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ تیرہ سو سال میں جتنا مکالہ مخاطبہ مرزا صاحب سے ہوا ہے اتنا اور کسی سے نہیں ہوا اور کثرت مکالہ مخاطبہ نبوت ہوتی ہے، اس لیے مرزا صاحب نبی ہیں۔

لاہوری مرزائی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہر نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت اور کتاب لائے نیز دوسرے نبی کا قبیح نہ ہو۔ لیکن ان کا یہ کہہ دینا اپنے گورو کی تصریحات کے صریحاً خلاف ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

(الف) ”یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالہ اور مخاطبہ ایسے سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لیے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا قبیح نہ ہو۔“

(ضمیمہ ”براہین احمدیہ“ حصہ پنجم، ص ۱۳۸ ”روحانی خزائن“ ص ۲۰۹ ج ۲۱)

(ب) ”بعد توحید کے صدا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تان

کے موجودہ زمانے میں جو لوگ تعلیم و تربیت سے دور پڑ گئے ہوں، پھر ان کو تربیت کے اصلی فضاء کی طرف منہیں۔

(”شہادت القرآن“ ص ۳۷، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۰، ج ۶)

(ج) ”نبی کے لیے شارع ہونا شرط نہیں، یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔“ (”ایک غلطی کا ازالہ“ ص ۶، ”روحانی خزائن“ ص ۲۱۰، ج ۱۸)

یہ تیسوں حوالہ جات پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب کا عقیدہ تھا کہ بغیر نبی کتاب و شریعت کے بھی نبی ہو سکتا ہے اور نبی ہونے کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کسی دوسرے نبی کا قبیح نہ ہو۔
مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(۳) ”اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۲۸، ”روحانی خزائن“ ص ۳۰، ج ۲۲)

لاہوری احمد یو ایشیہ کے لیے اس دنیا میں نہیں رہتا، آخر ایک دن خدائے واحد و قدوس کی بارگاہ معلیٰ میں اپنے عقائد و اعمال کا جوابدہ ہوتا ہے۔ اسی خدائے قدوس کو جو دلوں کے عقلی حالات سے واقف ہے، حاضر و ناظر سمجھ کر سوچو اور غور کرو کہ کیا مرزا صاحب اپنے آپ کو اولیائے امت کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو ڈنگے کی چوٹ پر اعلان کر رہے ہیں کہ اس امت میں ہزار ہا اولیا ہوئے ہیں اور میں امتی نبی ہوں اگر تمہارے خیال کے مطابق امتی نبی نبی نہیں ہوتا تو تمام اولیاء اللہ سے اس خصوصیت کے کیا معنی؟
مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(۵) ”ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ میں کوئی

نیا نبی نہیں ہوں، پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں، جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔“

(”بدر“ ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء، ”قصص الخوفا“ ص ۲۱۷، ج ۱۰، ربوہ)

(۶) ”ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سادی ہوتے ہیں، ان کے بیان کرنے میں ذرا نہیں چاہیے اور کن قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو، وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا، وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے۔ جیسی ولا یخافون لومہ لائم کے صداق ہوئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں، دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ قاطبہ کرے، جو لحاظ کیت و کیفیت و دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیگھریاں بھی کثرت سے ہوں، اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ بس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریحی نہیں، جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی، صرف خدا کی طرف سے پیگھریاں کرتے تھے، جن سے موسیٰ دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے، بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لیے اور کون سا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے علموں سے ممتاز کرے..... ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں، تو اسی لیے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے، کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں..... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں، اسی لیے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا انفاء نہ رکھنا چاہیے۔“

(ڈاکٹری مرزا صاحب مندرجہ اخبار ”بدر“ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ج ۷، نمبر ۹، ص ۲) ”حقیقت النبوة“ ص ۲۷۲، از مرزا محمود

(۷) ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے، تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں۔“

(مرزا صاحب کا آخری مکتوب مندرجہ اخبار "عام" ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء "حقیقت النبوة"

از محمود، ص ۲۷۰-۲۷۱)

(۸) "تب خدا آسمان سے اپنی قرآن میں آواز پھونک دے گا۔ یعنی مسیح موعود کے

ذریعے سے جو اس کی قرآن ہے۔۔۔ اس جگہ سور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ
خدا کے نبی اس کی صورت میں ہوتے ہیں۔"

("چشمہ معرفت" ص ۷۶-۷۷ "روحانی خزائن" ص ۸۵-۸۶ ج ۲۳)

(۹) "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا

ہے۔" ("نزول المسیح" ص ۴۸ "روحانی خزائن" ص ۴۲۷ ج ۱۸)

(۱۰) "خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت
سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔"

("حقیقت الوحی" ص ۱۵۰ حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۱۵۳ ج ۲۲)

(۱۱) "پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ

عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزار ہا اشتہاروں اور
رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آگیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے۔"

(تہ "حقیقت الوحی" ص ۵۲ "روحانی خزائن" ص ۳۸۲ ج ۲۲)

(۱۲) "تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہر حال

جب تک طاعون دنیا میں رہے، گو ستر برس تک رہے، قادیاں کو اس کو خوفناک تباہی
سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔" ("دافع ابلا"

ص ۱۰ "روحانی خزائن" ص ۲۳۰ ج ۱۸)

(۱۳) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔" ("دافع

ابلا" ص ۱۱ "روحانی خزائن" ص ۲۳۱ ج ۱۸)

(۱۴) "سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتای نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف

میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما کن معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ پھر یہ کیا

بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھارہی ہے اور دوسری طرف بیت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے عاقلو تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نئی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔

(”تجلیات الہیہ“ ص ۸-۹ ”روحانی خزائن“ ص ۴۰۱-۴۰۰ ج ۲۰)

(۱۵) ”ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔“

(”ایک قطعی کا ازالہ“ ص ۲ ”روحانی خزائن“ ص ۲۰۶ ج ۱۸)

(۱۶) قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (ترجمہ) ”کہہ اے تمام لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔“

(”ابشری“ جلد دوم ص ۵۶ ”تذکرہ“ ص ۳۵۲ طبع ۳)

(۱۷) ”انک لمن المرسلین“

(الہام مندرجہ ”حقیقت الوحی“ ص ۱۰۷ ”روحانی خزائن“ ص ۱۱۰ ج ۲۲)

(ترجمہ) ”اے مرزا تو بیشک رسولوں میں سے ہے۔“

(۱۸) ”ہمارا نبی اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور

میں کلا سکتا ہے حالانکہ وہ امتی ہے۔“ (”براہین احمدیہ“ حصہ پنجم ص ۱۸۴ ”روحانی خزائن“ ص ۳۵۵ ج ۲۱) ”اسی طرح ادائیل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۱۳۹-۱۵۰ ”روحانی خزائن“ ص ۱۵۳-۱۵۲ ج ۲۲)

(۱۹) ”واخرین منهم لما یلحقوا بهم۔ یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نبت ایک پیش گوئی ہے۔

(تحر ”حقیقت الوحی“ ص ۶۷ ”روحانی خزائن“ ص ۵۰۲ ج ۲۲)

(۲۰) ”جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہو گا اور امتی بھی۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۲۹ ”روحانی خزائن“ ص ۳۱ ج ۲۲)

لاہوری احمد یو امیں نے مرزا صاحب کی کتابوں، اشتہاروں اور ڈائریوں سے چند حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے دھڑلے سے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو نبی لکھا۔ اگر اس رسالہ کی طوالت مانع نہ ہوتی تو میں مرزا صاحب کی کتابوں سے سینکڑوں حوالہ جات پیش کر سکتا تھا کہ جن میں مرزا صاحب نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے بطور نبی کے پیش کیا ہے۔ تم خوف خدا کرو، کب تک مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرو گے۔ اتنا تو سوچو کہ لوگ مرزا صاحب کے یہ حوالہ جات پڑھ کر کیا نتیجہ نکالیں گے۔

دیکھو مرزا صاحب نے یہاں تک فرمایا ہے:

(۲۱) ”خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“

(”پیشہ معرفت“ ص ۳۱۷ ”روحانی خزائن“ ص ۳۲۲ ج ۲۲)

یہاں تو مرزا صاحب نے فیصلہ کن بات لکھ دی کہ میرے نشانات معمولی نہیں ہیں، بلکہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر وہ نشان ہزار نبی پر بھی تقسیم کر دیئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لاہوری مرزائی جواب دیں کہ جب مرزا صاحب کے نشانوں سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے تو مرزا صاحب نبی کیوں نہ ہوئے؟

میرے پرانے دوستوں کیا تمہیں جرات ہے کہ تم دنیا کے سامنے اعلان کر سکو کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی نہیں کہا؟ جواب دیتے وقت اتنا یاد رکھنا کہ ایک وہ

وقت بھی تھا جب تم نے اپنے اخبار ”پیغام صلح“ میں مندرجہ ذیل اعلان کیے تھے۔
 اعلان اول: ”ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ
 حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لیے دنیا میں
 نازل ہوئے۔ آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ ہم اس امر کا اظہار ہر
 میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو جھٹلنے سے منع نہیں کرتے۔“

(اخبار ”پیغام صلح“ جلد ۱، نمبر ۳۵، مورخہ ۱۹۱۳ء ۷-۹)

اعلان دوم: ”معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے کہ اخبار
 ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادیؑ حضور
 حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استغناء کی
 نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی، جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار ”پیغام صلح“ سے
 تعلق ہے، خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی
 غلط فہمی محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی،
 رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا
 ہے، اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔“ (اخبار ”پیغام صلح“ جلد ۱،
 نمبر ۳۲، ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

ناظرین کرام! یہ وہ اعلان ہیں جو اخبار ”پیغام صلح“ سے تعلق رکھنے والوں نے
 اس وقت شائع کیے تھے، جب مولوی نور الدین صاحب کی زندگی میں ان لوگوں کے
 متعلق مشہور ہوا تھا کہ یہ لوگ مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو گئے ہیں۔ ان اعلانات
 میں لاہوری جماعت کے موجودہ ممبروں نے کس دھڑلے سے مرزا صاحب کی نبوت کا
 ڈھنڈورا پیٹا تھا، لیکن اب یہی لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے مرزا صاحب کو کبھی نبی تسلیم نہیں
 کیا۔ ہمارا دعوئی ہے کہ مولوی نور الدین صاحب کی زندگی تک لاہوری پارٹی کے تمام
 ممبر مرزا صاحب کو نبی مانتے تھے۔ اگر ضرورت ہوئی تو ہم ان کے تمام بڑے بڑے
 ممبروں کی تحریریں شائع کر دیں گے، جن میں انہوں نے مرزا صاحب کو نبی تسلیم کیا
 ہے۔ اس جگہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی چند صدقہ تحریریں

بلور نمونہ درج کی جاتی ہیں۔

(الف) "آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص (جناب مرزا صاحب) کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لیے مامور و نبی کر کے بھیجا ہے، وہ بھی شہرت پسند نہیں۔" ("ریویو" اردو، جلد ۵، نمبر ۳، ص ۱۳۲)

(ب) "اس لیے یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں موعود نبی کا نزول مقدر تھا۔" ("ریویو" اردو، جلد ۶، نمبر ۳، ص ۸۳)

(ج) "آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس قاری الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے، انہیں آخرین کہا گیا ہے۔" ("ریویو" جلد ۶، نمبر ۳، ص ۹۶)

(د) "پیگھوٹی کے بیان میں اوپر یہ ذکر آچکا ہے کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رحل من ابناء فارس بھی ہے۔" ("ریویو" جلد ۶، نمبر ۳، ص ۹۸)

(ه) "ایک شخص (مرزا صاحب) جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو۔"

("ریویو" جلد ۵، نمبر ۵، ص ۱۶۶)

کس صراحت سے یہ عبارات پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ "ریویو آف ریلیجز" کی ایڈیٹری کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے موجودہ امیر جماعت مرزائیہ لاہور مرزا صاحب کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے مرزا صاحب کی نبوت کے رنگ سے رنگے ہوئے مضامین کس قدر شد و مد سے شائع کیا کرتے تھے۔ اب یہی مولوی محمد علی صاحب ہیں جو نہایت ہی معصومانہ انداز میں فرمایا کرتے ہیں کہ ہم کبھی مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہیں لائے اور نہ ہی جناب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ مرزا صاحب حلفیہ شہادت دے رہے ہیں۔

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تمتہ "حقیقت الوحی" ص ۶۸ "روحانی خزائن" ص ۵۰۳، ج ۲۲)

مرزا صاحب اپنی نبوت کا ثبوت دینے کے لیے خدا تعالیٰ کی قسم "کھا" رہے ہیں۔ لیکن لاہوری مرزائی ہیں کہ ایک طرف تو مرزا صاحب کو مسیح موعود، محدث، مجدد،

کرشن وغیرہ دعاوی میں سچا اور راست باز بھی مانتے ہیں اور دوسری طرف مرزا صاحب کی قسم پر بھی اعتبار نہیں کرتے۔ اگر قسم پر اعتبار کرتے تو ان کی نبوت سے منکر کیوں ہوتے۔ میرے دوستو! یہ مت کہہ دینا کہ ”حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے اور کسی کا نام نبی رکھ دینے سے وہ نبی نہیں بن جاتا۔“ یاد رکھو کہ اگر خدا کے نبی نام رکھ دینے سے نبی نہیں ہو جاتا تو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ”اسی خدا نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔“ پس تمہاری تصریحات کے مطابق مرزا صاحب کا نام مسیح موعود رکھ دینے سے مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں بن سکتے۔ تم بتاؤ کہ تم انہیں مسیح موعود کیوں مانتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے بڑے زور سے نبوت کا دعویٰ کیا تھا جیسا کہ ان کی کتابوں اور ڈائریوں کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہو رہا ہے لیکن مرزا صاحب کے لاہوری مرید ان کی نبوت کو نہیں مانتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کذاب دجال ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(الف) ”سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانی بعدی۔“ (مسلم، ترمذی، داری، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ)۔۔۔ (ترجمہ) ”میری امت میں تیس بڑے جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا، باوجودیکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(ب) ”لا تقوم الساعۃ حتی ینخرج ثلثون کذابا کلہم یزعم انہ نبی۔“ (طبرانی)۔۔۔ (ترجمہ) ”فرمایا قیامت نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس بڑے جھوٹے ظاہر نہ ہوں۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔“

(د) ایک روایت میں ”سیکون فی امتی کذابون دجالون۔“ کہ ”میری امت میں کذاب دجال ہوں گے، جو دعویٰ نبوت کریں گے۔“ وانی خاتم النبیین لانی بعدی۔“ ”حالانکہ میں قسم کرنے والا ہوں نبیوں کا“

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ان احادیث میں دجال کذاب ہونے کی یہ علت ٹھہرائی گئی ہے کہ وہ باوجود میری امت میں ہونے کے دعویٰ نبوت کریں گے اور کہیں گے کہ ہم امتی نبی ہیں یعنی ایک پہلو سے نبی ہیں اور ایک پہلو سے امتی۔ یاد رہے کہ سیلہ کذاب نے بھی امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ کیونکہ وہ بھی مرزا صاحب کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ پکارا جاتا تھا اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔ (دیکھو ”تاریخ طبری“ جلد دوم، ص ۲۴۴)

معزز ناظرین! جب میں نے ایک طرف ان احادیث کو دیکھا اور دوسری طرف مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو تو میرے ضمیر نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں مرزائی مذہب کو ترک کر دوں۔

مرزا صاحب کا اپنے مخالفین پر جنسی ہونے کا فتویٰ

مرزا صاحب کے ابتدائے دعویٰ سے لے کر ان کی وفات تک کی کل تحریروں کو جن لوگوں نے غور سے مطالعہ کیا ہے، ہماری طرح ان پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہوگی کہ ابتداء میں مرزا صاحب اپنے منکرین اور مخالفین کو کافر، دائرۃ اسلام سے خارج اور جنسی نہ کہتے تھے۔ ان کی تحریرات سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے کہ ابتدائے دعویٰ میں انہوں نے تمام عالم اسلام کو کافر اور جنسی کہنے میں مصلحت وقت نہیں سمجھی، اندازہ کر لیا ہوگا کہ اگر شروع میں اپنے تمام منکرین پر کافر اور جنسی ہونے کا فتویٰ لگا دیا، تو ہمارے نزدیک کوئی چٹکنے نہ پائے گا۔ دکانداری چلانے کے لیے ابتداء میں نرمی اور رواداری کا برتاؤ مناسب سمجھا۔ بعدہ، جوں جوں چلے چائے گرد جمع ہوتے گئے، مرزا جی کا پارہ حرارت بھی تیز ہو گیا۔ پہلے تمام دنیا کے مسلمانوں کو فاسق کا خطاب دیا اور اپنے انکار کرنے والوں کو رب العزت کی بارگاہ میں قابل مواخذہ ٹھہرایا۔ جب اس پر بھی دل کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو، جو ان کی نہ سلجھنے والی بھول

حلیوں، انٹرنٹ الہامات، خلاف اسلام عقائد اور گمراہ کن دعاوی پر ایمان نہ لائیں، جنہی قرار دے دیا جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:

جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جنہی ہے۔“

(”معیار الاخیار“ ص ۸، ”مجموعہ اشتہارات“ ص ۲۷۵، ج ۳)

دوسری جگہ لکھا ہے:

”اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے اور جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جنہی ہے۔“

(”انجام آقہم“ ص ۶۳، ”روحانی خزائن“ ص ۶۲، ج ۱۱)

ان صاف اور صریح حوالوں کے نقل کر دینے کے بعد میں مزید تشریح اور حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مرزا صاحب کس ڈھٹائی اور غیظ و غضب سے بھرے ہوئے الفاظ میں تمام مسلمانان عالم کو، جو ان کو زٹ البحر، وحی اور الہامی پوتھیوں پر ایمان نہیں لاتے، جنہی کہہ رہے ہیں لیکن مرزا صاحب کے مریدوں کی لاہوری جماعت، جس کا میں آٹھ سال تک ممبر اور مبلغ رہا ہوں، نہایت ہی معصومانہ انداز میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے گورو کی محولہ بالا تحریرات پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کے ممبروں میں ہمیں نہایت ہی درد دل سے خدائے واحد و قدوس کے جلال اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی عظمت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اکیلے بیٹھ کر مرزا صاحب کی محبت سے خالی الذہن ہو کر، خوف خدا کو مد نظر رکھتے ہوئے محولہ بالا حوالہ جات کو غور کی نظر سے دوبارہ اور سہ بارہ دیکھ لو، تو تم بھی اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ گے کہ ہمارا عقیدہ اپنے مہمداور گورو کے بالکل لٹ اور خلاف ہے اور ہم پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ من چہ می سرائم و تنبورہ من چہ می سرائد۔

میرے پرانے دوستوں و کشتیوں پر پاؤں رکھ کر تم ساحل مراد تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ اگر صدق دل سے تم ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہو تو ہماری طرح بپانگ دہل مرزا سے ہیزاری کا اعلان کر دو کیونکہ وہ تمام جہان کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے ان کی بیعت نہیں کی اور ان کے مخالف ہیں، جنہی قرار دے رہے ہیں اور اگر تم مرزا صاحب کے اس خطرناک عقیدہ سے ہیزاری کا اعلان کرنے کے لیے تیار نہیں تو اس سے صاف نتیجہ نکلا ہے کہ تم محض مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کی خاطر انہیں مسلمان کہتے ہو، ورنہ دل سے مرزا صاحب کے عقیدہ پر تمہیں پختہ ایمان ہے۔ میں فخر ہوں کہ احمدیہ بلڈ گس لاہور کی چار دیواری سے کیا جواب ملتا ہے؟

مرزا صاحب کی بیعت ہی مدار نجات ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن پاک، سنت نبویؐ اور حدیث شریف پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ہی نجات کے لیے ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون۔ ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“ ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ہی مدار نجات مانتے چلے آئے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب قادیانی قرآن اور حدیث کے خلاف یوں رقطا رہے ہیں:

”اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں، دیکھے اور جس کے کان ہوں، سنے۔“

(حاشیہ ”اربعین“ نمبر ۴، ص ۶، ”روحانی خزائن“، ص ۴۳۵، ج ۱۷)

کہاں ہیں لاہوری جماعت کے علماء و ممبر؟

اپنی آنکھوں سے مرزا صاحب کی محبت کی پٹی اتار کر اس عبارت کو پڑھیں اور اللہ غور کریں کہ کیا مرزا صاحب نے اسلامی مسائل کی تجدید کی ہے یا سرے سے ہی انہوں نے اسلامی اصولوں کو بدل ڈالا ہے۔ مرزا صاحب سے بیشتر ایک پکا کافر اور مشرک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر قرآن اور سنت نبویؐ پر عمل کر کے نجات کا سستی ہو جاتا تھا، مگر اب کوئی لاکھ دفعہ بھی کلمہ شریعت پڑھے اور ساری عمر قرآن و سنت پر بھی عمل کرتا رہے لیکن مرزا صاحب کی بیعت نہ کرے اور ان کی تعلیم پر عمل نہ کرے تو اس کی نجات نہیں ہو سکتی۔ کیا مرزا صاحب نے اسلامی اصولوں کو منسوخ کرنے میں کوئی کسر باقی چھوڑی ہے؟ پہلے تو نجات کے لیے قرآن و سنت کی پیروی کی ضرورت تھی لیکن اب مرزا صاحب کی بیعت کرنے اور ان کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے بغیر کسی کی نجات ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ مرزا صاحب کا ایک اٹل فیصلہ ہے۔ لاہوری جماعت مرزا صاحب کے اس الہام کو تاویلات کے شکنجے میں جکڑ نہیں سکتی۔

مرزا صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے:

”واللہ انی غالب و سیظہر شوکتی و کل ہالک الا من قعد فی سفینتی“۔ (ترجمہ) بخدا میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائے گی اور ہر ایک مرے گا مگر وہی بچے گا جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔

(”البشری“ جلد دوم، ص ۱۲۹ ”تذکرہ“، ص ۱۳، ص ۳)

اس جگہ بھی مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں پیش گوئی کی ہے کہ جو شخص میری کشتی میں نہیں بیٹھتا، وہ ہلاک ہو جائے گا۔

ناظرین! مرزا صاحب نے جو کشتی بنائی ہے، اس کا نام ”کشتی نوح“ رکھا ہے اور وہ کافذ کی کشتی ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ جو شخص کافذ کی کشتی میں بیٹھے گا، وہ مع اس کشتی کے فرق ہو جائے گا۔

مرزا یسویٰ! اگر ہمارے کہنے پر اعتبار نہ ہو تو آئے والے سادوں بھادوں میں جب تمہاری جائے رہائش کے نزدیک ترین دریا میں طغیانی آئے تو مرزا صاحب کی بٹائی ہوئی کافذ کی کشتی نوح کو دریا میں ڈال کر اس پر بیٹھ جاؤ اور پھر دیکھو کہ تمہارے مجدد مسیح موعود اور علیٰ بروزی نبی کی پیٹھ کی پوری ہوتی ہے یا ہمارا مشاہدہ درست ثابت ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کو ٹیپٹی جی مہاراج کی وساطت سے ایک الہام ان الفاظ میں ہوتا ہے:

”قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون“۔ (”البشری“ جلد دوم“ ص ۱۰۵) (ترجمہ) ”اس قوم کی جڑ کاٹی گئی جو ایمان نہیں لاتے۔“

یہ معاملہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے مجدد اور نبی کو تو یہ الہام ہو رہا ہے کہ جو قوم مجھ پر ایمان نہیں لاتی، اس قوم کی جڑ کاٹی گئی، یعنی وہ قوم نیست و نابود ہو جائے گی۔ مرزا صاحب تو اپنے منکرین کو تباہ و برباد کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، لیکن ان کے مرید ہیں کہ آئے دن اپنی تقریروں اور تحریروں میں عامۃ المسلمین کی بہتری اور ہمدردی کے راگ الاپتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ گورد اور چیلوں کی اس متضاد روش سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ یا تو مرزا صاحب کے قادیانی اور لاہوری مریدوں کو مرزا صاحب کے الہامات پر یقین نہیں اور اگر الہامات پر یقین ہے تو محض زبان سے دکھاوے اور نمائش کے لیے مسلمانوں کی ہمدردی کا اظہار کیا جاتا ہے تاکہ اس ہمدردی کی آڑ لے کر مسلمانوں کی جیبوں سے ان کی سنہری اور روپیلی اغراض پوری ہو سکیں اور مسلمانوں کے روپے سے ان کے خزانہ کی رونق بڑھتی رہے۔ اسی مضمون کو مرزا صاحب نے دوسری جگہ واضح کیا ہے:

”خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔“

(اشتہار ”حسین کا سفیر روم“ مندرجہ ”البشری“ ص ۴۵، ”تذکرہ“ ص ۲۰۲، طبع

۱۳۰۴)

اس عبارت میں بھی مرزا صاحب نے کلمے الفاظ میں اشتہار دے دیا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو میری بیعت نہ کرے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ یعنی تباہ و برباد اور نیست و

تابود ہو جائے گا۔

لاہوری احمدیوں تم بلا خوف و ہراس لا تم دو لفظ جواب دو کہ تمہارا بھی اس پر ایمان ہے یا نہیں؟

مرزا صاحب کا اپنا منکرین پر فتویٰ کفر

مرزا صاحب کا عقیدہ، جس کی رو سے تمام اہل قبلہ، سوائے مرزائیوں کے، کافر قرار دیئے گئے ہیں، ایک مشہور اور مسلم امر ہے۔ تاہم بطور نمونہ چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں، جن میں مرزا صاحب آنجہانی نے اپنے منکرین کو کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(۱) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے، وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے، تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے، جس کا دل ہزاروں تارکیوں میں مبتلا ہے، خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر یہ بات ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا جائے اس لیے میں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ سے آپ اپنی توبہ شائع کریں اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجائیں تو رحمت الہی کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کلمے کلمے نشانوں سے منہ پھرتے ہیں، ان کو راست باز قرار دینا صرف اس شخص کا کام ہے، جس کا دل شیطان کے بیچ میں گرفتار ہے۔“

(مرزا صاحب کا خط ڈاکٹر عبدالکلیم خان صاحب کے نام بحوالہ الذکر الکلیم، نمبر ۴،

ص ۲۳، ۲۴)

جناب مرزا صاحب نے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ دنیا کے وہ تمام مسلمان، جن کو میری دعوت پہنچ گئی ہے اور انہوں نے میری بیعت نہیں کی، وہ

مسلمان نہیں ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ کرے گا کہ تم نے مرزا صاحب کی مسیحیت اور نبوت کے سامنے اپنا سر کیوں نہیں جھکایا تھا؟ اپنے مریدوں کو عامۃ المسلمین سے تفرق کرنے کے لیے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جو مسلمان خدا کے کلمے کلمے نشانوں یعنی خود بدولت کے ”معجزات“ کا انکار کرتے ہیں ان کو راستباز قرار دینا صرف اس شخص کا کام ہے، جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔

لاہوری احمد یو ادینا کے ان چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے، جو مرزا صاحب کے معجزات اور نشانوں کو نہیں مانتے، تم کسی کو راستباز سمجھتے ہو؟ جواب دینے سے پہلے اپنے غلی نہی کے فتوے کو دوبارہ پڑھ لیتا۔

ایک شخص مرزا صاحب سے سوال کرتا ہے:

”حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے، جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں، صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبد الحکیم خاں کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص، جس کو میری دعوت پہنچتی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔

یعنی پہلے آپ ”تزیان القلوب“ وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۱۶۳، ”روحانی خزائن“ ص ۱۷۷، ج ۲۲)

اس سوال کا جواب مرزا صاحب نے ان الفاظ میں دیا ہے:

(۲) ”یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا، وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: ”فمن

اظلم ممن افتري على الله كذبا او كذب بايته۔" یعنی بڑے کافروں میں ہیں: ایک خدا پر افتراء کرنے والا، دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کہ میں نے ایک کذاب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے، اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتی نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے، علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔"

(”حقیقت الوحی“ ص ۱۶۳-۱۶۴ ”روحانی خزائن“ ص ۱۶۸-۱۶۷ ج ۲۲)

حاشیہ پر لکھا ہے:

”جو شخص مجھے نہیں مانتا، وہ مجھے مفتی قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے، اس لیے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔“

مرزا صاحب کی اس عبارت سے ذیل کے نتائج نکلتے ہیں:

(الف) مرزا صاحب کو کافر کہنے والے اور ان کے دعاوی کو نہ ماننے والے ایک ہی قسم کے لوگ ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

(ب) جو شخص مرزا صاحب کے دعاوی کو نہیں مانتا، وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ ان کو مفتی قرار دیتا ہے۔

(ج) جو شخص مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(د) جو شخص مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

میاں شمس الدین صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کو مخاطب کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(۳) ”اور اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب حال کون سی آیت

ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ ”مادعاء الکافرین الافی

ضلال“ (”دافع البلاء“ ص ۱۱ ”روحانی خزائن“ ص ۲۳۲

ج ۱۸)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے صریح الفاظ میں اپنے منکر مسلمانوں کو کافر کہا ہے۔ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(۴) ”کفر دو قسم پر ہے: ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا مانتا ہے، جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۱۷۹، ”روحانی خزائن“ ص ۱۸۵، ج ۲۲)

اس عبارت کا مفہوم صاف ہے کہ مرزا صاحب کے منکر اسی قسم کے کافر ہیں جس قسم کے کافر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

لاہوری مرزا ایسا یہ مت کہہ دینا کہ ”یہاں حضرت مرزا صاحب نے اپنے مکتب کا ذکر کیا ہے“ کیونکہ مرزا صاحب پہلے لکھ چکے ہیں کہ ”جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے“ اور یہ بات ہے بھی صحیح کہ جو مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت وغیرہ کا منکر ہو گا اور اسی وجہ سے انکار کرے گا کہ وہ ان کو جھوٹا سمجھتا ہے۔ مرزا صاحب پر الہام نازل ہوتا ہے:

(۵) ”قالوا ان التفسیر لیس بشی“۔ (”البشری“ جلد دوم، ص

(۶۷

(ترجمہ) ”انہوں نے کہا کہ تفسیر (مراد تفسیر سورہ فاتحہ مندرجہ ”اعجاز المسیح“) کچھ چیز نہیں (تشریح) اس الہام میں خدا تعالیٰ نے کفار مولویوں کا مقولہ بیان فرمایا ہے۔“ مرزا صاحب کے اس الہام سے معلوم ہوا کہ جن علماء نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب کی سورہ فاتحہ کی تفسیر کچھ چیز نہیں، وہ کفار مولوی ہیں۔

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(۶) ”اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا، اس لیے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لیے ہزار ہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض پیش کر دیتے ہیں۔“

(”چشمہ معرفت“ ص ۳۱۷، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۲، ج ۲۳)

کرشن قادیانی کے چیلو اس لیا؟ تمہارے رودر گوپال کیا اچتے ہیں؟ پہلے تو اپنے منکر مسلمانوں کو کافر کہنے پر ہی اکتفاء کیا تھا، لیکن اس عبارت میں فرما دیا کہ خدا نے مجھے ہزار ہا نشان یا معجزات عطا کیے ہیں اور جو لوگ ان معجزات کو نہیں مانتے وہ شیطان ہیں۔

ان حوالہ جات سے ظاہر ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب اپنے منکر مسلمانوں کو کافر اور شیطان کہتے تھے۔ ”لاہوری مرزائیوں کے خلیفہ اول“ مولوی نور الدین فرماتے ہیں:

(۷) اسم او اسم مبارک ابن مریم سے نمد

آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں

مر کے آرد گئے در شان او آں کافر است

جائے او باشد جنم بیشک و ریب و گماں

(”الحکم“ ۱۷ اگست ۱۹۰۸ء)

لاہوری مرزائیوں ۱۷ اگست ۱۹۰۸ء کو جب یہ نظم اخبار ”الحکم“ میں شائع ہوئی تھی، اس وقت تم نے اس کے خلاف آواز کیوں نہ بلند کی؟ ہاں جناب کرتے بھی کس طرح، مولوی نور الدین کا آہنی پنجہ سر پر موجود تھا اور تم اس وقت خود بھی اسی عقیدے پر ایمان رکھتے تھے۔

مرزا صاحب کا مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ

مرزا صاحب آنجہانی اپنے نہ لکھنے والے اور مخالف مسلمانوں کو کافر اور جنم

کہتے تھے، اس لیے اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ وہ مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ بھی دے دیتے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایسا ہی کیا، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

(۱) ”اس کلام الہی سے ظاہر ہے کہ بخیر کرنے والے اور مکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے، اس لیے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی کفر اور مکذب یا مرتد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہو گا تو ہمیں دوسرے فرقوں کو، جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بہ کلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل مضطرب ہو جائیں اور ہمیں خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے، وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا فیصلہ مجھ سے چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا، اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو، جو مجھے خدا سے ملی ہیں، عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لیے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔“

(”اربعین نمبر ۳“ ص ۲۸ حاشیہ، ”روحانی خزائن“ ص ۳۱، ج ۱۷)

مرزا صاحب کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:

(الف) مرزا صاحب کا جو مرید کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، وہ ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے جو قطعی حرام ہے۔

(ب) مرزائیوں کے لیے لازمی ہے کہ وہ مسلمانوں سے قطعی طور سے الگ رہیں۔

(ج) جو مرزائی ایسا نہیں کرتا، اس پر خدا کا الزام ہے اور اس کے عمل مضطرب ہو

جائیں گے۔

(د) جو شخص مرزا صاحب کا دل سے معتقد ہے، وہ ان کے اس فیصلے اور دوسرے تمام فیصلوں کو مانتا ہے اور ہر تنازع میں مرزا صاحب کو حکم ٹھہراتا ہے۔
(ه) جو شخص مرزا صاحب کا مرید ہونے کے باوجود ان کے کسی فیصلے کو نہیں مانتا، اس کی آمان پر عزت نہیں۔

ایک دفعہ مرزا صاحب نے اپنی مفتیانہ شان کا ان الفاظ میں مظاہرہ کیا تھا:
(۲) ”ج میں بھی آدمی یہ التزام کر سکتا ہے کہ اپنے جائے قیام پر نماز پڑھ لیوے اور کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ بعض آئمہ دین سالہا سال مکہ میں رہے لیکن چونکہ وہاں کے لوگوں کی حالت تقویٰ سے مری ہوئی تھی، اس لیے کسی کے پیچھے نماز پڑھنا گوارہ نہ کیا اور گھر میں پڑھتے رہے۔“

(”فقہ احمدیہ“ ص ۳۰، ”فتاویٰ مسیح موعود“ ص ۲۸)
مرزا صاحب نے صرف اتنا ہی نہیں لکھا کہ میرے مریدوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ وہ کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھیں، بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ میرا جو مرید کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، کوئی مرزائی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے، جیسا کہ ایک شخص کے سوال پر مرزا صاحب نے جواب دیا:

(۳) ”جو احمدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، جب تک توبہ نہ کرے، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔“ (”فقہ احمدیہ“ ص ۳۰)

لاہوری احمدیوں مرزا صاحب کے ان احکامات پر عمل کرنا تمہارے لیے فرض ہے یا نہیں؟ ”اربعین“ کی مندرجہ بالا عبارت پڑھ کر جواب دینا۔

مرزا صاحب کی پیگھوئیاں

مرزا صاحب کے دعویٰ کو پرکھنے کے لیے کسی علمی بحث کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی صداقت جانچنے کے لیے علمی باریکیوں، 'منطقی الجمنوں'، فلسفیانہ دلائل اور صرئی و نحوئی نکات سے ہمیں بے نیاز کر دیا ہے، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

(الف) "ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیگھوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکتا۔"

(ب) "آئینہ کمالات اسلام" ص ۲۸۸ "روحانی خزائن" ص ۲۸۸ ج ۵ (ج)

(ب) "سو پیگھوئیاں کوئی معمولی بات نہیں، کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیگھوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔"

(ج) "شہادت القرآن" ص ۶۵ "روحانی خزائن" ص ۳۷۶-۳۷۵ ج ۶ (ج)

(ج) "ومن ایس (پیگھوئی) را برائے صدق خود یا کذب خود معیارے گردانم۔"

(د) "انجام آختم" ص ۲۲۳ "روحانی خزائن" ص ۲۲۳ ج ۱۱

مرزا صاحب کی ان تحریرات نے فیصلہ کر دیا کہ ان کی صداقت و بطلان کی شناخت کا سب سے بڑا معیار ان کی پیگھوئیاں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب ہر تعریف میں اپنے نشانات، کرامات اور معجزات کے بے سرے راگ بیش ہی الاپتے رہے اور یہاں تک لکھ دیا کہ میرے نشانات اور معجزات سے ہزار نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر مرزا صاحب کی تمام تعنیفات ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پڑھ لی جائیں تو سوائے فٹ بال کی طرح گول مول اور انٹ شنٹ پیگھوئیوں کے اور کوئی نشان، کرامت یا معجزہ نظر نہیں آتا اور ان پیگھوئیوں کے الفاظ بھی سوئم کی ناک کی طرح ہیں، جدھر چاہو الٹ پھیر کر دو اور جب تک انہیں تاویلات کے کھنبہ میں نہ جکڑ دیا جائے، وہ کسی واقعہ پر چسپاں نہیں ہو سکتے۔ ہماری تحقیقات۔

ہے کہ مرزا صاحب کی کوئی تحدیدانہ پیگھوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ جتنی تحدی سے کوئی پیگھوئی کی گئی، اتنی ہی صراحت سے وہ غلط نکلی۔ بالفرض اگر مرزا صاحب کے بیان کردہ ہزاروں ”الہامات“ میں سے چند پیگھوئیاں اپنی تاویلات باطلہ کی رو سے لوگوں کی نظروں میں صبح کر دکھائیں تو بھی وہ مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتیں کیونکہ مرزا صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے:

”بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں اور بعض پرلے درجہ کے بد معاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچ نکلتے ہیں بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت، جو کجیروں کے گردہ میں سے ہے، جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے، کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بہ سرو آشاہر کا مصداق ہوتی ہے، کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔“

(”توضیح مرام“ ص ۸۳، ”روحانی خزائن“ ص ۹۵-۹۳ ج ۳)

جب پرلے درجہ کے بد معاشوں، بدکاروں اور رنڈیوں تک کی چند پیگھوئیاں اور خواب سچ نکل آتے ہیں تو اگر بالفرض مرزا صاحب کی ایک آدھ گول مول، پیگھوئی سچی ثابت ہو جائے تو ان کے لیے باعث فخر نہیں لیکن مرزا صاحب کو اپنی پیگھوئیوں کے سچا ہونے پر بڑا مانا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی پیگھوئیوں کی تعداد ہزاروں بلکہ لاکھوں (۷) تک لکھی ہے۔ ان سب کو غلط ثابت کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے مگر اس مختصر رسالہ میں زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں، اس لیے میں ناظرین کے سامنے چند معرکہ الاداء اور تحدیدانہ پیگھوئیاں پیش کرتا ہوں جنہیں مرزا صاحب نے بڑے طعنائے شائع کیا اور انہیں خاص طور پر اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا۔

پہلی پیش گوئی متعلقہ منکوحہ آسانی

(الف) مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ (محمدی بیگم) مرزا صاحب کی حقیقی چچا زاد بہن کی دختر تھی۔

(ب) مرزا صاحب کے ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی۔

(ج) مرزا صاحب کی زوجہ اول کے چچا زاد بھائی کی بیٹی تھی۔

(د) مرزا صاحب کے بیٹے فضل احمد کی بیوی کی ماموں زاد بہن تھی۔

ان نسبی تعلقات سے پتہ چلتا ہے کہ محمدی بیگم مرزا صاحب کے قریبی رشتہ میں سے تھی۔ پیغام نکاح کے وقت ان کی عمریں حسب ذیل تھیں۔ مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:

هذه المخطوبه جاربه حديثه السن عذرا و كنت حينئذ جاوزت الخمسين۔

(ترجمہ) ”یہ لڑکی ابھی چھوڑی ہے اور میری عمر اس وقت پچاس سال سے زیادہ ہے۔“ (”آئینہ کلمات اسلام“ ص ۵۷۳، ”روحانی خزائن“ ص ۵۷۳، ج ۵)۔

”آئینہ کلمات اسلام“ ص ۵۶۹ تا ۵۷۳ کے مطالعہ سے مرزا صاحب کے دل

میں تحریک نکاح پیدا ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسی احمد بیگ والد محمدی بیگم نے چاہا کہ اپنی ہمشیرہ کی زمین کا بذریعہ بہہ مالک بن جائے، جس کا خاوند کئی سال سے مفقود الخیر تھا۔ چونکہ اس اراضی کے بہہ کرانے میں مرزا صاحب کی رضامندی کی بھی ضرورت تھی، اس لیے احمد بیگ کی بیوی نے مرزا صاحب کے پاس جا کر کہا کہ آپ اس بہہ پر رضامند ہو جائیں۔ مرزا صاحب نے بات کو استخارہ کرنے کے بہانہ سے ٹال دیا۔

پھر خود احمد بیگ مرزا صاحب کے پاس آیا اور اس نے نہایت عاجزی سے التجا کی۔ بقول مرزا صاحب، ”وہ زار زار روتا تھا، کانپتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کا یہ غم اسے ہلاک کر دے گا۔ مرزا صاحب نے اسے کہا کہ میں استخارہ کرنے کے بعد تمہاری مدد کروں گا۔ چنانچہ مرزا صاحب استخارہ کرنے کے لیے اپنے خجرہ میں گئے تو مرزا صاحب کو الہام

ہوا:

(۱) فاوحی اللہ الی ان ۱۹ خطب صبیہ الکبیرہ لنفسک

وقل له ليصا هر ك اولائم ليقتبس من قبسك وقل اني امرت لا هيك ما طلبت من الارض وارضا اخرے معها واحسن اليك باحسانات اخرے على ان تنكحني احدي بناتك التي هي كبيرتها وذلک بيني وبينك فان قبلت فستدجنی من المتقبلين - وان لم تقبل فاعلم ان الله قد اخبرني ان انكحها رجلا آخر لا يبارك لها ولا لك فان لم تزوجوا فيصب عليك مصائب واخر المصائب موتك فتموت بعد النكاح الى ثلث سنين بل موتك قريب ويرد عليك وانت من الغفلين وكذلك يموت بعلمها الذي يصير زوجها الى حولين وسه اشهر قضاء من الله فاصنع ما انت صانعه واني لك من الناصحين فعبس وتولى وكان من المعرضين۔

(ترجمہ) ”یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لیے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے بہہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے علاوہ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کیے جائیں گے، بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے، تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کر لوں گا۔ اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو، مجھے خدا نے یہ بتا دیا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہو گا تو نہ اس لڑکی کے لیے یہ نکاح مبارک ہو گا اور نہ تمہارے لیے۔ اس صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جن کا نتیجہ تمہاری موت ہو گا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ پس جو کرتا ہے کر لو، میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔ پس وہ تیوری چڑھا کر چلا گیا۔“

(”آئینہ کمالات اسلام“ ص ۵۷۲ و ۵۷۳ ”روحانی خزائن“ ص ۵۷۳-۵۷۲ ج ۵)
 اس کے چلے جانے کے بعد مرزا صاحب نے بقول ان کے اسے ایک خط خدا کے
 حکم سے لکھا جس میں منت سماجت بھی کی گئی اور انواع و اقسام کے لالچ بھی دیئے گئے مگر
 مرزا احمد بیگ پر اس خط کا بھی کوئی اثر نہ ہوا بلکہ اس نے اس خط کو عیسائی اخبار ”نور
 انشاں“ میں شائع کرا دیا۔ اس پر ”کرشن قادیاںی“ نے ایک اشتہار شائع کیا جس کے
 خاص خاص فقرات درج ذیل ہیں:

(۲) ”اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر
 کلاں کے نکاح کے لیے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم
 سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لیے موجب برکت اور ایک رحمت کا
 نشان ہو گا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فردری
 ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا
 ہو گا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک
 اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر فقرہ اور
 تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لیے کئی کراہت اور غم
 کے امر پیش آئیں گے۔“

پھر ان دلوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لیے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم
 ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت
 درخواست کی گئی تھی ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح
 میں لاوے گا۔ اور بے دیوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے
 گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں ہے: کذبوا بایتنا وکانوا بہا
 یستہزون فسبکفیکہم اللہ ویردھا الیک لا تبدیل
 لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید۔ انت معی وانا معک
 عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (ترجمہ) ”انہوں نے
 ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے نہیں کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے

تدارک کے لیے 'جو اس کام کو روک رہے ہیں' تمہارا مددگار ہو گا اور انجام کار اس کی لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔" یعنی گواہوں میں اہم اور نادان لوگ بد باطنی اور بد ظنی کی راہ سے بد گوئی کرتے ہیں اور ٹالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کھلنے سے چاروں طرف تعریف ہوگی۔"

(۱۲ "اشتمار" ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء، مندرجہ مجموعہ اشتہارات، ص ۱۵۷ تا ۱۵۹، ج ۱)

اس اشتہار کا مضمون واضح اور صاف ہے۔ مزید تشریح یا حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب نے بغیر کسی شرط کے کھلے اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح میرے سوا اور کسی سے کر دیا گیا تو احمد بیک والد محمدی بیگم اور اس کا داماد دونوں تاریخ نکاح سے تین اور اڑھائی سال تک فوت ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد محمدی بیگم کو میرے نکاح میں لائے گا۔

اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنے اس آسمانی نکاح کے متعلق جو الہامات یا تحریریں شائع کیں، ان کے ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:

(۳) "عرصہ قرباتیں برس کا ہوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے، جن کا مفصل ذکر اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے، خدا تعالیٰ نے پیٹھوئی لے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے کہ مرزا احمد بیک ولد مرزا گاہاں بیک ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہو گا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ چنانچہ اس پیٹھوئی کا مفصل بیان مع اس کی میعاد خاص اور اس کے اوقات مقرر شدہ کے اور مع اس کے ان تمام لوازم کے جنہوں نے انسان کی

طاقت سے اس کو باہر کر دیا ہے۔ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اور وہ اشتہار عام طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے جس کی نسبت آریوں کے بعض منصف مزاج لوگوں نے بھی شہادت دی کہ اگر یہ پیگھوئی پوری ہو جائے تو بلاشبہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اور یہ پیگھوئی ایک سخت مخالف قوم کے مقابل پر ہے جنہوں نے گویا دشمنی اور عناد کی نکواریں کھینچی ہوئی ہیں اور ہر ایک کو جو ان کے حال سے خبر ہوگی وہ اس پیش گوئی کی عظمت خوب سمجھتا ہوگا۔ ہم نے اس پیگھوئی کو اس جگہ مفصل نہیں لکھا تا بار بار کسی متعلق پیگھوئی کی دل شکنی نہ ہو لیکن جو شخص اشتہار پڑھے گا وہ کو کیسا ہی متعجب ہوگا اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ مضمون اس پیگھوئی کا انسان کی قدرت سے بالاتر ہے اور اس بات کا جواب بھی کامل اور مسکت طور پر اسی اشتہار پر سے ملے گا کہ خداوند تعالیٰ نے کیوں یہ پیش گوئی بیان فرمائی اور اس میں کیا مصالح ہیں اور کیوں اور کس دلیل سے یہ انسانی طاقتوں سے بلند تر ہے۔ اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی) تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا الحق من ربك فلا تكونن من الممترین یعنی بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔

(”ازالہ ادہام“ ص ۳۹۶ تا ۳۹۸، ”روحانی خزائن“ ص ۳۰۶ تا ۳۰۵ ج ۳)

(۳) ”اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت پیش آ جانے کی وجہ سے اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بکرم و الہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر

کے اس کو میری طرف لے آوے۔" (افسی ملخصاً)

(”اشتہار“ ۲ مئی ۱۸۹۱ء، ”مجموعہ اشتہارات“ ص ۲۱۹، ج ۱)

(۵) ”میری اس پیگھوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعویٰ ہیں۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا، سوم پھر نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا، جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسوں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔

اب آپ ایمانا۔ کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرا اپنے دل کو تمام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیگھوئی سچ ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہے۔“

(”آئینہ کمالات اسلام“ ص ۳۲۵ ”روحانی خزائن“ ص ۳۲۵، ج ۵)

(۶) ”وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں:

(۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔
(۲) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کاں کا شوہر ہے، اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

(۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تاروز شادی دختر کاں فوت نہ ہو۔
(۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تانکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

(۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

(۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔“

(”شہادت القرآن“ ص ۶۵، ”روحانی خزائن“ ص ۷۶، ج ۶)

(۷) میں بالا خرد عا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و عظیم اگر آتھم کا عذاب ملک میں گرفتار ہونا اور احمد بیک کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے..... نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔“

(اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، مجموعہ اشتہارات، ص ۱۱۶-۱۱۵، ج ۲)

(۸) ”فس پیش گوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ

تقدیر (۸) مبرم ہے، جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لیے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔“

(اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۳ء، مندرجہ ”تلخیص رسالت“ ص ۱۱۵، ج ۳، ”مجموعہ اشتہارات“

ص ۳۳، ج ۲)

(۹) ”دعوت ربی بالتضرع والابتہال ومددت الیہ ایدی

السؤال فالہمنی ربی و قال سارہم ایہ من انفسہم و

اخبرنی و قال اننی ساجعل بنتا من بناتہم ایہ لہم

فسماہا و قال انہا سیجعل ثیبہ ویموت بعلہا و ابوہا

الی ثلث سنہ من یوم النکاح ثم نردھا الیک بعد موتہما

ولا یکون احدہما من العاصمین و قال انارادوہا الیک لا

تبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید۔“

(”کرامات الصادقین“ سرورق صفحہ اخیر، ”روحانی خزائن“ ص ۱۶۲، ج ۷)

(ترجمہ) ”میں (مرزا) نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام

کیا کہ میں ان (حیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانی دکھاؤں گا۔ خدا

تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جائے گی اور اس کا خاوند

اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے، پھر ہم اس لڑکی کو تیری

طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔ اور فرمایا میں اسے تیری طرف

واپس لاؤں گا۔ خدا کے کلام میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور تیرا خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔“

(۱۰) ”کذبوا بایاتی و کانوا بها يستهزون فسیکفیکهم الله و یردها الیک امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجنا کما الحق من ربک فلا تکونن من الممترین لا تبديل لکلمات الله ان ربک فعال لما یرید انا رادوها الیک“۔

(ترجمہ) ”انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا۔ سو خدا ان کے لیے تجھے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے‘ پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدلانا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے‘ وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔“

(”انجام آقلم“ ص ۶۰-۶۱، ”روحانی خزائن“ ص ۶۰-۶۱، ج ۱۱)

(۱۱) ”گفت کہ ایں مردم کذب آیات من مستد و بدناما استنزامی کنند پس من ایشانرا نشانے خواہم نمود و یرائے تو ایں ہمہ را کفایت خواہم شد و آن زن را کہ زن احمد بیگ را و دختر است باز بسوئے تو واپس خواہم آورد یعنی چونکہ او از قبیلہ باعث نکاح اجنبی بیروں شدہ باز بتزویب نکاح تو بسوئے قبیلہ رو کردہ خواہد شد و در کلمات خدا و وعدہ ہائے او بیچ کس تبدیل نتواند کرد و خداے تو ہرچہ خواہد آن امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ در معرض التوا بماند۔ پس خدا تعالیٰ بملقہ فسیکفیکہم اللہ سوئے ایں امر اشارہ کرد کہ او دختر احمد بیگ را بعد میرانیدن مانغان بسوئے من واپس خواہد کرد۔ واصل مقصود میرانیدن بود و تو میدانی کہ ملاک ایں امر میرانیدن است و بس۔“

(”انجام آقلم“ ص ۲۱۶، ”روحانی خزائن“ ص ۲۱۶-۲۱۷، ج ۱۱)

(ترجمہ) ”خدا نے فرمایا کہ یہ لوگ میری نشانوں کو جھٹاتے ہیں اور ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ پس میں ان کو ایک نشان دوں گا اور تیرے لیے ان سب کو کافی ہوں گا اور اس عورت کو‘ جو احمد بیگ کی عورت کی بیٹی ہے‘ پھر تیری طرف واپس لاؤں گا یعنی چونکہ وہ ایک اجنبی کے ساتھ نکاح ہو جانے کے سبب سے قبیلہ سے باہر نکل گئی ہے‘ پھر تیرے نکاح کے ذریعہ سے قبیلہ میں داخل کی جائے گی۔ خدا کی باتوں اور اس کے وعدوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور تیرا خدا جو کچھ چاہتا ہے وہ کام ہر حالت میں ہو جاتا ہے‘ ممکن نہیں کہ معرض التوا میں رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے لفظ فسبکفیکھم اللہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ احمد بیگ کی لڑکی کو روکنے والوں کو جان سے مار ڈالنے کے بعد میری طرف واپس لائے گا۔ دراصل مقصود جان سے مار ڈالنا تھا اور تو جانتا ہے کہ ملاک اس امر کا جان سے مار ڈالنا ہے اور بس۔“

(۱۲) ”براہین احمدیہ“ میں بھی اس وقت سے سترہ (۱۷) برس پہلے اس پیچھوٹی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے ص ۴۹۶ میں مذکور ہے: یا آدم اسکن انت و زوجک الحسنہ..... اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم۔ یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا‘ پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی‘ جس کو مسیح سے مشابہت ملی اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلا پیش آئے‘ جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یودیوں کی بدبالیوں کا ابتلا پیش آیا اور تیسری زوجہ جس کی انتظار (۹) ہے‘ اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت (۱۰) حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے‘ وہ اسی پیش گوئی کی طرف اشارہ تھا۔“

(ضمیمہ ”انجام آتھم“ ص ۵۴ ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۸ ج ۱۱)

(۱۳) ”اس پیشگوئی کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان (۱۱) ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

(حاشیہ ضمیمہ ”انجام آتھم“ ص ۵۴ ”روحانی خزائن“ ص ۲۲۷ ج ۱۱)

(۱۴) ”احمد بیک کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے، وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زاوی ہے جو خط بیام مرزا احمد بیک کلمہ فضل رحمانی میں ہے۔ وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیای نہیں گئی مگر ”میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا“ جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیای گئی.... میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں، ہنسی کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے مذاحت سے سرینچے ہوں گے۔ پیش گوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی پیش گوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیای جائے گی۔ اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطنی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لیے وہ بیاہ کے بعد چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جز پوری ہو گئی۔ اس کا خوف اس کے خاوند پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیش گوئی کا ایک جز تھا۔ انہوں (۱۲) نے توبہ کی۔ چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اس کو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی امید کیسی

یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ملتی نہیں، ہو کر رہیں گی۔“

(اخبار ”الحکم“ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء، مرزا صاحب کا حلیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں

کتاب منکھور الہی، ص ۲۳۵-۲۳۴)

ناظرین! مندرجہ بالا حوالہ جات خود ہی اپنی تشریح کر رہے ہیں، کسی مزید وضاحت اور حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں مرزا صاحب نے الہامی اعلان کر دیا تھا کہ محمدی بیگم کا باکرہ ہونے کی حالت میں میرے ساتھ نکاح ہو گا اور اگر اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر دیا گیا تو اس کا خاوند روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ ہر ایک مانع کو دور کرنے کے بعد اسے میرے نکاح میں لائے گا۔ ”ازالہ اوہام“۔ ”اشتہار مئی ۱۸۹۱ء“۔ ”شہادت القرآن“۔ ”آئینہ کمالات اسلام“۔ ”کرامات الصادقین“ کے جو حوالہ جات میں نے نقل کیے ہیں، ان میں بھی یہی ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے کہ محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر فوت ہو جائے گا اور محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آجائے گی۔ اب ہمیں یہ بتانا ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی سے نکاح کب ہوا اور مرزا صاحب کے الہامی قول کے مطابق اس کی زندگی کی آخری تاریخ کون سی تھی۔ اس کے لیے ہمیں بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:

”۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی (محمدی بیگم) کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا۔“

(”آئینہ کمالات اسلام“ ص ۲۸۰، ”روحانی خزائن“ ص ۲۸۰، ج ۵)

نکاح کی تاریخ معلوم ہو گئی، اب وفات کے متعلق لکھتے ہیں:

”پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی، جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے، جس کی میعاد آج کی تاریخ سے، جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے، قریباً مکیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔“

(”شہادت القرآن“ ص ۶۳، ”روحانی خزائن“ ص ۷۵، ج ۵)

مرزا صاحب کے ان دونوں بیانات سے صاف پتہ چل گیا کہ ۲۱ اگست ۱۸۹۳ء

مرزا سلطان محمد صاحب کی زندگی کا آخری دن تھا مگر وہ آج ۲۱ اپریل ۱۹۳۲ء تک بقید

حیات موجود (۱۳) ہے۔ جب مرزا صاحب کی بیان کردہ اڑھائی سالہ میعاد گزر جانے کے بعد مرزا سلطان محمد زندہ رہے اور ہر طرف سے مرزا صاحب قادیانی پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی تو مرزا صاحب نے اپنی ذلت و رسوائی پر پردہ ڈالنے کے لیے ایک نیا دھوکہ ملہ گھڑ لیا۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:

”غرض احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کافوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لیے سخت ہم و غم کا موجب ہوا۔ چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے۔ جیسا کہ ہم نے اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۳ء میں ’جو غلطی سے ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء لکھا گیا ہے‘ مفصل ذکر کر دیا ہے۔ پس اس دوسرے حصہ یعنی احمد بیگ کے داماد کی وفات کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈال دی گئی۔“

(اشتہار انصای چار ہزار روپیہ، ’مجموعہ اشتہارات حاشیہ‘ ص ۹۵-۹۳، ج ۲)
اس عبارت اور اسی طرح کے دوسرے حوالوں میں مرزا صاحب نے حق کو چھپانے اور اپنی رسوائی پر پردہ ڈالنے کی انتہائی کوشش کی اور غلط بیانی سے کام لیا۔ جیسا کہ لکھا ہے:

”رہاداماد اس کا (احمد بیگ) سودہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثہ سے اس قدر خوف سے بھر گیا تھا کہ قتل از موت مر گیا۔“

(”انجام آتھم“ ص ۲۹ حاشیہ، ”روحانی خزائن“ ص ۲۹، ج ۱۱)

مرزا صاحب نے سیاہ جھوٹ لکھا ہے کہ مرزا سلطان محمد ڈر گیا تھا۔ اگر مرزا صاحب یا مرزائیوں میں ہمت ہوتی تو مرزا سلطان محمد کی کوئی تحریر پیش کرتے۔ ہم ڈنگے کی چوٹ پر اعلان کرتے ہیں کہ مرزا سلطان محمد صاحب نے مرزا صاحب کی پیش گوئی سے ذرہ بھر خوف نہیں کیا۔ اتنی دلیری اور اولوالعزمی دکھائی کہ مرزا صاحب کو بھی مجبور ہو کر لکھنا پڑا:

”احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے، ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا، کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی

اور استہزاؤ میں شریک ہوئے، سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناثہ کرنے پر راضی ہوئے۔“

(اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، ”مجموعہ اشتہارات“ حاشیہ، ص ۹۵، ج ۲)
مرزا صاحب کی اس عبارت نے دو باتوں کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ ایک یہ کہ مرزا سلطان محمد ہرگز نہیں ڈرا اور دوسرے یہ کہ مرزا سلطان محمد کا اصل قصور یہ تھا کہ وہ مرزا صاحب کی پیش گوئی کو سن کر بھی محمدی بیگم کے ساتھ ناثہ کرنے پر راضی ہو گیا۔ پس مرزا سلطان محمد کی توبہ اور رجوع اسی صورت میں ہو سکتے تھے کہ وہ مرزا صاحب کی پیش گوئی کو پورا کرنے میں ان کا مدد و معاون ہو جاتا لیکن بقول مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، وہ مرزا صاحب کے سینہ پر موگک دلتا رہا اور مرزا صاحب کی پیش گوئی کی وجہ سے نہ ڈرا، نہ توبہ کی جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے:

”جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی، میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔“

(۳ مارچ ۱۹۲۳ء (دستخط مرزا سلطان محمد، پٹی، از اخبار ”اہل حدیث“ ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء)
مرزا صاحب کے بیان اور مرزا سلطان محمد کی اپنی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ سلطان محمد ہرگز نہیں ڈرا اور نہ اس نے مرزا صاحب کی تصدیق کی۔ ان حقائق کی موجودگی میں مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ سلطان محمد ڈر گیا، جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔

اب ہم مرزا صاحب کی تحریرات پیش کرتے ہیں کہ اگر سلطان احمد ڈرتا بھی تو اس کو مفید نہ ہوتا کیونکہ اس کی موت تقدیر مبرم تھی۔ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(الف) ”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی پورا پورا کر دے گا۔“

(”انجام آتھم“ ص ۲۱، حاشیہ، ”روحانی خزائن“ حاشیہ، ص ۳۱، ج ۱۱)

(ب) ”شاتان تذبCHAN و کل من علیہا فان ولا تھنوا ولا

تَحْزَنُوا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔۔۔۔۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلی بکری سے مراد (مرزا احمد بیگ) ہو شیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد (سلطان محمد) ہے اور پھر فرمایا کہ تم ست مت ہو اور غم مت کرو۔ کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔“

(ضمیمہ ”انجام آتھم“ ص ۵۶-۵۷، ”روحانی خزائن“ حاشیہ، ص ۳۴۱-۳۴۰، ج ۱۱)
(ج) ”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔“ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں، یہ کسی خبیث مغتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ملتیں، وہی رب ذو الجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا، اس لیے تمہیں یہ اتلا پیش آیا۔“

(ضمیمہ ”انجام آتھم“ ص ۵۴، ”روحانی خزائن“، ص ۳۳۸، ج ۱۱)
(د) ”اس پیش گوئی کا دوسرا حصہ، جو اس کے داماد کی موت ہے، وہ الہامی شرط کی وجہ سے دوسرے وقت پر جا پڑا اور داماد اس کا الہامی شرط سے اسی طرح مستح ہوا جیسا کہ آتھم ہوا۔ کیونکہ احمد بیگ کی موت کے بعد اس کے وارثوں میں سخت مصیبت برپا ہوئی۔ سو ضرور تھا کہ وہ الہامی شرط سے فائدہ اٹھاتے اور اگر کوئی بھی شرط نہ ہوتی تاہم وعید سنت اللہ ہی تھی، جیسا کہ یونس کے دنوں میں ہوا۔ پس اس کا داماد تمام کتبہ کے خوف کی وجہ سے اور ان کے توبہ اور رجوع کے باعث سے اس وقت فوت نہ ہوا۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ میں تغلٹ نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں، خدا کا وعدہ ہرگز ٹل نہیں سکتا۔“

(ضمیمہ ”انجام آتھم“ ص ۱۳، ”روحانی خزائن“، ص ۲۹۷، ج ۱۱)
تاہم! عبارت بالا میں مرزا صاحب نے کس بلند آہنگی اور شد و مد سے مرزا سلطان محمد کی موت کا اعلان کیا۔ اس کی موت کو تقدیر مبرم اور اٹل قرار دیا اور اقرار کیا کہ اگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو میں جموٹا اور ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ نتیجہ صاف ہے۔ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہان کی طرف لڑھک گئے اور مرزا

سلطان محمد اپریل ۱۹۳۲ء تک زندہ ہیں۔ (۱۷)

ناظرین! مرزا صاحب نے ۱۸۸۸ء میں بقول خود خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اور اس کی اجازت سے محمدی بیگم کے نکاح کا اشتہار دیا۔ اس کے بعد اس آسانی نکاح کے متعلق بارش کی طرح مرزا صاحب پر تابڑ توڑ الہامات برستے رہے، جن کا تھوڑا سا نمونہ ہم گزشتہ صفحات میں درج کر چکے ہیں۔ ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے دل میں یقین کامل تھا کہ محمدی بیگم ان کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ یہاں تک کہ جون ۱۹۰۵ء تک مرزا صاحب اس نکاح سے مایوس نہ ہوئے تھے، جیسا کہ انہوں نے فرمایا:

”اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہوگا۔“ (اخبار ”الحکم“ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء، ص ۲، کالم ۲)

حوالہ جات سابقہ کے علاوہ ہم مرزا صاحب کا ایک فیصلہ کن حوالہ نقل کرتے ہیں، جہاں مرزا صاحب نے اس پیش گوئی کو تقدیر مبرم قرار دیا ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

”باز شمار ایں مکتہ ام کہ ایں مقدمہ بر ہمیں قدر با تمام رسید و نتیجہ آخری ہاں است کہ منظور آمد و حقیقت پیش گوئی بر ہاں ختم شد بلکہ اصل امر بر حال خود قائم است و ممکن با حیلہ خود اور ارد نتواند کرد و ایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم (۱۸) است و عنقریب وقت آں خواہد آمد پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را برائے مبعوث فرمود اور ابہترین مخلوقات گردانید کہ ایں حق است و عنقریب خواہی دید و من این را برائے صدق خود یا کذب خود معیار میگرددانم۔ و من گفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر داده شدم۔“

(”انجام آئتم“ ص ۲۲۳، ”روحانی خزائن“ ص ۲۲۳، ج ۱۱)

(ترجمہ) ”پھر میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ یہ جھگڑا یہیں ختم ہو گیا اور نتیجہ یہی تھا جو ظاہر ہو گیا اور پیشگوئی کی حقیقت اس پر ختم ہو گئی بلکہ یہ امر اپنے حال پر قائم ہے اور کوئی شخص حیلہ کے ساتھ خود اس کو رد نہیں کر سکا اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی جانب سے تقدیر مبرم ہے، عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ پس اس خدا کی قسم جس نے

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لیے مبعوث فرمایا اور آپ کو تمام مخلوقات سے بہتر بنایا کہ یہ جگہ ہے کہ تو عنقریب دیکھے گا اور میں اس کو اپنے صدق و کذب کے لیے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ میں نے اپنے رب سے خبر پا کر کہا۔

عبارت بالا میں مرزا صاحب نے کس صراحت سے محمدی بیگم کے خاوند کے مرنے اور اس کے ساتھ اپنا نکاح ہونے کو تقدیر مبرم قرار دیا ہے اور اس کی صداقت پر خدائے واحد و قدوس کی قسم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر یقین دلانے کی کوشش کی ہے اور اس کو اپنے صدق و کذب کا معیار بھی قرار دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے اللہ تعالیٰ کے الہام اور وحی سے کہا ہے۔ مرزا صاحب کا یہ بیان اتنا واضح اور مشرح ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔

مرزائی دوستو! بتاؤ کہ مرزا صاحب کی بیان کردہ تقدیر مبرم کے بننے کیوں ادھر گئے؟ اور جو صدق و کذب کا معیار بحوالہ وحی الہی قرار دیا گیا تھا اس کی رو سے مرزا صاحب کا کذب ثابت ہوئے یا نہیں؟ تجلیل کی ضرورت نہیں سوچ سمجھ کر جواب دینا۔

نخت انصافی ہوگی اگر میں نکاح آسمانی کے متعلق مرزا صاحب کی مستقل مزاجی کی تعریف نہ کروں۔ اللہ اللہ ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک کا طویل عرصہ جس صبر، امید اور یقین کامل کے ساتھ گزارا اسے نظریہ انداز نہیں کیا جاسکتا۔ خدا پے در پے الہامات نازل کر رہا تھا کہ نکاح ہو گا اور ضرور ہو گا۔ خدا کا وعدہ سچا ہے خدا کی باتیں سلا نہیں کرتیں۔ تیرا خدا تمام سوانحیات دور کرے گا۔ یعنی مرزا سلطان محمد ضرور مرجائے گا اور محمدی بیگم بیوہ ہو کر تیرے نکاح میں آئے گی لیکن صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آخر ۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب اس نکاح سے کچھ مایوس سے ہو گئے۔ کیونکہ دن بدن ان کی جسمانی حالت انحطاط کی طرف جاری تھی اور قوت باہ کا وہ نسخہ جو فرشتے نے انہیں بتایا تھا اور جس کے کھانے سے پچاس مردوں کی قوت ان میں پیدا ہو گئی تھی۔ ("تریاق القلوب" ص ۷۶، "روحانی خزائن" ص ۲۰۲، ج ۱۱۵، (۱۹) غالباً اس کا اثر بھی زائل ہو چکا تھا۔ ادھر دیکھا کہ رقیب خوش نصیب کی زندگی ختم ہونے میں نہیں آتی۔

ان سب قرائن سے اندازہ کر کے یہ اعلان کر دیا:

”یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے تصور کے لیے جو آسمان پر پڑھا گیا، خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ یا اینتھا المرآة توبی توبی فان البلاء علی عقبک پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

(”تترہ حقیقت الوحی“ ص ۱۳۲-۱۳۳ ”روحانی خزائن“ ص ۵۷۰ ج ۲۲)

مرزا صاحب نے ان دور نگہی چال کے اختیار کرنے میں اس دل جلے عاشق کی اتباع کی ہے جس نے اپنے معشوق سے التجا کی تھی کہ۔

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شون مزاج

بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

یہ عبارت بھی با آواز بلند اعلان کر رہی ہے کہ جناب مرزا صاحب محمدی بنیم کے نکاح سے کلیتہً مایوس نہیں ہوئے تھے۔ ایک طرف تو ظاہری قرائن کو دیکھتے ہوئے تمام امیدیں مبدل بہ یاس ہو چکی تھیں اور دوسری طرف دل کی تڑپ ڈھارس بندھائے جاتی تھی کہ شاید اگر عمر نے وفا کی تو گوہر مقصود ہاتھ لگ ہی جائے۔ اس لیے دودلی میں یہ الفاظ لکھ دے کہ نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

غرضیکہ مرزا صاحب کو اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک محمدی بیگم کے نکاح کی جھلک نظر آتی رہی۔ کیا مرزا صاحب کی یہ دیرینہ اور الہامی تمنا پوری ہو گئی؟ آہ اس کا جواب بڑی حسرت اور افسوس سے نفی میں دیا جاتا ہے کہ تاحیات مرزا صاحب کا نکاح نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے دن اس نکاح اور بستر عیش (۲۰) کی حسرت کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ اب ان کی قبر سے گویا یہ آواز آرہی ہے۔

دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی

حیف ہے ان سے ملاقات نہ ہونے پائی

اب ہم مرزا صاحب کا آخری فتویٰ ان کے مریدوں کو سناتے ہیں۔ جیسا کہ

انہوں نے تحریر فرمایا ہے:

”سو چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے خطر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو اس دن یہ احق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے کھڑے کھڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منہس چہروں کو بندروں (۲۱) اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔

(”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۵۲ ”روحانی خزائن“ ص ۳۳ ج ۱۱)

مرزا یونس لیا مرزا جی نے کیا کہا ہے؟ فرماتے ہیں کہ اس پیش گوئی کے خاتمہ پر ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے داغ ان کے منہس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے لیکن ایسا کن کے حق میں ہو گا۔ فیصلہ جن کے خلاف ہو گا۔ پھر کیا ہوا مجھ سے نہیں مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور سے سن لو۔ فرماتے ہیں ”یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہو گا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔“

(اخبار ”پیغام صلح“ لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء)

سچ ہے ۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں

زیلتا نے کیا خود پاک و امن ماہ کھلاں کا

میرے پرانے دوستو! خدا عالم الغیب کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے سچ بتاتا کہ

مرزا صاحب کا بیان کردہ فتویٰ خود ان (۲۲) پر اور ساتھ ہی تم پر الٹ کر پڑا یا نہیں؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

دیدي که خون ناحق پروانه شمع را

چنداں اماں نداد که شب را سحر کند

دوسری پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے متعلق

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسٹنٹ سرجن پیالہ میں سال تک مرزا صاحب کے ارادت مند مرید رہے۔ بعدہ مرزا صاحب کی بطالت ان پر واضح ہو گئی تو انہوں نے مرزائیت سے توبہ کر کے مرزا صاحب کی تردید میں چند رسالے لکھے۔ مرزا صاحب بھی ان کے سخت خلاف ہو گئے۔ بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف موت کی الہامی پیش گوئیاں شائع کیں۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کے اشتہار کا اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

خدا سچے کا حامی ہو

”میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسٹنٹ سرجن پیالہ نے میری نسبت یہ پیش گوئی کی ہے.... اس کے الفاظ یہ ہیں:

”مرزا کے خلاف ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں: ”مرزا صرف کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔“

”اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسٹنٹ پیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں: خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے (۲۳) کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔“

فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلواریں: تیرے آگے (۲۳) ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا، نہ دیکھا، نہ جانا (۲۵) (رب (۲۶) فرق بین صادق و کاذب انت ترے کل مصلح و صادق“ ”مجموعہ اشتہارات““ ص ۵۶۰-۵۵۹ ج ۳)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے ایک اور الہام شائع کیا کہ جولائی

۱۹۰۷ء سے ۱۳ ماہ تک مرزا مر جائے گا۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار بعنوان تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو شائع کیا۔ اس کی پیشانی پر یہ عبارت درج کی:

”ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیش گوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر شہر کریں اور یادداشت کے لیے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں۔“ (”مجموعہ اشتہارات“، ص ۵۸۵، ج ۳)

یہ اشتہار جو سراسر لاف و مکراف سے پر تھا، اس کو اپنے تمام اخباروں میں شائع کرایا۔ مختلف شہروں میں مرزائیوں نے علیحدہ چھپوا کر بھی بکثرت شائع کیا۔ اس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں:

”اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا..... میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں، ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو میں بڑھا دوں گا۔ تاکہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔“ یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا اوبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے رو برو (۲۷) اصحاب الغیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔“ (”مجموعہ اشتہارات“، ص ۵۹۱، ج ۳)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے اپنا اور الہام شائع کیا کہ مرزا مورخ ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک مر جائے گا۔ (دیکھو ”چشمہ معرفت“ مصنفہ مرزا صاحب، ص ۳۲۲-۳۲۱ ”روحانی خزائن“، ص ۳۳۷، ج ۲۳) نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئیوں کے مطابق مرزا صاحب نے ۲۶ مئی کو اگلے جہان کی طرف کوچ کر دیا اور ان کے الہام کنندہ کے سب وعدے فتح و نصرت کے غلط نکلے۔

تیسری پیش گوئی مولانا ثناء اللہ صاحب کے متعلق

مرزا صاحب آنجنابی نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار ان الفاظ میں شائع کیا:

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
یستنبونک احق هو قل ای وربی انه الحق۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی
مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ
مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفید کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور
دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری و کذاب اور دجال ہے اور اس
فحش کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بت دکھ اٹھایا
اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیانے کے لیے مامور ہوں اور
آپ بت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے
ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ
سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ
اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی (۲۸) ہلاک ہو
جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفید اور کذاب کی بت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ
ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور
اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں
کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح
موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق آپ
مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ
محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، پیڑھ و غیرہ ملک بیماریاں آپ پر میری زندگی

میں ہی وارد نہ ہوئیں، تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشین گوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو عظیم و خیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مسند اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرتا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک (۲۹) کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض ملک سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بد زبانوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منہی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور مبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بد زبانی حد سے گزر گئی۔ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں، جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بد زبانوں میں آیت لا تقف مالیس لکھ بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مسند اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر مبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے، جو تو نے آئے میرے آقا اور میرے پیچھے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا واسن پکڑ کر تیری جناب میں ملجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں

در حقیقت مفید اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو جلا کر، اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین آمین بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(”الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود“ عاقلانہ واید)
(مرقوم یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء ”مجموعہ اشتہارات“ ص ۵۷۹-۵۷۸ ج ۳)

اس اشتہار کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ پیش گوئی بطریق دعا شائع کی بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے۔ مرزا صاحب کے الفاظ ہیں:

”دنیا کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی۔ اور رات کو الہام ہوا اجیب دعویٰ الداع صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجاب دعا ہے“ باقی سب اس کی شائیں۔“

(اخبار ”بدر“ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء ”ملفوظات“ ص ۲۶۸ ج ۹)

مرزا صاحب نے اپنے اشتہار میں محض دعا کے ذریعہ سے فیصلہ چاہا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ ہیں:

”محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔“

آخر اشتہار میں آپ تحریر فرماتے ہیں ”اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

پس مرزا صاحب نے اپنی اس دعا اور پیش گوئی کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو

بمرض و معصہ ہلاک ہو کر حسب اقرار خود اپنا منہ کذاب اور مغتری ہو دینا پر ثابت کر دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

چوتھی پیش گوئی عالم کباب کے متعلق

مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے:

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب (۳) شادی خاں (۴) کلمتہ اللہ خاں (نوٹ از مرزا صاحب) بذریعہ الہام الہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بذریعہ الہام الہی معلوم ہوئے۔

(”البشری“ جلد دوم، ص ۱۱۶) نیز مرزا صاحب نے کہا کہ میاں منظور محمد صاحب کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہو گا بذریعہ الہام الہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے۔ (۱) کلمتہ العزیز (۲) کلمتہ اللہ خاں۔ (۳) دارؤ۔ (۴) بشیر الدین۔ (۵) شادی خاں۔ (۶) عالم کباب۔ (۷) ناصر الدین۔ (۸) فاتح الدین۔ (۹) حذا یوم مبارک (”تذکرہ“، ص ۶۲۶-۶۲۷، طبع ۳) مرزا صاحب کی اس پیش گوئی کے شائع ہو جانے کے بعد میاں منظور محمد کی بیوی محمدی بیگم فوت ہو گئی حالانکہ مرزا نے کہا تھا۔ ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیٹھو کی پوری ہو (”تذکرہ“، ص ۶۲۲، طبع ۳) ”عالم کباب صاحب“ دنیا میں تشریف فرمانہ ہوئے لہذا مرزا صاحب کی یہ الہامی پیش گوئی سرے سے غلط اور جھوٹ ثابت ہوئی۔

مرزا یو! کہہ دو کہ محمدی بیگم کے ”علی“ بروزی اور روحانی بیٹا پیدا ہو گیا تھا۔ اصلی بیٹا قیامت کے دن تشریف لائے گا۔ اس لیے ہمارے مجدد اور علی بروزی نبی کی بیان کردہ پیش گوئی سچی نکلی۔

پانچویں پیٹھوئی اپنے مقام موت کے متعلق

مرزا صاحب نے اپنا الہام شائع کیا تھا۔

”ہم مکہ میں مرس گے یا مدینہ میں۔“

(”البشری“ جلد دوم، ص ۱۰۵ ”تذکرہ“، ص ۵۹۱، طبع ۱۳)

یہ الہام بھی سراسر غلط ثابت ہوا۔ مرزا صاحب لاہور میں مرے مریدوں نے ان کی لاش کو دجال کے گدھے پر لاد کر قادیاں پہنچا دیا۔

ناظرین! میں نے بطور نمونہ شتے از خروارے مرزا صاحب کی پانچ پیٹھوئیاں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں اور نتیجہ بھی آپ کے گوش گزار کر دیا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں، ورنہ مرزا صاحب کی ایک ایک پیٹھوئی لے کر ان کے پر نچے اڑا دیے جاتے۔ مرزا صاحب کی پیٹھوئیوں کی تصدیق نہ عبارات جب مرزائیوں کے سامنے پیش کی جاتی ہیں، تو مرزائی ان کے جوابات سے تنگ آ کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ پیٹھوئیوں کی تقسیم میں مرزا صاحب سے غلطی ہو سکتی ہے لیکن ان کا یہ کہنا محض دفع الوقتی اور مرزا صاحب کی تصریحات کے خلاف ہے کیونکہ مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے۔

”وما یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحِی“

(”اربعین“ نمبر ۳، ص ۳۶، ”روحانی خزائن“، ص ۳۲۶، ج ۱۷)

(ترجمہ) اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو، یہ خدا کی وحی ہے۔“ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں۔ تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم

دے رہا ہے۔"

("نزول المسح" ص ۵۶ "روحانی خزائن" ص ۳۳۳ ج ۱۸)

"ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صد ہائے بنائے فقرات وحی ملک کی طرح دل پر دارو ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کانڈ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے۔"

("نزول المسح" ص ۵۷ "روحانی خزائن" ص ۳۳۵ ج ۱۸)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے تھے بلکہ وحی الہی سے بولتے تھے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے تھے بلکہ اندرونی تعلیم سے تحریر فرماتے تھے یا فرشتے کی لکھی ہوئی عبارات کو اپنی کتابوں میں نقل کر لیتے تھے۔ اسی کی مزید تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کو الہام ہوا: "استقامت میں فرق آگیا۔"

ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو میں بتلایا نہیں کرتا، میرا کام دعا کرنا ہے۔"

("البدر" جلد دوم، نمبر ۱۰، ۱۹۰۳ء از "مکاشفات" ص ۳۰ "تذکرہ" ص ۳۶۶)

طبع ۳)

اس واقعہ نے تصدیق کر دی کہ مرزا صاحب بغیر وحی اور خدا تعالیٰ کے اذن کے کچھ نہیں کہا کرتے تھے۔ اندریں حالات مرزا صاحب کے کلام یا تحریر میں غلطی نہیں ہو سکتی۔

لاہوری مرزا میو! مرزا صاحب کے تذکرہ بالا الہام اور تحریرات کو غور سے پڑھنے کے بعد بتاؤ کہ مرزا صاحب اپنی تحریر یا تقریر میں "اجتہادی غلطیوں" کے قائل تھے یا نہیں؟ سوچ سمجھ کر جواب لکھنا۔

سنبھل کے قدم رکھنا دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

مرزا صاحب کے انٹ شنٹ الہامات

مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میری وحی و الہامات یقینی اور قرآن پاک کی طرح ہیں، لیکن جب ہم مرزا صاحب کے الہامات کو سرسری نظر سے دیکھتے ہیں، تو ہمیں کثرت سے ایسے الہامات نظر آتے ہیں جنہیں خود مرزا صاحب بھی نہ سمجھ سکے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

”زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ“

(”نزل المسح“ ص ۵۷ ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۵ ج ۱۸)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ یبیین لہم اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں ہی تاکہ انہیں کھول کر بتا دے لیکن قرآن پاک کے اس صریح اصول کے خلاف مرزا صاحب کو ان زبانوں میں بھی الہامات ہوئے ہیں جن کو وہ خود نہیں سمجھ سکے، دوسروں کو خاک سمجھانا تھا۔ ہم بطور نمونہ مرزا صاحب کے چند الہام درج ذیل کرتے ہیں:

۱۔ ایللی ایللی لما سبقتنی۔ ایللی اوس ”اے میرے خدا“ اے میرے خدا“ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایللی اوس باعث سرعت ورود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب“

(”البشری“ جلد اول، ص ۳۶، ”تذکرہ“، ص ۹۱، طبع ۳)

۲۔ ”پھر بعد اس کے (خدا نے) فرمایا ہوشعننا نعسا یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔“

(”براہین احمدیہ“ ص ۵۵۶، ”روحانی خزائن“، ص ۶۶۳ ج ۱)

۳۔ ”پریشن۔ عمر براطوس۔ یا پلاطوس۔ (نوٹ) آخری لفظ ”پلاطوس“ ہے یا ”پلاطوس“ ہے۔ باعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور ”عمر“ عربی لفظ ہے اس

جگہ "براطوس" اور "پریشن" کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔"

(از "مکتوبات احمدیہ" جلد ۱، ص ۶۸، د "ابشری" جلد اول، ص ۵۱، "تذکرہ" ص ۱۱۵، طبع ۳)

احمدی دوستو! مرزا صاحب کو جس زبان میں الہام ہوتا ہے مرزا صاحب اس زبان کو نہیں جانتے۔ بتاؤ کہ مرزا صاحب پر یہ مثال صادق آتی ہے یا نہیں؟

ع زبان شوخ من ترکی و من ترکی نمیدانم

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اور ہجو قسم الہامات اس خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے، جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں ہی۔ لیکن مرزا صاحب کو ان زبانوں میں "الہامات" ہوئے۔ جو مرزا صاحب کی قومی زبان نہیں تھی۔ خود مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"یہ بالکل غیر معقول اور بیسودہ (۳۰) امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو، جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف ملا یطابق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے"

("چشمہ معرفت" ص ۲۰۹، "روحانی خزائن" ص ۲۱۸، ج ۲۳)

یہاں تک ہی نہیں کہ مرزا صاحب غیر زبانوں کے "الہامات" نہ سمجھ سکے ہوں۔ بلکہ بہت سے اردو اور عربی "الہامات" بھی مرزا صاحب کی سمجھ سے بالاتر رہے اور ان کے متعلق انہیں معلوم نہ ہوا کہ وہ کس کے متعلق ہیں۔ مرزا لئی (۳۱) دوستوں کی خاطر نمونہ درج کئے دیتا ہوں۔

۱۔ "پیٹ پھٹ گیا" دن کے وقت کا الہام ہے معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق

ہے۔ ("ابشری" جلد دوم، ص ۱۱۹، "تذکرہ" ص ۶۷۲، طبع ۳)

۲۔ "خدا اس کو بیخ بار ہلاکت سے بچائے گا"۔ نامعلوم کس کے حق میں یہ الہام

ہے۔ ("ابشری" جلد دوم، ص ۱۱۹ "تذکرہ" ص ۶۷۳، طبع ۳)

۳۔ "۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۲۳ھ بروز پیر.... موت تیرہ ماہ حائل کو"

(نوٹ) قطعی طور پر معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے۔

("ابشری" جلد دوم، ص ۱۱۹، "تذکرہ" ص ۶۷۵، طبع ۳)

۴۔ "بہتر ہو گا کہ اور شادی کر لیں"۔ معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے۔

("ابشری" جلد دوم، ص ۱۲۴ "تذکرہ" ص ۶۹۷، طبع ۳)

۵۔ "بعد ۱۱۔ انشاء اللہ" اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا ہے۔

("ابشری" جلد دوم، ص ۶۵-۶۶ "تذکرہ" ص ۳۰۱، طبع ۳)

۶۔ غشم۔ غشم۔ غشم۔ (۳۲)

("ابشری" جلد دوم، ص ۵۰ "تذکرہ" ص ۳۱۹، طبع ۳)

۷۔ "ایک دم میں دم رخصت ہوا" (نوٹ از حضرت مسیح موعود) فرمایا کہ آج

رات مجھے ایک مندرجہ بالا الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے، یہ الہام ایک موزوں عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا۔

("ابشری" جلد دوم، ص ۱۱۷ "تذکرہ" ص ۶۶۶، طبع ۳)

۸۔ "ایک عربی الہام تھا الفاظ مجھے یاد نہیں رہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ

مکذّبون کو نشان دکھایا جائے گا"۔ ("ابشری" جلد دوم، ص ۹۴)

۹۔ ایک "دانہ کس کس نے کھانا"۔

("ابشری" جلد دوم، ص ۱۰۷ "تذکرہ" ص ۵۹۵، طبع ۳)

۱۰۔ "لاہور میں ایک بے شرم (۳۳) ہے"۔

("ابشری" جلد دوم، ص ۱۲۶ "تذکرہ" ص ۷۰۳، طبع ۳)

۱۱۔ "ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے، عاجی کے معنی ابھی تک معلوم نہیں

(۳۳) ہوئے۔ ("ابشری" جلد اول، ص ۴۳ "تذکرہ" ص ۱۰۲، طبع ۳)

۱۲۔ ”آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔“
(”ابشری“ جلد دوم، ص ۱۳۹، ”تذکرہ“، ص ۷۵۱، طبع ۳)

مرزا صاحب کے اختلافات

قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا یعنی یہ کلام، اللہ کے سوا اور کسی کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلافات پائے جاتے۔ اس آیت کریمہ نے فیصلہ کر دیا کہ اگر کسی مدعی الہام کے اقوال میں اختلاف ہو تو وہ اپنے دعویٰ الہام میں سچا نہیں بلکہ جھوٹا ہے۔ مرزا صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں: ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلاتا قضا اپنے کلام میں رکھتا ہے۔

(”حقیقتہ الوحی“ ص ۱۸۴، ”روحانی خزائن“، ص ۱۹۱، ج ۲۲)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ”ست بجن“ کے ص ۳۲ ”روحانی خزائن“، ص ۱۴۳، ج ۱۰ پر بھی لکھا ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ مگر باوجود مرزا صاحب کے ان زبردست اقراروں کے ہمیں ان کی تعینات میں کثرت سے اختلافات اور تناقض نظر آتے ہیں۔ ناظرین کے تعین طبع کے لئے عدم مبالغہ کی وجہ سے صرف پانچ ہی اختلاف درج ذیل ہیں۔

پہلا اختلاف

”یہ توجہ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔“

(”ازالہ ادہام“ ص ۴۷۳، ”روحانی خزائن“، ص ۳۵۳، ج ۳)

”بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور

وہیں فوت ہوا۔“ (”کشتی نوح“ ص ۵۲، ”روحانی خزائن“، ص ۵۸-۵۷، ج ۱۹)

دوسرا اختلاف

"اور اس شخص کا مجھ کو وہابی کہنا غلط نہ تھا کیونکہ قرآن شریف کے بعد صحیح احادیث پر عمل کرنا ہی ضروری سمجھتا ہوں۔" ("کلام مرزا" از "بدر" ۴ جولائی ۱۹۰۷ء)

"ہمارا مذہب وہابیوں کے برخلاف ہے۔" ("کلام مرزا" از ڈاکٹر ای ۱۹۰۱ء، ص ۳۶)

تیسرا اختلاف

"لوگوں نے جو اپنے نام حنفی، شافعی وغیرہ رکھے ہیں، یہ سب بدعت ہیں۔" ("کلام مرزا" از ڈاکٹر ای ۱۹۰۱ء، ص ۴)

"ہمارے ہاں جو آتا ہے اسے پہلے ایک حنفیت کا رنگ چڑھانا پڑتا ہے۔ میرے خیال میں یہ چاروں مذہب اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں اور اسلام کے واسطے ایک چار دیواری" ("کلام مرزا" از ڈاکٹر ای ۱۹۰۷ء، ص ۴)

چوتھا اختلاف

"حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ مجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی۔"

("آئینہ کلمات اسلام" ص ۶۸، "روحانی خزائن" ص ۶۸، ج ۵)

"اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔"

("ازالہ اوہام" ص ۳۰۷، "روحانی خزائن" حاشیہ، ص ۲۰۷-۲۰۸، ج ۳)

پانچواں اختلاف

"آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے: واذا قال اللہ یا عیسیٰ انت قلت للناس۔ الخ۔ اور ظاہر ہے کہ "قال" کا صیغہ ماضی کا

ہے اور اس کے اول "از" موجود ہے، جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا۔ ("ازالہ اوہام" ص ۶۰۲ "روحانی خزائن" ص ۳۲۵ ج ۳)

جس شخص نے "کافیہ" یا "ہدایت النہو" بھی پڑھی ہوگی، وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آجاتی ہے بلکہ ایسے مقامات ہیں جبکہ آنے والا واقعہ مکمل کی نگاہ میں یقین الوقوع ہو۔ مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ونفخ فی الصور فاذا هم من الاجداث الی ربهم ينسلون اور جیسا کہ فرمایا واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ قال اللہ ہذا یوم یضع الصدقین صدقہم۔

("ضمیمہ براہین احمدیہ" حصہ پنجم، ص ۶ "روحانی خزائن" ص ۱۵۹ ج ۲۱)

مرزا صاحب کے جھوٹ

جھوٹ بدترین برائیوں میں سے ہے بلکہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لعنت اللہ علی الکاذبین جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، جھوٹا انسان مقرب بارگاہ الہی بھی نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کی مذمت کی ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:

(الف) "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔"

(ضمیمہ "تحفہ گولڑیہ" حاشیہ، ص ۱۹ "روحانی خزائن" ص ۵۶ ج ۱۷)

(ب) "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں۔"

("تمتہ حقیقت الوحی" ص ۲۶ "روحانی خزائن" ص ۳۵۹ ج ۲۲)

(ج) "تکلف ہے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔"

("ضمیمہ انجام آتھم" ص ۵۸ "روحانی خزائن" ص ۳۳۳ ج ۱۱)

(د) "غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور

بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔" (”آریہ دھرم“ ص ۱۱، ”روحانی خزائن“ ص ۷۳ ج ۱۰)

ان اقوال میں مرزا صاحب نے جھوٹ کی بہت مذمت کی ہے لیکن جب ہم ان کے عمل کو دیکھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات میں نہایت ہی بے تکلفی سے جھوٹوں کے انبار لگا دیئے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب ہم کذبات مرزا پر ایک رسالہ لکھیں گے اور اس میں مرزا صاحب کے وہ تمام جھوٹ درج کر دیں گے جو ہماری نظر سے گزر چکے ہیں۔ بطور نمونہ مرزا صاحب کے پانچ جھوٹ یہاں تحریر کر دیتے ہیں۔

پہلا جھوٹ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“

(”حقیقت الوحی“ ص ۳۹۰، ”روحانی خزائن“ ص ۳۰۶ ج ۲۲)

مرزا صاحب نے حضرت مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ کی کتاب سے حوالہ نقل کرتے ہوئے عہد الوگوں کو دھوکہ دینے اور اپنی نبوت باطلہ کو ثابت کرنے کے لیے صریح تحریف کی ہے۔ عبارت بالا میں مرزا صاحب نے جس مکتوب کا حوالہ دیا ہے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں:

”واذا اکثر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم

سمی محدثاً۔“ (”مکتوبات جلد ثانی“ ص ۱۹۹)

یعنی جب اس قسم کا کلام ان میں سے ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے۔ اسی مکتوب کو مرزا صاحب نے اپنی کتاب ”ازالہ ادہام“ کے ص ۹۱۵ (”روحانی خزائن“ ص ۶۰۱ ج ۳) پر اور کتاب ”تحفہ بغداد“ حاشیہ ص ۲۰-۲۱ (”روحانی خزائن“ ص ۲۸ ج ۷) پر بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں کتابوں میں لفظ

محدث لکھا ہے لیکن ”مقیۃ الوحی“ کی محولہ بالا عبارت میں اپنا مطلب نکالنے کے لئے محدث کی جگہ نبی لکھ کر صریح خیانت کی اور جھوٹ بولا یہ کارستانی کرتے وقت مرزا صاحب کو اپنا ”الہام“ شاید یاد نہ رہا ہوگا جس کے الفاظ ہیں: ”مت ایہا الخوان“ مراے بڑے خیانت کرنے والے۔ (”تذکرہ“ ص ۱۳، طبع ۳) دو سرا جھوٹ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”اے عزیز دامت نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے کے لئے بت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔“ (”اربعین“ نمبر ۴، ص ۱۲-۱۳، ”روحانی خزائن“ ص ۴۴۲، ج ۱۱)

مرزائی بتائیں کہ جن پیغمبروں نے مرزا صاحب کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی وہ کون کون سے نبی تھے؟ انہوں نے مرزا صاحب کے درشن کرنے کا اظہار کس کے سامنے کیا تھا؟ اور ان کے اس اشتیاق کا کس کتاب میں ذکر ہے؟ ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ یہ مرزا صاحب کی ”الہامی گپ“ اور صریح جھوٹ ہے۔ تیسرا جھوٹ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“

(”کشتی نوح“ ص ۵، ”روحانی خزائن“ ص ۵، ج ۱۹)

ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ”الحمد“ کے ”الف“ سے لے کر ”والناس“ کے ”س“ تک کوئی ایسی آیت نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ یہ مرزا صاحب کی غلط بیانی اور قرآن اقدس کے متعلق بہتان طرازی ہے۔ مرزا سیو! اگر بت ہے تو قرآن مجید میں سے کوئی آیت ایسی بتاؤ جس کا یہ ترجمہ ہو کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی اور اگر نہ بتا سکو تو زبان سے اتنا ہی کہہ دینا کہ لعنہ اللہ علی الکاذبین

چوتھا جھوٹ مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

”اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(”تمتہ الندوہ“ ص ۵، ”روحانی خزائن“ ص ۹۸، ج ۱۹)

احسانا ظہرنا کیا اب بھی آپ کو مرزا صاحب کے کاذب ہونے میں شک ہے! اتنا بڑا جھوٹ اتنی کمزور کذب بیانی، پنجابی مدعی نبوت کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ ہم علی وجہ البصیرت ڈنگے کی چوٹ پر اعلان کرتے ہیں کہ کرشن قادیانی کا کوئی چیلہ قرآن مجید کی ایسی کوئی آیت ہمیں نہیں بتا سکتا جس میں ان کے کرشن روزِ رگوپال مرزا غلام احمد کا نام ابن مریم رکھا گیا ہو۔ ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا مرزا صاحب کے مخلص مریدو! اگر تم مرزا صاحب کا نام قرآن کریم میں ابن مریم لکھا ہوا نہ بتا سکو اور یقیناً نہ بتا سکو گے تو خوفِ خدا اور اپنے ضمیر کی آواز کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھنے میں ہمارے ہمنوا ہو جاؤ، کیونکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں ”کہ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“ یاد رکھو کہ قرآن حکیم میں ایسا کوئی آیت نہیں جس کا کوئی ترجمہ یہ ہو کہ مرزا غلام احمد ابن مریم ہے۔

پانچواں جھوٹ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا

گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان۔

(”ازالہ اوہام“ ص ۷۷، ”روحانی خزائن“ ص ۱۴۰، ج ۳) و ”البشری“ جلد اول

حصہ دوم، ص ۱۹، ”تذکرہ“ ص ۷۶، طبع ۳

۱ احمدی دوستو! مرزا صاحب کا یہ حوالہ اگر تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا یا کسی سے سنا ہے تو بتاؤ کہ تم نے قرآن مجید میں قادیاں کا نام تلاش کیا؟ اگر تمہیں باوجود تلاش کرنے کے بھی قرآن مجید میں قادیاں کا نام نہیں ملا اور یقیناً کبھی نہیں مل سکتا، تو کیا اب بھی مرزا صاحب کو راست گو ہی سمجھتے ہو؟ اگر اتنی بڑی کذب پروردی کرنے کے بعد کوئی شخص محدث، مجدد، مسیح، موعود اور علی، بروزی نبی ہو سکتا ہے تو کیا کذابوں کے سر پر سینک ہو کرتے ہیں؟

مرزا صاحب کی گالیاں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے قل لعبادی يقول التی هی احسن ان الشیطن ینزغ بینهم ان الشیطن کان لانسان عدوا مبینا۔ "یعنی اے رسول (علیہ السلام) میرے بندوں کو فرماویں کہ بات بہت ہی اچھی کہا کریں، سخت کلامی سے شیطان ان میں عداوت ڈلوادے گا" بے شک شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔" اخلاقی صورت میں ہر ایک مصلح یہی تعلیم دیتا رہا ہے کہ سخت کلامی اور بدزبانی سے عداوت بڑھتی ہے، اس لیے بدزبانی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ خصوصاً ان لوگوں کو بہت محتاط رہنا چاہیے جنہیں اصلاح خلق کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے۔ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

"چونکہ اماموں کو طرح طرح کے ادبائشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اس لیے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے۔"

("ضرورۃ الامام" ص ۸ "روحانی خزائن" ص ۷۸، ج ۳)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"اور کسی کو گالی مت دو، کو وہ گالی دیتا ہو۔"

("کشتی نوح" ص ۱۱ "روحانی خزائن" ص ۱۱، ج ۱۹)

ناظرین کرام! مرزا صاحب کا نام نہ انداز آپ نے دیکھ لیا۔ اب دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ "اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پالہ پیا۔ وہی عوام کا لانعام کو بھی پلا دیا۔"

(”انجام آتھم“ ص ۲۱ ”روحانی خزائن“ ص ۲۱ ج ۱۱)

۲۔ ”بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ“۔

(”حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۱۸ ”روحانی خزائن“ ص ۳۰۲ ج ۱۱)

۳۔ ”مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے۔ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اذرتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں“۔

(”حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۲۵ ”روحانی خزائن“ ص ۳۰۹ ج ۱۱)

۴۔ ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں، خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف (۳۵) مرۃ

(”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۴۶ ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۰ ج ۱۱)

۵۔ ”اے بد ذات، خبیث“۔

(”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۵۰ ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۳ ج ۱۱)

۶۔ ”اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور بامان سے مراد نو مسلم سدا اللہ ہے۔“ (”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۵۶ ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۰ ج ۱۱)

۷۔ ”نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا..... مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا“

(”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۵۸ ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۲ ج ۱۱)

۸۔ تلک کتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبه والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون“۔

(”آئینہ کمالات اسلام“ ص ۵۴۷-۵۴۸ ”روحانی خزائن“ ص ۵۴۷-۵۴۸ ج ۵)

(ترجمہ) ”ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے

معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (زنا کاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

۹۔ ان العدی صاروا خنازیر لفلان نسائهم من دونهن الا کلب۔ ("نجم الہدای" ص ۱۰ "روحانی خزائن" ص ۵۳ ج ۱۳)

(ترجمہ) دشمن ہمارے بیابانوں (جنگل) کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ گئی ہیں۔

۱۰۔ (جو شخص) اپنی شرارت سے بار بار کہے گا (کہ پادری آتم کے زندہ رہنے سے مرزا صاحب کی پیش گوئی غلط) کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم و حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلے کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔

(انوار الاسلام" ص ۳۰ "روحانی خزائن" ص ۳۱ ج ۹)

۱۱۔ "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔" ("کشتی نوح" ص ۶۵ حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۷۱ ج ۱۹)

۱۲۔ "مسح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، منکبر، خودبین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔" ("مکتوبات احمدیہ" ص ۲۳-۲۴ ج ۳)

(برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے یہ اس شخص کی اخلاقی حالت کا نقشہ ہے جس نے دنیا میں اعلان کیا تھا۔

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے

جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا بھی ہے

("در ثبین" ص ۱۲ "قادیان کے آریہ اور ہم و روحانی خزائن" ص ۳۵۸ ج ۲۰)

انہی مدعی اخلاق محمدیؐ نے نامحمانہ انداز میں لکھا ہے:

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی غاوت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

(”در شین“ ص ۱۱۳ ”روحانی خزائن“ ص ۱۴۴ ج ۲۱)

ناظرین کرام! ایک طرف مرزا صاحب کے اس نامحمانہ انداز کو ملاحظہ فرمائیں

اور دوسری طرف ان کی مندرجہ بالا گالیوں کو۔ سچ ہے ۔

واعظاں کیس جلوہ بر محراب و منبری کنند
چوں خلوت می روند آں کار دیگر می کنند

☆-----○-----☆

حواشی

(۱) ہم مرزا صاحب کے مریدوں کو طعنا مرزائی نہیں کہتے بلکہ ان کے لیے مرزائی عزت کا نام ہے۔ ہمارے پاس اس کی ایک نہایت ہی مستند سند ہے اور وہ یہ کہ مرزا صاحب آنجنابی کی زندگی میں سالانہ جلسہ کے موقع پر بیگلڑوں کے مجمعے میں ایک قصیدہ پڑھا گیا، جس میں مرزا صاحب کے مریدوں کی مبالغہ آمیز تعریفیں کی گئیں۔ جب مولوی محمد علی صاحب ایم اے، ’حال امیر جماعت احمدیہ لاہور‘ کی تعریف کا وقت آیا تو ان کی تعریف میں یہ شعر تھا:

کیا ہے راز طشت از بام جس نے بیسویت کا
کی وہ ہیں، کی وہ ہیں، کی ہیں کچے مرزائی

(اخبار ”بدر“ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء)

یہ قصیدہ میر قاسم علی ایڈیٹر ”قاروق“ نے مجمع عام میں پڑھا، جس کو ہم اجماع امت مرزائیہ کہیں تو بجا ہے۔ لطف یہ ہے کہ خود مرزا صاحب نے بھی اس پر انکار ناراضگی نہیں کیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے مرید اس نام کو پسند کرتے ہیں اس لیے قادیانی اور لاہوری دونوں مرزائی ہیں۔ (آخر)

(۲) یعنی ریلوے سٹیشن۔

(۳) میں اس طرز انشاء کا ذمہ دار نہیں ۱۲ (آخر)

(۴) سلطان اہلم کی اردو ملاحظہ ہو مذکر کو مونث بنادیا۔ کیوں نہ ہو مجدد جو ہوئے۔ (آخر)

(۵) سلطان اہلم کی فصیح و بلیغ اردو ملاحظہ ہو۔ (آخر)

(۶) لاہوری مرزائی کی کہا کرتے ہیں۔ (آخر)

(۷) میرے نشان تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔ ("حقیقت الوحی" ص ۶۸، "روحانی خزائن")

(۸) میرے تقریباً دس لاکھ نشان ہیں۔ ("براین احمدیہ" حصہ پنجم، ص ۶۱، "روحانی خزائن" ص ۷۲، ج ۲) (۲۱)

(۹) مرزا صاحب نے دوسری جگہ بھی تقدیر مبرم کے یہی معنی کیے ہیں کہ جو تبدیل نہ ہو سکے جیسا کہ فرماتے ہیں: "گویا اس کا یہ مطلب ہے کہ اب یہ تقدیر مبرم ہے" اس میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ ("ابشری" جلد دوم، ص ۸۱)

(۱۰) سچ ہے شب وعدہ کسی کی انتظاری کیا قیامت ہے!

کلکتی خار بن کر ہے منک پھولوں کے بستر کی

(۱۱) اگر محمدی بیگم کا نکاح مرزا صاحب سے ہو جاتا تو مرزا صاحب کی حمد اور تعریف ہوتی۔

احمدی دوستو! نکاح نہ ہونے سے مرزا صاحب کی رسوائی و ذلت ہوئی یا نہیں؟ (آخر)

(۱۲) مرزا صاحب محمدی بیگم کے ساتھ نکاح ہو جانے کو اپنے سچ موعود ہونے کا نشان قرار

دے رہے ہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کا یہ نکاح نہیں ہوا اس لئے مرزا صاحب بقول خود سچ موعود نہ ہوئے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں + زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہکھاں کا (آخر)

(۱۳) یہی ہے "ماروں گھٹنا اور پھوٹے آنکھ" توبہ کی رشتہ داروں نے اور ملت دی گئی

سلطان محمد کو۔ (آخر)

(۱۴) بلکہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک۔

(۱۵) دوسری بکری سے مراد سلطان محمد شہر محمدی بیگم کی وفات ہے۔ (آخر)

(۱۶) مرزا بیجو جواب دو کہ دوسری جز کے پورا نہ ہونے سے مرزا صاحب آنجہانی بقول خود کیا

ہوئے؟ ع اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی (آخر)

(۱۷) مرزا صاحب نے "انجام آہنجم" ص ۶۱ و "ضمیمہ" ص ۵۳ میں بھی اسے وعدہ الہی قرار

دیا ہے۔ (آخر)

(۱۸) بلکہ اپریل ۱۹۳۳ء تک۔

- (۱۸) ہرم ابرام سے اسم مفعول کا مینہ ہے جس کے سینے میں: نہ تلے والا۔ علم الہی مرزا صاحب نے بھی اس کے ہی سینے کئے۔ (اختر)
- (۲۰) ”بستریش“ مرزائی کا الہام ہے۔ (”البشری“ جلد دوم، ص ۸۸)
- (۲۱) مدارج اتنی ٹھکی (اختر)
- (۲۲) مرزا صاحب کا الہام ہے ”فزع عیسے ومن مع“ یعنی اور اس کے ساتھی کھبرا گئے۔ (”البشری“ جلد دوم، ص ۹۹)
- ممکن ہے یہ گمراہی اسی فتوے کے الٹ کر پڑنے کی وجہ سے ہو مرزاؒ کیا کہتے ہو؟ (اختر)
- (۲۳) خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شزاوے کلاتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عہد الحکیم خاں کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر بنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شزاوے کلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہو گا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارج نہ رہے۔ ”مجموعہ اشتہارات“ ص ۵۵۹، ج ۳ (۲۴)
- اس فقرہ میں عہد الحکیم خاں مخاطب ہے اور فرشتوں کی کہنچی ہوئی کھوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہو گا۔ (”مجموعہ اشتہارات“ ص ۵۶۰، ج ۳)
- (۲۵) یعنی تو نے یہ غور نہ کیا کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں امت محمدیہ کے لیے کسی دجال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی۔ (”روحانی خزائن“ ص ۵۶۰، ج ۳)
- (۲۶) یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے؟ اس فقرہ الہامی میں عہد الحکیم خاں کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر بنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھہراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے۔ میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھاؤں گا۔ الشتر مرزا غلام احمد کج سوغود قادیانی ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء (”مجموعہ اشتہارات“ ص ۵۶۰، ج ۳)
- (۲۷) مرزاؒ اصحاب القلیل کی طرح کون تابو ہوا (اختر)
- (۲۸) مرزاؒ ایمان سے تاتا مرزا صاحب ابھی ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں؟ (اختر)
- (۲۹) مرزا صاحب کے مرید و مرزا صاحب کی یہ دعا منظور ہوئی یا نہیں؟ (اختر)
- (۳۰) احمدی دوستو! مرزا صاحب کے یہ الہام غیر معقول اور بیودہ ہیں یا نہیں؟ (اختر)
- (۳۱) لاہوری مرزاؒ اہم ہمارے ”علی و بدوزی نبی“ کے الہامات شائع کر رہے ہیں اس لئے ہمارا شکریہ ادا کرو (اختر)
- (۳۲) مطلب ندارد

(۳۳) لاہوری مرزا نیا یہ کون ہے؟

(۳۴) احمدی دوستو! تمہارے مجدد کو باوجود دعویٰ الہام کے عاج کے منہ معلوم نہ ہوئے، پرانے تعلقات کی وجہ سے ہمیں تمہاری خاطر منکور ہے، اس لئے ہم اس کے منہ بتا دیتے ہیں۔ سنو عاج کے منہ ہیں استخوان لیل (ہاتھی دانت، سرگین و گور) نخب اللغات۔ پس رہا عاج کے منہ ہوئے ہمارا رب ہاتھی دانت یا گور ہے۔ تاؤ اب تو سمجھ گئے (آخر)

(۳۵) مرزا صاحب نے ”ازالہ ادہام“ ۶۶۰ ”روحانی خزائن“ ص ۳۵۶ ج ۳ میں لکھا ہے ”لغت بازی صدیقیوں کا کام نہیں، مومن لعان نہیں ہوتا“ لیکن یہاں ہزار ہزار لعنت برسا رہے ہیں۔ مرزا نیا پہلے ”ازالہ ادہام“ کے اس حوالہ کو دیکھو اور پھر اپنے حضرت مرزا صاحب کی ان لغتوں کا سامنے کر کے تاؤ کہ کیا مرزا صاحب سب اقراء خود مومن تھے؟ (آخر)

تحفظ ختم نبوت اور شفاعت محمدی ﷺ

اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی ﷺ کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور جماعت کے مقابلے میں آنا پڑے گا۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟۔

(حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

مَدَنی مَدَنی



ختم نبوت اور بزرگمانیت

مرزائیوں نے ایک پمفلٹ ”ختم نبوت اور بزرگان امت“ پاکستان اور ہندوستان میں بہ تعداد کثیر تقسیم کیا ہے۔ پمفلٹ کیا ہے، دجل و فریب اور عبارات سلف کی قطع و برید کا ایک شاطرانہ مجموعہ ہے۔ انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ نہ ملک کی اکثریت علوم دین اور عربی زبان سے واقف ہے، نہ عوام کو تمام کتابیں میسر ہیں، نہ کتابیں تلاش کر کے مطالعہ کی فرصت ہے، نہ ہی وہ تمام مسلمان جن کے ہاتھوں میں کذب و افتراء کا یہ پلندہ پہنچے گا، علمائے اسلام سے ان عبارات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ممکن ہے کہ بعض اشخاص اس سے متاثر ہو کر قادیانی نبوت کے گرویدہ ہو جائیں اور اس طرح چند مسلمانوں کو قادیانی نبوت کا حلقہ بگوش بنایا جاسکے۔ دراصل یہ پمفلٹ مودودی صاحب کے کتابچہ ختم نبوت کا رد عمل ہے۔ اس میں قادیانیوں کا روئے سخن مودودی صاحب کی طرف ہے۔ مرزائیوں نے مودودی صاحب کو متعدد بار چیلنج دیا ہے کہ ہمارے اس پمفلٹ کا جواب لکھئے۔ قادیانی پمفلٹ کو شائع ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے، مودودی صاحب نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ شاید وہ بزرگان امت پر قادیانیوں کے عائد کردہ افتراؤں کا جواب لکھنا اپنے لیے تضحیق اوقات سمجھتے ہوں گے۔ متعدد دینی حلقوں نے عموماً اور جناب سردار محمد خاں صاحب لغاری رئیس اعظم جوئی ضلع ڈیرہ غازی خاں نے خصوصاً ارشاد فرمایا کہ آپ اکابرین امت پر لگائے گئے بہتانات کا جواب شائع کریں تاکہ عامۃ المسلمین پر قادیانی تحریفات کی حقیقت واضح ہو جائے۔ ان مختصر اوراق میں اجمالی تبصرہ کیا جاتا ہے۔

نا قابل اعتبار روایت

مرحوم: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آیت خاتم النبیین کے نزول کے پانچ سال بعد اپنے فرزند ارجمند حضرت ابراہیمؑ کی وفات پر فرماتے ہیں۔ لو حملش لکلن صدیقاً نبیاً (”ابن ماجہ“ جلد ۱، ص ۲۳، کتاب ”الجنائز“) اگر میرا بیٹا (ابراہیمؑ) زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بنتا۔ گویا آیت خاتم النبیین صاحب زادہ ابراہیمؑ کے نبی بننے میں روک نہ تھی۔ محض ان کا وفات پا جانا ان کے نبی بننے میں روک تھا۔ (پمفلٹ

مذکور ص ۳)

جواب : مرزائیوں نے ابن ماجہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اسی کتاب میں اسی روایت کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ

(۱) بعض محدثین نے اس کی صحت میں کلام کیا ہے۔

(۲) لو علموا ابراهيم لكان نجا قل النووى فى تهذيبه هذا الحديث باطل

(”موضوعات کبیر“ ص ۵۸) امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ”اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا“ یہ باطل حدیث ہے۔

(۳) قال ابن عبد البر فى تهذيبه لا ادري ما هذا (”موضوعات کبیر“ ص ۵۸)

محدث اعظم حضرت علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ تمہید میں فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت کیا ہے؟

(۴) شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ”مدارج النبوت“ جلد

دوم، ص ۲۷۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جو ضعیف ہے۔ اس راوی کے حلق بلند پایہ محدثین کرام کے ارشادات ہیں۔

(۵) ثقہ نہیں ہے۔ (حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت امام یحییٰؒ)

حضرت امام داؤدؒ

(۶) منکر حدیث ہے۔ (حضرت امام ترمذیؒ)

(۷) متروک الحدیث ہے۔ (حضرت امام نسائیؒ)

(۸) اس کا اعتبار نہیں۔ (حضرت امام جوز جلیؒ)

(۹) ضعیف الحدیث ہے۔ حضرت امام ابو حاتمؒ

ضعیف ہے۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ اس نے حکم سے منکر حدیثیں

روایت کی ہیں۔ (”تذیب التہذیب“ جلد اول، ص ۱۳۴-۱۳۵)

(مرزائیوں کی مندرجہ بالا نقل کردہ حدیث بھی حکم ہی سے روایت ہے)

یہ حال ہے اس روایت کی صحت کا جس کو مرزائیوں نے اپنے باطل عقیدہ ”اجرائے نبوت“ کی توثیق کے لیے پیش کیا ہے۔

اس روایت میں حرف لو ہے، جو امتناع اور ناممکنات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے لو کان لہما الہ الا اللہ لفسدتا (انبیا نمبر ۲۳) اگر (زمین و آسمان) دونوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہوتا تو دونوں بگڑ جاتے۔ جیسے دو خدا نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ نہ رہ سکتے تھے اور نہ نبی ہو سکتے تھے۔

ہستان عظیم

مرزائیوں نے اس پمفلٹ میں بارہ اکابرین امت پر عظیم ہستان لگایا ہے کہ یہ حضرات محاذ اللہ مرزائیوں کی طرح امت محمدیہ میں غیر تشہی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔ اپنے باطل عقیدہ کے اثبات کے لیے انہوں نے بزرگان دین کے چند اقوال نقل کیے ہیں کہ ”کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا“ ”اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا“ جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے شریعت دے کر مامور کرے۔ یعنی نئی شریعت لانے والا نبی نہ ہوگا“ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجروح کسی نبی کا آنا محال نہیں، بلکہ نئی شریعت والا البتہ ممتنع ہے۔“

جن حضرات نے ایسی عبارات لکھی ہیں، ان کے پیش نظر تین امور تھے۔
اول: حضرت مسیح علیہ السلام کا تشریف لانا، بظاہر آیت خاتم السین اور حدیث لانی بعدی کے منافی معلوم ہوتا ہے۔

دوم: حدیث لم یبق من النبوت الا البشیرات (نبوت سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں) میں نبوت کے ایک جز کو باقی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث سطحی طور پر حدیث لانی بعدی کے مخالف نظر آتی ہے۔

سوم: بعض علماء صوفیاء کو وحی و الہام سے نوازا جاتا ہے، جس سے بادی النظر میں ختم نبوت سے تعارض معلوم ہوتا ہے۔

ان تینوں امور کے متعلق حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا ہے۔ امر اول کے متعلق فرماتے ہیں۔

وان عسی علیہ السلام اذا نزل ما یحکم الا بشیء بعد محمد صلی

اللہ علیہ وسلم ("فتوحات مکہ" ج ۱، باب ۳، ص ۱۵۰)

"اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔"
 اردوم کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے۔

قالت عائشة اول ما بدى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرويا فكان لا يرى رؤيا الا خرجت مثل لفق الصبح وهي التي ابقى الله على المسلمين وهي من اجزاء النبوة لما ارتفعت النبوة بالكلية ولهذا قلنا انما ارتفعت نبوه التشريع لهذا معنى لاني بعده ("فتوحات مکہ" ج ۲، باب ۳، سوال ۲۵)

"ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے پہلے سچے خواب نظر آتے تھے جو چیز حضور رات کو دیکھتے تھے وہ خارج میں صبح روشن کی طرح آپ کو نظر آتی تھی اور یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر باقی رکھی ہے۔ اور یہ خواب نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔ پس اس اعتبار سے کلی طور پر نبوت ختم نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے ہم نے کہا ہے لانی بعدی کا معنی یہ ہے کہ حضور کے بعد نبوت تشہعی باقی نہیں کیونکہ روایہ صالحہ اور مبشرات باقی ہیں۔"

اس ارشاد سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ سچا خواب نبوت کا ایک جز ہے اور روایہ صالحہ ہی غیر تشہعی نبوت ہے جو امت محمدیہ میں جاری ہے اور حدیث لانی بعدی کا یہ معنی ہے کہ حضور کے بعد نبوت تشہعی باقی نہیں اور غیر تشہعی نبوت یعنی روایہ صالحہ اور مبشرات باقی ہیں اور یہ نبوت کا ایک جز ہے نبوت نہیں۔

ام رسوم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

فلا ولہاء والا نبیاء الخبر خاصہ ولا نبیاء الشرائع والرسول

الخبر والعلم ("فتوحات مکہ" ج ۲، باب ۱۵۸، ص ۲۵۷)

"انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام (خبر خاصہ) کے ذریعہ خصوصی خبر دی جاتی ہے اور انبیاء کے لیے تشہعی احکام نازل ہوتے ہیں اور رسول کے لیے خبر بھی ہوتی ہے اور دوسروں کو حکم کرنا بھی ہوتا ہے۔"

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں اولیاء اور انبیاء کو خبر اور وحی میں ظاہراً مشترک قرار دے کر شریعت کا اختصاص صرف انبیاء علیہم السلام کے لیے کیا ہے اور رسالت کا مقام اس سے بھی بلند بتایا ہے۔ ان پر تشہعی احکام بھی نازل ہوتے ہیں اور ان کا فرض منصبی دوسروں کو حکم کرنا بھی ہوتا ہے۔

حضرت شیخ اکبرؒ نے تو حیوانات کی فطرتی ہدایت کو بھی نبوت کا نام دیا ہے۔
وهذه النبوة سائرہ فی الحيوان مثل قوله تعالى واوحى ربك الى

النحل ("فتوحات مکہ" ج ۲، باب ۱۵۵، ص ۲۵۳)

"اور یہ نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تیرے رب نے شد کی مکھی کو وحی کی۔"

حضرت ابن عربیؒ گھوڑے، گدھے، لمی، چھپکلی، چوہے، چمگاڈ، الو اور شد کی مکھی وغیرہ حیوانات میں بھی نبوت جاری تسلیم کرتے ہیں۔ کیا مرزائی "قادیانی نبوت" کو اسی قبیل سے سمجھتے ہیں؟

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ حقیقت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ تشہعی اور غیر تشہعی نبوت کا جو فرق بیان فرماتے ہیں، ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت و رسالت مل سکتی ہے لیکن تشہعی نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جو وحی نبی و رسول پر نازل ہوتی ہے وہ تشہعی ہی ہوتی ہے اس میں اوامر و نواہی ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر وحی تشہعی نازل نہ ہوگی، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ

نازل ہوں گے اور وہ بھی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ نیز نبوت کا ایک جز مبشرات قیامت تک باقی ہے اور بعض خواص کو الہام اور وحی ولایت ہو سکتی ہے لیکن کسی پر نبی اور رسول کا لفظ ہرگز نہیں بولا جاسکتا۔ فرماتے ہیں:

كذلك اسم النبي زال بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فانه
زال التشريع المنزل من عند الله بالوحي بعده صلى الله عليه وسلم
("فتوحات مکیہ" ج ۲، ص ۵۸، باب ۷۳، سوال ۲۵)

"اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جاسکتا کیونکہ آپ کے بعد وحی جو تشہعی صورت میں صرف نبی پر ہی آتی ہے۔ ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے۔"

مطلب واضح ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو تشہعی احکام لاتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد احکام شریعہ (وامر و نواہی) کا نازل ہونا ممتنع اور محال ہے۔ اس لیے کسی پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان عظیم

قادیانی اعتراض: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابہ کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں۔ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانی بعدہ ("در مسور" ج ۵، ص ۲۰۴، "و کملہ مجمع البحار" ص ۸۵) کہ اے لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو ضرور کہو۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ آئے گا۔ کس لطیف انداز میں فرماتی ہیں کہ اے مسلمانو! کبھی لانی بعدی کے الفاظ سے ٹھوکر نہ کھانا۔ خاتم النبین کی طرف نگاہ رکھنا مگر یہ نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (پمفلٹ مذکور، ص ۲ و ۳)

جواب: کتنا صریح جھوٹ اور بہتان عظیم ہے ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کہ وہ "فرماتی ہیں اے مسلمانو! کبھی لانی بعدی کے الفاظ سے ٹھوکر نہ کھانا۔ اگر امت مرزائیہ حضرت ام المؤمنین کے یہ الفاظ دنیا کی کسی کتاب سے دکھاوے تو ہم اسے ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ اگر نہ دکھا سکے اور یقیناً

کبھی نہ دکھا سکے گی تو یہ سمجھ لے کہ جھوٹے بتانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

جملہ قولوا اللہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ کی حضرت ام المومنین کی طرف نسبت یہ ایسا قول ہے کہ دنیا کی کسی مستند کتاب میں اس کی سند نہیں۔ میں نے بیسیوں مناظروں میں قادیانی مبلغین کو انعامی چیلنج دیا کہ اگر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک اعلیٰ قول کی سند دکھا دو تو دس ہزار روپیہ انعام لو۔ کسی مرزائی مناظر کو ہمت نہیں ہوئی کہ میرے اس چیلنج کو منظور کر سکے۔

اگر بالفرض اس بے سند قول کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ نصوص قطعیہ کے پیش نظر حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ اس لیے یہ نہ کہو کہ کوئی نبی آئے گا نہیں۔ ہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو جس کے معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو گا یا کوئی نیا نبی مبعوث نہ ہوگا۔

ختم نبوت کے متعلق حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہی عقیدہ ہے جو قرآن مجید، احادیث نبوی، اجماع صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہے۔ آپ نے فرمایا۔

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبقی بعدی من

النبوة شی الا المبشرات قالوا یا رسول اللہ ما المبشرات قال الرویا

الصالحہ یرہا الرجل اوتری لہ ("مسند احمد" ج ۶، ص ۳۹، "کنز

العمال")

"حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت سے کچھ بھی باقی نہیں۔ ہاں صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اچھے خواب ہیں۔ آدمی خود ان کو دیکھتا ہے یا اس کے حق میں کوئی دوسرا آدمی دیکھتا ہے۔"

حضرت امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فریب

مرزائی اعتراض: حضرت امام صاحب مصنف "مجمع البحار" لکھتے ہیں یعنی حضرت عائشہؓ نے جو یہ فرمایا کہ اے مسلمانو! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خاتم النبیین کے الفاظ تو بے شک استعمال کیا کرو لیکن لا نبی بعدہ کے الفاظ استعمال نہ کیا کرو۔ یہ بات لا نبی بعدی کے مخالف نہیں کیونکہ لا نبی بعدی فرمانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ ("مکملہ مجمع البحار" ص ۸۵)

جواب: دنیا میں سب سے بڑا دھوکا باز وہ شخص ہے جو دین و مذہب کے متعلق فریب دے کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے۔ شاید موجودہ دور میں مذہبی دھوکا دی مرزائیوں کے لیے الاٹ ہو چکی ہے۔ اس لیے انہوں نے مکمل عبارت درج نہیں کی، بلکہ ماقبل اور مابعد کو چھوڑ کر ایک جملہ جسے انہوں نے اپنے لیے مفید سمجھا، نقل کر دیا۔ ہم پوری عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین پر قادیانیوں کی خیانت واضح ہو جائے۔

ولی حدیث عسی انہ یقتل الخنزیر و یکسر الصلیب و یزید لی الحلال ای یزید لی حلال نفسہ بان تزوج و یولد و کان لم یزوج قبل رفعہ الی السماء فزاد بعد الہبوط لی الحلال فعنہ یومن کل احد من اهل الکتاب یتیقن بانہ بشر و عن عائشہؓ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ و هذا ناظرا الی نزول عسی و هذا ایضا لا بنالی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ۔ ("مکملہ مجمع البحار" ص ۸۵)

"اور حدیث میں ہے کہ نزول کے بعد عسی علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور حلال چیزوں میں زیادتی کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ آسمان پر جانے سے پہلے انہوں نے نکاح نہ کیا تھا۔ ان کے آسمان سے اترنے کے بعد حلال میں اضافہ

ہوگا۔ (اولاد ہوگی) اس زمانہ میں ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا کہ یقیناً یہ بشر رسول ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ یہ صدیقہ کا فرمان لا تقولوا لانی بعدہ اس بات کے مد نظر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حدیث لانی بعدی کے مخالف نہیں اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو حضور کے دین کا ماتم ہو۔

واضح بیان ہے کہ اگر لا تقولوا لانی بعدہ حضرت المؤمنین کا مقولہ ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ ان کا تشریف لانا حدیث لانی بعدی کے خلاف نہیں۔ اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کر دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے لیے تشریف لائیں گے نہ کہ اسلامی تعلیمات کو منسوخ کرنے کے لیے۔

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

مرزائی اعتراض: تصوف کے امام حضرت ابن عربی لکھتے ہیں (ترجمہ) وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ صرف شریعت والی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت پس اب ایسی شریعت نہیں آسکتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ قرار دے یا آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد کرے۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ ان الرسل والنبوۃ قد انقطعتم کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی۔ یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ جب کبھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت کے تابع ہوگا۔ ("فتوحات مکیہ" ج ۲ ص ۳) مرزائی (ریکٹ ص ۳)

جواب : ہم اوپر اسی کتاب ”فتوحات کچھ“ سے چند عبارات نقل کر چکے ہیں کہ جن سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اور عقیدہ یہ تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت لاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شریعت نہیں لائے گا اور نہ کسی کے متعلق لفظ نبی استعمال کیا جائے گا۔ وہ ولایت، الہام اور مبشرات کو امت میں جاری مانتے ہیں اور اسی کو غیر تشہی نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے قائل ہیں۔ آمد ثانی کے بعد حضرت مسیح پر کسی نئے اوامر و نواہی کا نزول نہیں مانتے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ وہ شریعت محمدیہ کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔

حیرت اور ہزار حیرت ہے امت مرزائیہ پر کہ ان کے قادیانی نبی نے حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں پر کافر لہد اور زندیق کا فتویٰ لگایا ہے۔ (وحدت وجود پر مرزا قادیانی کا ایک خط بنام میر عباس علی) لیکن مرزائی ہیں کہ اپنے نبی کی نبوت ثابت کرنے کے لیے معاذ اللہ اسی لہد اور زندیق کی پناہ لے رہے ہیں۔ ان کے اس طرز استدلال پر ارسطو کی روح بھی پھڑک اٹھی ہوگی۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت دھوکا

مرزائی اعتراض : مثنوی میں مولانا روم فرماتے ہیں۔

”فکر کن در راہ نیکو خدمتے تائبوت یابی اندر امتے“

کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل

جائے (مثنوی مولانا روم، دفتر اول، ص ۵۳)

جواب : مثنوی شریف کے اس شعر کے کسی لفظ کا معنی نہیں کہ حضور سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کسی کو نبی مبعوث کرے گا۔ اس شعر کا

مفہوم یہ ہے کہ نیک اعمال کے لیے کوشش کرنے سے مومن کو فیضان نبوت سے نوازا جاتا ہے۔ کیونکہ نبوت کسی شخص، بلکہ وہی ہے۔ حضرت مولانا تو ہر موقع سنت پیرو مرشد کو مجازاً نبی کہتے ہیں۔

دست را سپار جز در دست پیر پیر حکمت او علیم ست و خیر
آں نبی وقت باشند اے مرید تا ازاد نور نبی آید پدید
در حقیقت علیم و خیر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ پیر کو مجازاً علیم و خیر فرمایا ہے کیونکہ پیر مرید کے احوال و مقامات سے باخبر ہوتا ہے۔ دوسرے شعر کا مفہوم ہے کہ پیر اپنے مرید کے لیے بمنزلہ نبی ہوتا ہے کیونکہ مرید کو پیر کی وساطت سے فیض نبوت حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بیسیوں مقامات پر ختم نبوت کا اعلان کیا ہے۔ مرزائیوں کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہے۔ اس لیے انہیں مثنوی شریف میں ختم نبوت کے اشعار نظر نہیں آتے۔ شتہ نمونہ از خوارے مختلف مقامات کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

زین حکایت کہ آں ختم رسل از ملوک لایزال و لم یزل
سکہ شاہاں ہی گرد و در سکہ احمد بنیں تا مستقر
یا رسول اللہ رسالت را تمام تو نمودی ہم چو شمس بے غمام
ایں ہمہ انکار کفران زاد شان چوں در آمد سید آخر الزمان
مرزائی پمفلٹ میں مثنوی شریف کے اور تین شعر نقل کئے ہیں، جن کا اجراء نبوت کے باطل عقیدہ سے اتنا تعلق بھی نہیں، جتنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا محمدی بیگم کے آسمانی نکاح سے تھا۔ مثلاً:

ہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل اوئے بودنے خواہند بود

مرزائی ترجمہ: یعنی آپ خاتم اس لیے ہوئے کہ آپ بے مثل ہیں۔ فیض روحانی کی بخشش ہیں۔ آپ جیسا نہ کوئی پہلے ہوا اور نہ آئندہ آپ جیسے ہوں

تھے۔ (زینت ص ۳)

جواب : اس شعر کو "اجرائے نبوت" سے کیا تعلق؟ اس میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات اور روحانی فیوض کا تذکرہ ہے۔ یہ قادیانیوں کا محض افتراء ہے کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "اجرائے نبوت" کے قائل تھے جس کا کوئی ثبوت وہ پیش نہیں کر سکے۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

مرزائی اعتراض : امام شعرانی فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) کہ یاد رکھو کہ مطلق نبوت نہیں انہی اور صرف شریعت والی نبوت بند ہوئی ہے۔ ("الیواقیت و الجواہر" ج ۲ ص ۲)

جواب : حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء ہے کہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزائیوں کی طرح غیر تشہمی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔ امام شعرانی نے تشہمی اور غیر تشہمی نبوت کی تقسیم انہیں تین امور کے پیش نظر کی ہے۔ جن کا ذکر ہم نے حضرت شیخ اکبرؒ کے حوالہ جات سے کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

وكذلك عيسى عليه السلام اذ انزل الى الارض لا يحكم لنا الا

بشرعہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ("الیواقیت و الجواہر" ج ۲ ص ۳۸)

"اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیعلہ کریں گے۔"

صاف الفاظ ہیں کہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام جدید شریعت نہیں لائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہوں گے۔ حضرت امام شعرانی حضرت شیخ اکبرؒ محی الدین ابن عربی کا قول نقل فرماتے ہیں:

وهذا باب اعلق بعد موت محمد صلى الله عليه وسلم فلا يفتح
الا حد الى يوم القيامة ولكن بقي للاولياء وحى الا لهام النبى لا
تشريع فيه ("اليواقيت والجواهر" ج ۲، ص ۳۷)
"اور یہ (نزول وحی نبوت کا) دروازہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی وفات کے بعد بند ہو چکا ہے اور قیامت تک کسی کے لیے نہیں
کھل سکتا۔ لیکن اولیاء کے لیے وحی الہام ہوتی رہے گی، جس میں شرعی
احکام نہ ہوں گے۔"

اس عبارت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ حضرت محی الدین ابن عربی اور امام
شعرانی دونوں حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وحی نبوت بند ہو چکی ہے ہاں اولیاء اللہ کو الہام ہوتے ہیں، جن میں شرعی احکام یعنی
اوامر و نواہی نہیں ہوتے، ان الہامات کو مبشرات کہا گیا ہے ان پر نبوت کا اطلاق
نہیں ہوتا۔

امام شعرانی نے عقیدہ ختم نبوت کا اظہار فرمایا ہے اعلم ان الا جماع قد
انعقد علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین کما انہ خاتم النبیین
("اليواقيت والجواهر" ج ۲، ص ۳۷) "جان لے کہ اس عقیدہ پر امت کا اجماع منعقد
ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں
اسی طرح پیغمبروں کے بھی خاتم ہیں۔"

حضرت مولانا عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر اتمام

قادیانی اعتراض : حضرت امام عبدالباب شعرانی فرماتے ہیں (ترجمہ)
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشہعی بند ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خاتم النبیین قرار پا گئے کیونکہ آپ ایسی کامل شریعت لائے جو اور کوئی نبی نہ
لایا۔" ("الانسان کامل" ج ۱، ص ۹۸، مطبوعہ مصر)

جواب : حضرت محی الدین ابن عربی اور حضرت امام شعرانی کی طرح حضرت
عبدالکریم جیلانی کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی تشہعی نازل ہو

اور وحی تشرہی حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نازل نہ ہوگی۔ انہوں نے کہیں نہیں لکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں نئی مبعوث ہوں گے۔ مرزائیوں میں ہمت ہے تو ان کی کوئی عبارت پیش کریں لیکن تمام امت مرزائیہ دم واپس تک ایسی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

مرزائیوں نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی یہ بہتان تراشا ہے کہ آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اس افتراء کا حقیقی جواب تو لعنت اللہ علی الکاذبین ہی ہے۔ غییمات کے الفاظ میں کس لفظ کا معنی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نئی مبعوث ہوں گے؟ حضرت کے الفاظ ”اے نبیؐ“ ایسا محض نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے شریعت دے کر مامور کرے۔ ”تشرہی اور غیر تشرہی کا فرق انہیں تین وجوہ کی بنا پر ہے، جو ہم تحریر کر چکے ہیں۔ ختم نبوت کے متعلق حضرت شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

(۱) نیست محمد پدر هیچ کس از مردمان شاد لیکن پیغمبر خدا است و مر پیغمبران یعنی بعد از دے هیچ پیغامبر نباشد۔“ (فتح الرحمن زیر آیت خاتم النبیین)
ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور پیغمبروں پر مر یعنی حضور کے بعد کوئی نئی نہ ہوگا۔

(۲) اقول لا النبوة انقضت بوفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(”حجت اللہ البالغہ“ ج ۲، ص ۵۰۶)

”میں کہتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے نبوت کا

خاتمہ ہو گیا۔

(۳) واعلم ان الدجا جله دون الدجال الا کبر کثرة وجعہم

امرو احدو هو انہم یذکرون اسم اللہ و یدعون الناس الیہ الی ان

قال لهم من يدعى النبوة ("نہیمات اہیہ" ج ۲، ص ۱۹)

"جان لو کہ دجال اکبر سے پہلے امت سے دجال آئیں گے اور سب میں یہ امر مشترک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں گے۔ ان دجالوں میں سے وہ دجال بھی ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔"

مرزائیوں کے قلوب میں اگر ذرہ بھر بھی خوف خدا اور انصاف ہو تو انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جنہیں مرزائی بارہویں صدی کا مجدد مانتے ہیں) حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے قائل تھے یا تمام مدعیان نبوت کو دجالوں کا گردہ قرار دیتے تھے؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

مرزائی اعتراض: حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) خاتم الرسل علیہ اللہ والسلام کے مبعوث ہونے کے بعد خاص جمیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور وراثت کمالات نبوت کا حاصل ہونا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے سنائی نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے اس میں شک مت کرو۔ (مکتوب نمبر ۳۰، ص ۳۳۲ جلد اول، "مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ")

جواب: کہیں مرزائیوں کا "اجرائے نبوت" جیسا باطل عقیدہ اور کہیں حضرت مجدد کے حقائق و معارف حضرت کی مندرجہ بالا عبارت کے کن الفاظ کا مفہوم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے؟ عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ حضور کی کامل اہلیت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کمالات نبوت عطا کئے جاتے ہیں نہ کہ انہیں نبی بنا دیا جاتا ہے۔ امت کے ذی شان افراد کو کون سے کمالات سے نوازا جاتا ہے؟ حضرت مجددؒ تحریر فرماتے ہیں۔ "جمل قلت حساب و کفارت ذلات بشریت و ارتفاع درجات و مراعات محبت فرشتہ مرسل کہ ازا کل و شرب پاک است و کثرت ظہور خوراق کہ مناسب مقام

نبوت اندو امثال آل باید دانست کہ حصول دین موجب در حق انبیاء علیہم السلام و السلیمات بے توسط است۔ در حق اصحاب انبیاء علیہم السلام التیمات کہ بہ تبعیت وراثت بایں دولت مشرف گشتہ اند بتوسط انبیاء است علیہم السلام والبرکات۔“ (کتوب نمبر ۲۰۴، حصہ پنجم، ص ۳۲، ۳۳)

مرزائیوں کو کون سمجھائے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے پیش نظر حساب میں آسانی، معمولی لغزشوں کی محافط، درجات کی بلندی، ملائکہ سے ملاقات اور کثرت ظہور خوراق ایسے کمالات نبوت حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے امت محمدیہ کے برگزیدہ افراد کو عطا کئے جاتے ہیں۔ یہ چند فضائل و کمالات اجزائے نبوت ہیں اور چند کمالات نبوت کے حصول سے نبوت نہیں مل جاتی۔ شجاعت، سخاوت وغیرہ صفات حسنہ بھی کمالات نبوت ہیں۔ کیا ہر شجاع اور ہر بخشنی مسلمان نبی بن جاتا ہے؟

حضرت والا اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ مبارکہ میں فرماتے ہیں:

حضرت عیسیٰ و علیٰ نبینا و علیہ السلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ و علیہم السلام و السلیمات“ (کتوب نمبر ۱۷۱، دفتر سوم، ج ثالث، ص ۳۵)

ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا شرف حاصل کریں گے۔

”اول انبیاء حضرت آدم است علی نبینا و علیہ و علیہم السلام و السلیمات و التیمات و آخر شان و خاتم نبوت شان حضرت محمد رسول اللہ است علیہ و علیہم السلام و السلیمات۔“ (کتوبات، دفتر سوم، کتوب نمبر ۱۷۱، ص ۳۵)

ترجمہ۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور نبیوں میں سب سے آخر اور ان کی نبوت کو ختم کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

صاف الفاظ ہیں کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نبی مبعوث ہوئے اور سب نبیوں کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اس لیے

حضور آخری نبی ہیں۔

حضرت نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

مرزائی اعتراض: حضرت نواب صاحب فرماتے ہیں لانی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ (یعنی پہلی شریعت منسوخ کر کے نئی شریعت) لے کر نہیں آئے گا۔ ("اقتراب الساعة" ص ۴۴)

جواب: حضرت نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اتمام ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۳۰۰ برس بعد نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کی کسی کتاب میں اس خلاف اسلام نظریہ کا شائبہ تک نہیں۔ لانی بعدی کے مفہوم میں "کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا۔" اس لیے کہا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد از نزول نئی شریعت لا کر شریعت اسلامیہ کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ خود اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔

ان کا اپنا عقیدہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔

ہمارے حضرت خاتم النبیین ہیں اور ناسخ جملہ شرائع ماقبل۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور صفی ہیں۔
اول انبیاء آدم علیہ السلام ہیں اور آخر انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ("عقیدۃ السنی" مصنفہ حضرت نواب صدیق حسن خاں ص ۱۵۰)

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

مرزائی اعتراض: "مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں۔ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا محال نہیں بلکہ نئی شریعت والا البتہ متمنع ہے۔" (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس نیا ایڈیشن ص ۴۸)

جواب: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث

موی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا کی ہیں اور ہر زمین میں انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے۔ ایک گروہ اس حدیث کو قابل اعتبار نہیں سمجھتا دوسرا گروہ اسے صحیح و معتبر مانتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی اس دوسرے گروہ میں شامل ہیں اس حدیث کی تحقیق تشریح کے سلسلہ میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی رحمۃ اللہ علیہ نے آیات بینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات اور دافع الاسواء فی اثرا بن عباسؓ اردو زبان میں اور زجر الناس علی اذکار اثر ابن عباسؓ عربی میں تحریر فرمائی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم حضرت مولانا عبدالحی صاحب کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔

”پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہئے کہ خاتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے یا قبل ہوئے یا ہم عصر اور بر تقدیر اتحاد عصر وہ قبیح شریعت محمدیہ ہوں گے اور ختم ان کا بہ نسبت اپنے حلقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا۔“ (نہجی مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی ملحقہ ”تحذیر الناس“ ص ۴۴)

حضرت کا مفہوم یہ ہے کہ سات زمینیں ہیں اور زمین میں ایک آخری نبی ہوگا۔ لیکن باقی چھ زمینوں میں سے ہر زمین کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہو سکتے۔ ”اگر حضور کے زمانہ کے قبل ہوں تو جائے اعتراض نہیں اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر ہوں تو ان تمام کی خاتیت اپنی زمین اور اپنے طبقہ کے لحاظ سے اضافی ہوگی اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتیت ان سب کے بعد اور حقیقی ہوگی اور وہ حضور ہی کی شریعت کے قبیح ہوں گے۔ رہا یہ ارشاد کہ ”بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجدد کسی نبی کا آنا محال نہیں بلکہ نئی شریعت والا البتہ مستنع ہے“ یہ نزول حضرت مسیح علیہ السلام کے پیش نظر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نازل ہوں گے کوئی نئی شریعت نہ لائیں گے بلکہ حضورؐ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب عقیدہ ختم نبوت کے متعلق اپنے ایک فتویٰ میں حضرت علامہ ابو شکور سالمی کی مندرجہ ذیل عبارت نقل فرماتے ہیں۔

اعلم ان الواجب علی کل عاقل ان یعتقد ان محمداً کان رسول اللہ
والان ہو رسول اللہ وکان خاتم الانبیاء ولا یجوز بعدہ ان یکون
احد انبیاء ومن ادعی النبوة فی زماننا یکون کافرا۔ (فتاویٰ مولانا
عبدالحی لکھنوی "جلد اول" ص ۹۹)

جاننا چاہئے کہ ہر عاقل پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں اور
آپ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں آپ کے بعد کسی کا نبی بننا جائز
نہیں اور جو آج ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

مرزا علی اعتراض۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند
فرماتے ہیں۔

(الف) "سومام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ
آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل
فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح
میں ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین فرماتا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا
ہے۔" (تحذیر الناس "ص ۳)

(ب) "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوتا پھر
بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس "ص ۲۸)

جواب: قادیانیوں کا حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہت بڑا اہتمام ہے کہ وہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے مقرر تھے۔ حضرت والا

نے کتاب تحذیر الناس ختم نبوت کے اثبات کے لیے لکھی اور اس میں ختم نبوت کے ناقابل تردید دلائل پیش کئے۔ اس کا موضوع ہی خاتیت ذاتی و زمانی و مکانی کی حمایت و حفاظت ہے۔ تحذیر الناس کی صفحہ ۳ کی عبارت کو ہم عام فہم الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

خاتیت کی تین اقسام ہیں (۱) خاتیت مرتبی (۲) خاتیت مکانی (۳) خاتیت زمانی، حضرت نانوتوی نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتیت کے تینوں مرتبوں کے ساتھ متصف ہیں۔ لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ خاتیت کے ان تینوں مراتب میں دلائل و براہین کے لحاظ سے اعلیٰ اور افضل یا بالفاظ دیگر بالذات و بالاصالت کون سا مرتبہ ہے؟ عوام تو یہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ حضور کا زمانہ سب انبیاء سے آخر تھا۔ صرف اس وجہ سے آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر یہی ایک وجہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف و مجد زمانہ اور مکان کی وجہ سے ہوا حضور کی وجہ سے زمان و مکان کا شرف نہ ہوا حالانکہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ اس لحاظ سے ثابت ہو گا کہ حضور کی جلالت شان اور رفیع منزلت ذات کے مناسب حال بالذات خاتیت مریت ہے اور اس اعلیٰ و افضل مرتبہ کے ساتھ خاتیت زمانی بھی آپ کے لیے ثابت ہے اور خاتیت مکانی بھی آپ پر ختم ہے۔

مرزائی محرفین نے اپنی ردائی چالبازی سے دھوکہ اور فریب دینے کے لیے ”تحذیر الناس“ کے صفحہ ۲۸ سے محولہ بالا ادھورا حوالہ نقل کر دیا۔ اگر وہ پوری عبارت نقل کر دیتے تو ان کی فریب دہی کا پردہ چاک ہو جاتا اور ان کے ٹریکٹ کے قارئین کو علم ہو جاتا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کیا ہے۔ پوری عبارت یہ ہے۔

”ہاں اگر خاتیت، معنی انصاف ذاتی بوصف ثبوت لیجئے جیسا اس مجددان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل

نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدّرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دو ثابت خاتیت ہے۔ معارض و مخالف خاتم السین نہیں۔" ("تذیر الناس" ص ۲۸)

اس سے ظاہر ہے کہ یہاں خاتیت ذاتی کا ذکر ہے خاتیت زمانی کا نہیں۔ حضرت فرماتے ہیں اگر بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتیت ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ ری خاتیت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اگر کوئی بد فہم اسکا مطلب یہ سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور نبی ہو سکتے ہیں تو حضرت ثانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ کافر ہوگا اسی تذیر الناس میں حضرت تحریر فرماتے ہیں "سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ حلیم الروم خاتیت زمانی بدلات التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا اند لانی یعنی او کہا قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم السین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر مقبول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود ثبوت معنی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی (ختم نبوت زمانی) کافر ہوگا۔" (تذیر الناس ص ۱۰)

کس قدر واضح الفاظ ہیں کہ خاتیت زمانی کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ دوسری ضروریات دین اور تعلیمات دین کا منکر کافر ہے۔

اس عبارت میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرضی اور تقدیری طور پر اگر کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور اس مفروضہ کے لیے لفظ اگر پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ لفظ

بافرض ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ تاکہ کسی مفید کو دھوکا دینے کا موقع نہ مل سکے۔ اگر کوئی جاہل کہے کہ ایسے مفروضہ کی کیا ضرورت تھی تو اسے باری تعالیٰ کا ارشاد سنا دیتا چاہئے۔ **قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ لَّا نَاۡلُہٗ اَوَّلَ الْعَالَمِیۡنَ** (ذخوف نمبر ۷)

اے نبی آپ کہہ دیجئے اگر بالفرض خدا تعالیٰ کا بیٹا ہو تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والوں میں ہوں گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا فارسی ترجمہ کرتے ہیں۔

”جو اگر بالفرض باشد خدا را فرزند پس من نخستین عبادت کنندگان باشم“

مرزائی منطق کی رو سے اس آیت سے ثابت ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونا ممکن ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ کے اس مفروض بیٹے کی عبادت کرنا بھی ممکن ہوگا (معاذ اللہ) کیا اس آیت کا یہی مفہوم ہے؟ ایک معمولی عقل والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ فرضی اور تقدیری بات ہے نہ یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا بیٹا تسلیم کیا جائے یا اسکے امکان پر اس آیت کو دلیل بنا کر لوگوں کو مغالطہ دیا جائے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے متعلق اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے۔

۱۔ خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تمت کا البتہ کچھ

علاج نہیں“ (“منظرہ عجیبہ“ مسند حضرت نانوتوی“ ص ۳۹)

۲۔ ”اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور

نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں قائل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔“ (“منظرہ عجیبہ“ ص ۱۰۳)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پر اتمام

مرزائی اعتراض۔ جلیل القدر امام حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یعنی

اگر صاحب زادہ ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت محمد نبی بن

جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیح یا امتی نبی ہوتے جیسے عیسیٰ، نضر، الیاس
 علیم السلام ہیں اور یہ صورت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین
 کے تو یہ معنی ہیں کہ اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو
 آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپؐ کا امتی نہ ہو۔" ("موضوعات کبیر" ص ۵۹)
 جواب۔ اس حدیث کے ضعف کے متعلق ہم بلند پایہ محدثین کے اقوال
 نقل کر چکے ہیں۔ اس مجروح روایت میں حرف لو آیا ہے جو زبان عرب میں ناممکنات
 اور محالات کے لیے آتا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ پیغمبروں کا نام لے
 کر اور باقی انبیاء علیم السلام کا اجمالاً ذکر کر کے فرمایا۔

ولو اشركو الحبط عنهم ما كانوا يعملون ("سورہ انعام" آیت ۸۸)

اگر یہ پیغمبر بھی شرک کا ارتکاب کرتے تو ان کے تمام اعمال برباد ہو
 جاتے۔

اس آیت میں تعلیق بالجمال ہے یعنی حرف لو سے یہ مسئلہ فرضی طور پر بیان
 کیا گیا ہے کہ بالفرض اگر نبی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شرک ٹھہراتے تو ان
 کے تمام اعمال اکارت اور ضائع ہو جاتے۔ کیا مرزائیوں کے مذہب میں اس سے یہ
 استدلال صحیح ہو گا کہ نبیوں سے بھی شرک ہو سکتا ہے؟ نفوذ باللہ منہ۔
 حضرت ملا علی قاریؒ مندرجہ بالا عبارت کی تشریح کرتے ہیں۔

لا یحدث بعدہ نبی لانہ خاتم النبیین السابقین ولہ ما الی انہ لو کان
 بعدہ نبی لکان علیا وهو لا یما فی ماورد فی حق عمرؓ صریحا لان
 الحکم لرضی لکانہ قال لو تصور بعدی لکان جماعۃ من اصحابی
 انبیاء ولكن لا نبی بعدی و ہذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لو عاش
 ابراہیم لکان نبیا ("مرقات" مصنف ملا علی قاریؒ ج پنجم ص ۵۳)

ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی
 کیونکہ آپؐ پہلے نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اگر آپؐ کے بعد کوئی نبی
 ہو سکتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ہوتے اور یہ حدیث اور اسی طرح

وہ حدیث جو صراحت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آئی ہے۔ خاتم النیین کی آیت کے متانی نہیں کیونکہ یہ حکم فرضی اور تقدیری طور پر ہے۔ گویا یہ کہا گیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی تصور کیا جاسکتا تو میرے فلاں اور فلاں صحابی نبی ہوتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکا اور یہی معنی اس حدیث کا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔

توضیح فرمادی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ تمام فرضی طور پر اور تقدیری طور پر بیان ہوئی ہیں۔ اگر بالفرض حضورؐ کے بعد اور کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابراہیمؓ ہوتے لیکن آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اس لیے یہ حضرات بھی نبی نہ ہو سکے۔ حضرت ملا علی قاری نے اپنے عقیدہ کے متعلق لکھا ہے۔

دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (”شرح فقہ اکبر“ ص ۲۰۲)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع امت کفر ہے۔

مرزائی اعتراض۔ ”مودودی صاحب کے پیش کردہ اقوال کے قائلین میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امتی نبی کا آنا بند ہے۔ اگر ایسا ایک قول بھی مودودی صاحب پیش کر سکتے ہوں تو ہماری طرف سے انہیں چیلنج ہے مگر وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ (پہنٹ، ص ۵)

جواب۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعیان نبوت کا وہ ”امتی نبی“ ہی کہلائیں گے۔ جیسا کہ مخبر صادق حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

سکون لی امتی کناہون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النیین لا نبی بعدی ہذا حدیث صحیح۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

یقیناً میری امت میں تمیں کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

مورودی صاحب آپ کے اس چیلنج کا جواب نہیں دیتے تو یہ ان کا اور آپ معاملہ ہے ہمیں اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ محاسب راوزون خانہ چہ کار۔ اگر آپ کو ہمت ہے تو ہمیں چیلنج دیجئے دنیا دیکھے گی کہ ہم آپ کے مطالبہ کے پرچے اڑا کر روز روشن میں آپ کو کیسے تارے دکھاتے ہیں۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

بزرگان امت کی نسبت مرزائی عقیدہ

مرزائی عامۃ المسلمین کو فریب دینے کی غرض سے بزرگان دین کا نام لیتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اکابرین امت کی نسبت ان کا عقیدہ یہ ہے۔

(۱) ”بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا وہ ابھی اس عقیدہ سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں (“ضمیمہ براہین احمدیہ” حصہ پنجم، ص ۳۰، مرزا غلام احمد، ”روحانی خزائن“ ص ۲۸۳، ج ۲)

(۲) اس لیے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت کو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“ (“ملفوظات احمدیہ“ ص ۳۱، ج ۱، مطبوعہ لاہور، ملفوظ مرزا غلام احمد)۔ “ملفوظات احمدیہ“ روم و لندن، ص ۳۲، ج ۲)

(۳) ”اقوال سلف و خلف کوئی مستقل حجت نہیں“ (“ازالہ ادہام“ مصنفہ مرزا غلام احمد، ص ۵۲۸، ”روحانی خزائن“ ص ۳۸۹، ج ۳)

(۴) ”امت کا کورانہ اتفاق یا اجتماع کیا چیز ہے؟“ (“ازالہ ادہام“ ص ۳۳، ”روحانی خزائن“ ص ۱۷۲، ج ۳)

(۵) ”ہمارے مخالف سخت شرمندہ اور لاجواب ہو کر آخر کو یہ عذر پیش کر دیتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ نہیں سوچتے کہ وہ بزرگ معصوم نہ تھے بلکہ جیسا کہ یہودیوں کے بزرگوں نے ہیکلوئیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ان بزرگوں نے بھی ٹھوکر کھالی۔“ (”ضمیمہ براہین احمدیہ“ حصہ پنجم، مصنفہ مرزا غلام احمد، ص ۱۳۳، ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۰، ج ۲۱)

یہ ہے صحابہؓ آئمہ اور اولیائے امت کی نسبت مرزائیوں کا عقیدہ کہ (نغوز باللہ من ذلک) انہیں یہود سے مشابہت دی گئی اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ قادیانی نبوت کی حفاظت کے لیے (معاذ اللہ) انہیں مثل یہود کے اقوال کو پناہ گاہ بنایا گیا ہے۔
حکم اذا قمت فیزنی۔

عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت

عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا فرض

ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ اور اس میں تاویل کرنا زلیغ

و ضلال اور کفر و الحاد ہے۔

(فقہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

سالانہ ردِ قادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہر سال ۵ شعبان سے ۲۸ شعبان تک مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع جھنگ میں ”ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس“ ہوتا ہے۔ جس میں ملک بھر کے نامور علماء کرام و مناظرین لیکچرز دیتے ہیں۔ علماء، خطباء اور تمام طبقہ حیات سے تعلق رکھنے والے اس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ تعلیم کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ رہائش، خوراک، کتب و دیگر ضروریات کا اہتمام مجلس کرتی ہے۔

رابطہ کے لئے

(مولانا) عزیز الرحمن جالندھری

ناظم اعلیٰ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



حضرت مسیح علیہ السلام

مرزا قادیانی کے نظریے

توہین انبیاء کفر ہے

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت اس کائنات میں سب سے افضل و اکمل اور مقدس ترین جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت و نبوت کے لیے منتخب کیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی تحقیر و تنقیص چونکہ اس منصب رفیع کی توہین ہے اس لیے باجماع امت یہ بدترین کفر و ارتداد ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض مالکیؒ اپنی بے نظیر کتاب ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ میں حافظ ابن تیمیہ العنبلی نے ”اصارم المسلول علی شاتم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم“ میں شیخ تقی الدین السبکی الشافعیؒ نے ”الیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم“ میں شیخ ابن عابدین العنقی نے ”تنبیہ الولاة و الحکام“ میں اور ان سب سے پہلے الامام المجتہد قاضی ابویوسفؒ نے ”کتاب الخراج“ میں اس کی تصریح کی ہے کہ ایسا شخص مرتد اور واجب القتل ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کے وجوہ بے شمار ہیں۔ ان میں سے ایک خبیث ترین سبب یہ ہے کہ مرزا نے قریب قریب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مختلف عنوانات سے تنقیص کی ہے۔ خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں تو مرزا نے ایسی گستاخیاں کی ہیں جن سے پہاڑوں کے جگرشق ہو جائیں۔ قادیانی امت مرزا کی ان مغفلت پر تاویلات کا پردہ ڈالنا چاہتی ہے لیکن تاویلات کے ذریعہ سیاہ کو سفید کر دکھانا رات کو دن ثابت کرنا اور کفر و ارتداد کو عین اسلام جتاننا ناممکن ہے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب رحمۃ اللہ کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس رسالہ میں ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مقام و مرتبہ کی طرف راہنمائی فرمائی ہے جو قرآن کریم کی آیات و بیانات سے ثابت ہے اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دل خراش اور ایمان سوز عبارتوں کو جمع کر کے ان تمام تاویلات اور معذرتوں کا جائزہ لیا ہے جو اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کی قسمت میں ایمان نہیں یا جنہوں نے مرزا صاحب کی محبت میں عقل و

شعور کے سارے در پہ بند کر دیئے ہیں۔ (ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوة) ان کے حق میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ لیکن جن کے دل میں حق و انصاف کی کوئی رمت یا عقل و شعور کی ادنیٰ حس بھی موجود ہے، اگر وہ اس رسالہ کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں گے تو ان پر انشاء اللہ یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیر و تنقیص کر کے اپنے لیے کون سا مقام منتخب کیا ہے؟

یہاں یہ امر بھی قائل ذکر ہے کہ یہ رسالہ اس سے پہلے دو بار شائع ہو چکا ہے اور یہ تیسری اشاعت آپ کے ہاتھوں میں ہے لیکن قادیانی صاحبان اس کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکے اور نہ انشاء اللہ قیامت تک اس کا کوئی معقول جواب دیا جاسکتا ہے۔

بہر حال یہ رسالہ جہاں قادیانیوں کے لیے دعوت غور و فکر ہے، وہاں ہمارے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی تازیانہ عبرت ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے باپ دادا یا ماں بہنوں کے حق میں وہ الفاظ استعمال کرے، جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں استعمال کیے ہیں تو ہمارا رد عمل کیا ہوگا؟

اسی سے وہ یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ مرزا صاحب کے بارے میں ہماری ایمانی غیرت کا تقاضا کیا ہے؟ حق تعالیٰ شانہ اس رسالہ کو قبول فرما کر حضرت مولف کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں اور آپ اپنے بندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ (وللہ الحمد اولاً و آخراً)

محمد یوسف لدھیانوی

۲۸-۳-۱۳۰۲ھ مطابق ۲۳-۲-۱۹۸۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والسلام على من لا نبي بعده

امت مرزائیہ کی الجھن

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے فضائل و معجزات اور ان کی حیات جسمانی کا ذکر فرمایا ہے۔ انگریز کے قانون اور اس کی پولیس کی حفاظت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف نیا عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے تھے اور آنے والا مسیح میں ہوں۔ دعویٰ مسیحیت کی رقابت کے باعث مرزا غلام قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین و تذلیل کے لیے بہتان طرازی اور افتراء پردازی کا ایسا ریکارڈ قائم کیا کہ جس نے یودیوں کے بہتان عظیم کو بھی مات کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک محبوب نبی کی توہین سے مرزا قادیانی کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تنقیص سے میری مسیحیت کی شان ظاہر ہوگی۔ مرزا نے لکھا ہے:

”ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کی پٹری جتنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔“ (”ست بچن“ ص ۸۸-۹۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی خود ساختہ نبوت و مسیحیت کی ”پٹری جمانے“ کے لیے حقیقی مسیح علیہ السلام کی ذات گرامی کے متعلق وہ سوچا نہ اور مغلطہ گالیاں تحریر کی ہیں کہ جنہیں کوئی شریف انسان سنا گوارا نہیں کر سکتا۔ امت مرزائیہ عجیب الجھن میں گرفتار ہے۔ نہ اپنے ”مسیح موعود“ کی متعفن عبارات کا انکار کر سکتی ہے، نہ ہی حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین سے ”قادیانی جعلی مسیح“ کی برات کر سکتی ہے۔

نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔

قادیانی پمفلٹ

کبھی کبھار کوئی پمفلٹ یا مضمون شائع کر کے اپنے دام افتادوں کو تسلی دی جاتی ہے کہ ہم ”انڈین مسیح موعود“ کا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک پمفلٹ ”نمبر۱ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام“ کلکتہ (ہندوستان) کی قادیانی جماعت نے شائع کیا۔ اسے پاکستان میں بھی تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں فریب کاری اور افتراء پروازی سے اپنے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات، مطلقہ توہین حضرت مسیح علیہ السلام پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ قادیانی مصنف نے لکھا ہے کہ مسیح موعود نے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین نہیں کی اور حضرت مریم کے حمل کو ناجائز حمل نہیں کہا۔ دیدہ دلیری کی انتہا یہ ہے کہ ”کشتی نوح“ ص ۲۱ کا ادھورا حوالہ نقل کر دیا۔ اگر پوری عبارت نقل کر دیتا تو حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی اور مرزا قادیانی کے عقیدہ کا عامۃ الناس کو علم ہو جاتا۔ پمفلٹ نویس نے ”کشتی نوح“ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے۔

”اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا“
پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔“ (”کشتی نوح“
مصنف مرزا غلام احمد قادیانی، ص ۲۱، ”روحانی خزائن“ ص ۱۸، ج ۱۹)

قادیانی ایڈیٹر نے ادھورا حوالہ نقل کر کے سمجھ لیا کہ ہم ”قادیانی بیزارۃ النسیح“ کے گنبد میں مستور و محفوظ ہو گئے۔ اصل کتاب کون دیکھے گا، بات بن جائے گی یا تم از کم لوگوں کو شک تو ضرور پڑ جائے گا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناجائز حمل سے پیدا ہونے والا نہیں لکھا۔ ہم مرزا غلام احمد کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں۔ اس سے حق کے مٹلاشیوں کو اصل حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔

بوجہ حمل مریم کا ناجائز نکاح

مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

(۱) ”مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں، کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لیے خاتم الخلفاء تھا۔ موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں، میں مسیح موعود ہوں، سو میں اس کی عزت کرتا ہوں۔ جس کا ہم نام ہوں اور مفید و مفتری ہے، وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا، بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمیشروں کو بھی مقدس سمجھتا ہوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے، جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا، گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی بنیاد کیوں ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریات تھیں، جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔“ (”کشتی نوح“ ص ۶۱، ”روحانی خزائن“ ص ۷۷-۷۸ ج ۱۹)

مسیح علیہ السلام کا باپ حقیقی بھائی اور بہنیں

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(۲) حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (بڑھی ناکل) کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (”ازالہ اوہام“ ص ۳۷، ”روحانی خزائن“ ص ۲۵۳ حاشیہ ج ۳)

(۳) یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔ (”کشتی نوح“

ص ۲۱، حاشیہ، ”روحانی خزائن“ ص ۱۸، ج ۱۹

(۴) آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض

رہتے تھے۔ (”ضمیمہ انجام آہم“ ص ۶، ”روحانی خزائن“ ص ۳۹۰، ج ۱۱)

نکاح سے پہلے حمل

(۵) حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا

اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے، جس کو برا نہیں مانتے۔ بلکہ ہنسی خنسی میں بات کو ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناتے کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں، جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔ (”ایام الصلح“ اردو، حاشیہ ص ۷۲، ”روحانی خزائن“ ص ۳۰۰، ج ۱۳)

(۶) رسوم و عادات است بایں معنی کہ افغانہ مثل یہود فرقے میان نسبت و

نکاح نہ کردہ دختران از ملاقات و مخالطت بامنسوب مضایقت نہ گزید، مثلاً اختلاط مریم صدیقہ بامنسوب خودش یوسف و جمعیت وے خارج بیت گردش نمودن شہادۃ حقہ بر ایں رسم است در بعضی از قبائل خوانین جبال مخالطت دختران بمنسوبان بہ نحوے جاری و ساری است کہ غالب اوقات را دخترے قبل از اجرائے مراسم نکاح آہستنی شدہ و عادتاً محل عار و شہار قوم مگر دیدہ اغماض و اعراض ازاں سے شود، چہ ایں مردم از تابہ یہود نسبت را در رنگ نکاح داشتہ تعصن کابین ہم دراں سے کنند“ (”ایام الصلح“ فارسی، ص ۶۵، حاشیہ، ”مطبوعہ ضیاء السلام پریس“ قادیان ۱۸۹۸ء اگست)

مرزا ایو: محولہ بالا حوالہ جات عربی نہیں متوفیک و رافعک کی علی بحث نہیں، اردو اور فارسی کی صاف صاف عبارتیں ہیں۔ پاک و ہند میں لاکھوں غیر مسلم اردو اور فارسی جاننے والے موجود ہیں۔ ان کو ہی دکھالو اور ان سے فیصلہ کرا لو کہ ان عبارات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ثابت ہوتے ہیں یا نہیں؟

مندرجہ بالا حوالہ جات کے پیش نظر ان سوالوں کا ہمارے پاس کیا جواب

ہے؟

۱- کیا یوسف نجار نامی کوئی شخص (نحوذ باللہ) حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ

تھا؟

۲- کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں؟

۳- حقیقی بھائی بن کی تعریف کیا ہے؟ جن کے ماں باپ ایک ہوں یا اور کوئی

لفت قادیاں اور موڈی مگر (روہ) میں نئی ایجاد ہوئی ہے؟

۴- کیا قرآن مجید کی کوئی آیت یا کوئی صحیح حدیث پیش کر سکتے ہو کہ حضرت

مریم صدیقہ کا نکاح یوسف نجار سے ہوا تھا اور اس سے حضرت مریم کی اولاد ہوئی!

۵- حضرت مریم نے اللہ تعالیٰ سے بتول (کنواری) رہنے کا جو عہد کیا تھا، اس

عہد کی خلاف ورزی کر کے مریم کامل مومنہ رہیں؟

۶- کیا حضرت مریم کو حمل پہلے ہوا اور نکاح بعد؟ کس مستند اور غیر محرف

کتاب میں یہ واقعہ لکھا ہے؟

۷- حضرت مسیح علیہ السلام کے باپ کا ذکر کر کے مرزا غلام احمد نے یہودیوں

کی ہمنوائی کی ہے یا نہیں؟

۸- حضرت مریم کی مجبوریوں کا ذکر کس آیت یا کس حدیث میں ہے؟

۹- کس کتاب میں لکھا ہے کہ بعض سرحدی پٹھان قبیلوں کی لڑکیاں نکاح سے

پہلے اپنے منسوبوں سے حاملہ ہو جاتی ہیں؟ اس کتاب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۱۰- حضرت مریم کا نکاح سے پہلے اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ اختلاط کا

کیا منسوم ہے؟ قبل از نکاح اپنے منسوبوں سے حاملہ ہونے والی لڑکیوں کے ساتھ

حضرت مریم کو تشبیہ دینے سے کیا ہمارے ”نبی“ کی غرض یہ نہ تھی کہ انہیں

لڑکیوں کی طرح (محاذ اللہ) مریم حاملہ ہوئیں؟

مرزا غلام احمد کی عبارت کا صاف منسوم یہ ہے:

۱- حضرت مریم اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ قبل از نکاح اختلاط کرتی

تھی اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھیں اور پٹھانوں کے بعض قبائل کی لڑکیوں کی طرح نکاح سے پہلے حاملہ ہو گئی تھی۔

۲۔ مریم کامل ایماندار نہ تھی، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کنواری رہنے کا عہد کیا تھا، لیکن نکاح کر کے اپنے عہد کی خلاف ورزی کی اور نکاح بھی ایام حل میں کیا جو ناجائز تھا۔

۳۔ موسوی شریعت کی رو سے یہودیوں میں ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی ناجائز تھی۔ اس لیے حضرت مریم کی یوسف نجار سے نسبت اور نکاح ناجائز ہوئے۔ لہذا (معاذ اللہ) حسب تصریح مرزا غلام احمد حضرت مریم کے چار بیٹوں اور دو بیٹوں کی پیدائش بھی ناجائز تھی۔

۴۔ حضرت مریم کا ناجائز نکاح بزرگان قوم نے اس مجبوری کی وجہ سے کیا کہ وہ حاملہ ہو گئی تھی۔

۵۔ نکاح سے پہلے کا حل یوسف نجار ہی کا تھا۔ کیونکہ یوسف نجار سے حضرت مریم کی جو اولاد پیدا ہوئی، مرزا غلام احمد انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں قرار دیتا ہے۔ حقیقی بھائی بہن وہ ہوتے ہیں، جو ایک ماں باپ سے ہوں، اگر ماں ایک اور باپ مختلف ہوں تو ایسے بہن بھائی اخائی کہلاتے ہیں۔ اگر باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوں تو انہیں علاقائی کہا جاتا ہے۔

حضرت مسیح کا خاندان

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

۶۔ ”آپ (یسوع مسیح) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنانہ اور کسی عورت میں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (”ضمیمہ انجام آختم“ ص ۷، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۱، ج ۱۲)

۷۔ ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے، اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا، ہم تو سوچ کر تھک گئے۔ اب تک کوئی عہدہ جواب خیال میں نہیں آیا، کیا ہی خوب خدا ہے، جس کی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں۔“ (”نور

القرآن "نمبر ۲" ص ۱۲ "روحانی خزائن" ص ۲۹۳ ج ۹

مسح علیہ السلام کا چال چلن

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

۸۔ "مسح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ، پیو، شرابی۔ نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خودبین، خدا کی دعویٰ کرنے والا" ("مکتوبات احمدیہ" جلد نمبر ۳ ص ۲۳-۲۴)

۹۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ ("کشتی نوح" ص ۶۵، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۷۱ ج ۱۹)

۱۰۔ "میرے نزدیک مسح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔" ("ریویو آف ریلیجنس" جلد ۱ ص ۱۲۳، ۱۹۰۲ء)

۱۱۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی، لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔ ("تسیم و دعوت" طبع دوم ص ۶۹، "روحانی خزائن" ص ۲۳۳ ج ۱۹)

۱۲۔ یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدا کی بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے، چنانچہ خدا کی دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔ ("ست بچن" ص ۱۲۹، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۹۹ ج ۱۰)

۱۳۔ آپ (یسوع مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا

پلید عطر اس کے سر پر لے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر لے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“ (”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۷، حاشیہ ”رومانی خزائن“ ص ۲۹، ج ۱)

۳۔ ایک کجبری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے، گویا بغل (۱) میں ہے۔ کبھی ہاتھ لبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرود اور ایک خوبصورت کبھی عورت سامنے پڑی ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے، کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کبھی کے چھوٹے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسد پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے محبت کر لیتا۔ کم بخت زانیہ کے چھوٹے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی اور زنا کاری میں سارے شر میں مشہور تھی۔“ (”نور القرآن“ نمبر ۲، ص ۳۷-۳۸، ”رومانی خزائن“ ص ۳۹، ج ۱)

برتن سے وہی ٹپکتا ہے، جو اس میں ہوتا ہے۔ محولہ بالا عبارت میں مرزائی تہذیب نے برہنہ رقص کیا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس عبارت کے مکروہ الفاظ انجیل میں نہیں ہیں۔ مرزا نے یسوع اور انجیل کا نام لے کر دل کی بھڑاس نکالی ہے اور اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ہم انجیل کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ عامتہ الناس اندازہ لگا سکیں کہ مرزا قادیانی نے کسی قدر کذب بیانی اور افتراء پردازی اور بہتان طرازی کا مظاہرہ کیا ہے۔

”پھر کسی فریسی نے اس یسوع مسیح سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا

کھا، پس وہ اس فریسی کے گھر جا کر کھانا کھانے بیٹھا تو دیکھو ایک بد چلن عورت جو اس شرکی تھی۔ یہ جان کر کہ وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے۔ سنگ مرمر کی عطر دانی میں عطر لائی اور اس کے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے اور اس کے پاؤں بہت چومے اور ان پر عطر ڈالا۔ اس کی دعوت کرنے والا فریسی یہ دیکھ کر اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اسے چھوتی ہے، وہ کون ہے؟ اور کیسی عورت ہے، کیونکہ بد چلن ہے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا۔ اے شمعون! مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے، وہ بولا اے استاد کہ کسی ساہوکار کے دو قرض وار تھے، ایک پانچ سو دینار کا، دوسرا پچاس کا، جب ان کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ رہا تو اس نے دونوں کو بخش دیا۔ پس ان میں سے کون اس سے زیادہ محبت رکھے گا؟ شمعون نے جواب میں کہا میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ اس نے اس سے کہا تو نے ٹھیک فیصلہ کیا اور اس عورت کی طرف پھر کر اس نے شمعون سے کہا۔ کیا تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟ میں تیرے گھر میں آیا، تو نے میرے پاؤں دھوئے کو پانی نہ دیا، مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیئے اور اپنے بالوں سے پونچھے، تو نے مجھ کو بوسہ نہ دیا، مگر اس نے جب سے میں آیا ہوں۔ میرے پاؤں کا چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر میں تیل نہ ڈالا، مگر اس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا۔ اسی لیے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے گناہ جو بہت تھے معاف ہوئے، کیونکہ اس نے بہت محبت کی، مگر جس کے تھوڑے گناہ معاف ہوئے وہ تھوڑی محبت کرتا ہے اور اس عورت سے کہا، تیرے گناہ معاف ہوئے، اس پر وہ جو اس کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تھے، اپنے جی میں کہنے لگے کہ یہ کون ہے جو گناہوں کو بھی معاف کر دیتا ہے؟ مگر اس نے عورت سے کہا کہ تیرے ایمان نے تجھے بچا لیا ہے، سلامت چلی جا۔“ (انجیل لوقا“ باب ۷، درس ۳۶ تا ۵۰)

پھر مریم نے جناماسی کا آدھ سیر خالص اور بیش قیمت عطر لے کر یسوع کے پاؤں پر ڈالا اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پونچھے اور گھر عطر کی خوشبو سے مک

گیا۔ مگر اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص یسوع کو اسے پکڑوانے کو تھا، کہنے لگا یہ عطر تین سو دنار میں بیچ کر غریبوں کو کیوں نہ دیا گیا؟ اس نے یہ اس لیے نہ کہا کہ اس کو غریبوں کا فکر تھا بلکہ اس لیے کہ چور تھا اور چونکہ اس کے پاس ان کی قسطی رہتی تھی۔ اس میں جو کچھ پڑتا، وہ نکال لیتا تھا۔ پس یسوع نے کہا کہ اسے یہ عطر میرے دفن کے دن کے لیے رکھنے دے کیونکہ غریب غریب تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں، لیکن میں ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہوں گا۔“ (”انجیل یوحنا“ باب ۱۲، درس ۸ تا ۱۲)

”اور جب یسوع بیت حننہ میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا تو ایک عورت سنگ مرمر کی عطردانی میں قیمتی عطر لے کر اس کے پاس آئی اور جب وہ کھانا کھانے بیٹھا تو اس کے سر پر ڈال دیا۔ شاگرد یہ دیکھ کر خفاء ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ کس لیے ضائع کیا گیا۔ وہ تو بڑے داموں کو بک کر غریبوں کو دیا جاسکتا تھا۔ یسوع نے یہ جان کر ان سے کہا کہ اس عورت کو کیوں دق کرتے ہو؟ اس نے تو میرے ساتھ بھلائی کی ہے، کیونکہ غریب غریب تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں، لیکن میں تمہارے پاس ہمیشہ نہ رہوں گا اور اس نے جو عطر میرے بدن پر ڈالا یہ میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس خوشخبری کی منادی کی جائے گی، یہ بھی جو اس نے کیا۔ اس کی یادگاری میں کہا جائے گا (”انجیل متی“ باب ۲۶، درس ۶-۱۳)

”ہم نے اناجیل سے اصل واقعہ نقل کر دیا ہے۔ وہ بد چلن عورت، جس کا نام مریم تھا۔ اپنے گناہوں کی معافی کے لیے روتی ہوئی یسوع مسیح کے پاس آئی۔ چنانچہ اسے کہا گیا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے۔“

مرزا غلام احمد قادیانی کے توہین آمیز الفاظ جنہیں اس نے جلی حروف میں لکھا ہے ”گویا بغل میں ہے“ ”گود میں تماشہ کر رہی ہے“ ”یسوع صاحب حالت وجد میں بیٹھے ہیں“ خوبصورت کسی عورت سانے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ یسوع کی شہوت وغیرہ حیا سوز الفاظ اناجیل میں ہرگز نہیں۔

مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

۱۵۔ لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی نکائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قہے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ ”واضح البلاء“ ٹائٹل، ”پیج آخری“ ”روحانی خزائن“ ص ۲۲۰ (۱۸۷)

اس عبارت میں مرزائیوں کے ”مسیح موعود“ نے صاف الفاظ میں اپنے عقیدہ کا اظہار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور اس لیے نہیں فرمایا، کیونکہ۔

(۱) مسیح شراب پیتا تھا۔

(۲) فاحشہ عورت نے اپنی بدکاری کی نکائی کے روپے کا خریدا ہوا عطر مسیح کے سر پر ملا۔

(۳) فاحشہ عورت نے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے مسیح کے بدن کو چھوا تھا۔

(۴) غیر محرم جوان عورت مسیح کی خدمت کرتی تھی۔

بقول مرزا حضرت مسیح علیہ السلام معاذ اللہ ان گناہوں میں ملوث تھے، اسی لیے قرآن حکیم میں انہیں حضور نہ کہا گیا۔ ثابت ہوا کہ یہ کوئی فرضی وجود یا انجیلی یسوع نہ تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔

ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے مرشد کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کے محولہ بالا ”گناہوں“ کی وجہ سے انہیں قرآن مجید میں ”حضور“ نہ کہا گیا۔ قرآن حکیم میں تو حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت

ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور سرور کائنات سید الاولین والآخرین خاتم النبیین رحمۃ اللہ علیہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداء ابی و امی کو بھی ”حصور“ نہیں کہا گیا، اپنے ”قادیانی نبی“ کے رسالہ، کتاب یا کسی مقالہ سے بتاؤ کہ نعوذ باللہ من ذالک ان انبیاء علیہم السلام کے کون کون سے ”گناہ“ تھے جن کی وجہ سے ان حضرات کو قرآن مجید میں ”حصور“ نہیں فرمایا گیا؟

قادیانی مرزا لکھتا ہے:

۱۱ - ”ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی“ (ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۵، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۲۸۹، ج ۱۱)

۱۲ - ہاں آپ (یسوع مسیح) کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۵، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۲۸۹، ج ۱۱)

۱۳ - یہ بھی یاد رہے کہ آپ (یسوع مسیح) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۵، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۲۸۹، ج ۱۱)

۱۴ - نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یودیوں کی کتاب تالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی، عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۶، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۰، ج ۱۱)

۲۰ - اور آپ (یسوع مسیح) کے ہاتھ میں سوا مکرو فریب کے اور کچھ نہیں تھا (ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۷، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۱، ج ۱۱)

۲۱ - پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔“ (”چشمہ مسیحی“ ص ۹، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۱، ج ۲۰)

معجزات مسیح علیہ السلام کا انکار

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

۲۲ - اور بموجب بیان یودیوں کے اس (یسوع مسیح) سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔

محض فریب اور مکرو تھا۔“ (”چشمہ مسیحی“ نمبر ۸، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۳، ج ۲۰)

۲۳۔ عیسائیوں نے بت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آختم" ص ۶، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۹۰ ج ۱)

۲۴۔ مسیح کے معجزات اور ہشکونیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شہادت پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ ("ازالہ ادہام" ص ۵، "روحانی خزائن" ص ۱۰۶ ج ۳)

۲۵۔ "ممکن ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو رومیہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا، جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں، بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (ضمیمہ "انجام آختم" ص ۷، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۹۰ ج ۱)

۲۶۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے، جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا، جس میں ہر قسم کی بیمار اور تمام مجنوم مخلوق مبروس و دغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔ ("ازالہ ادہام" ص ۳۳، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۳۳ ج ۳)

۲۷۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی، بہر حال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اڑانے کا ناقل) صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔" ("ازالہ ادہام" ص ۳۵، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۳۳ ج ۳)

کیا کہنے ہیں قادیانی منطق کے، روح القدس کی تاثیر تالاب میں ہو تو عین

توحید ہے، اس سے شرک کا واہمہ تک نہیں ہو سکتا، لیکن اگر وہی خارق عادت فعل بطریق معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہو تو شرک ہو جاتا ہے۔ ہنس للظالمین بدلا۔ معجزہ کو کھیل سمجھنا کسی جگہ ہونے دل و دماغ ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

۲۸۔ اب جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ شعبہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ ("ازالہ ادہام" ص ۳۷، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۵۳، ج ۳)

۲۹۔ ماسوا اس کے یہ بھی قرن قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الرب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں، کیونکہ عمل الرب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنے روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ ("ازالہ ادہام" ص ۳۸، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۵۹-۲۵۵، ج ۳)

۳۰۔ "مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل (عمل الرب ناقل) ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمایوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" ("ازالہ ادہام" ص ۳۹، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۵۸-۲۵۷، ج ۳)

۳۱۔ "یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔" ("ازالہ ادہام" ص ۳۰، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۵۸، ج ۳)

۳۲۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات (۲) سے بھرا ہوا ہے اس لیے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ ای اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰؑ نے اپنا رفیق بنایا۔ گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا۔ پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی، جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔ ("ازالہ ادہام" ص ۳۷، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۵۵، ج ۳)

۳۳۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو، جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھوک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے، یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو، کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے، جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ ("ازالہ ادہام" ص ۳۷، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۲۵۵-۲۵۴، ج ۳)

مرزا قادیانی کی متذکرہ بالا عبارات میں کس قدر تضاد ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مٹی سے بنائے ہوئے پرندوں کی پرواز کے متعلق ان عبارات کا واضح مفہوم یہ ہے:

۱۔ تالاب کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر تھی۔ اس تالاب کی مٹی سے بنائے ہوئے پرندے پرواز کرتے تھے۔

۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا پرندوں کو بنا کر اڑانا ساحرانہ شہدہ بازی تھی۔

۳۔ عمل ترب یعنی مسعوزیم کی وجہ سے مٹی سے بنائے ہوئے پرند پرواز کرتے تھے۔

۴۔ مسیح علیہ السلام کا مٹی سے پرند بنا کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو اڑانا یہ قرآن مجید میں استعارہ ہے۔ مٹی کی چڑیوں سے مراد ای اور نادان لوگ ہیں۔ جن میں حضرت مسیح علیہ السلام نے ہدایت کی روح پھونک دی۔ جس سے وہ پرواز کرنے

لکھ

۵۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے یوسف نجار کے ساتھ بائیس برس بڑھتی کا کام کیا جس کے باعث اس قدر ماہر فن ہو گئے تھے کہ مٹی کے ایسے کھلونے بنائے جو کل دبانے سے پرواز کرتے تھے۔ یہ ہیں مرزا قادیانی کے بیان کردہ حقائق و معارف جن پر امت مرزائیہ کو ناز ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کے کلام مجید کی تحریف معنوی اور تفسیر بالرائے کی جائے تب اختلافات ناگزیر ہو جاتے ہیں، چونکہ تمام توجیہات باطلہ تھیں۔ اس لیے یقین اور وثوق کسی ایک پر نہ تھا بلکہ متذکرہ بالا تمام تحريفات مللھا من قولو کا مصداق ہیں۔

جن مہتمم بالشان معجزات کا قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف انتساب کیا ہے، مرزا قادیانی نے ان معجزات کو استعارہ کا لباس پہنا کر اور ان کا انکار کر کے یہودی ہمنوائی کی ہے۔ معجزات کے انکار کی وجہ یہ ہوئی کہ مخالفین نے مرزا سے مطالبہ کیا کہ اگر تم مشکل مسیح ہو تو حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح معجزات کیوں نہیں دکھاتے؟ چونکہ دعویٰ مسیحیت کی بنیاد ہی کذب و افتراء پر تھی اور ”قادیانی مسیحیت ماب“ کا کرامت یا معجزہ سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ لوگوں کے مطالبے سے چمٹکارا پانے کے لیے یہ طریق مناسب سمجھا کہ معجزات مسیح علیہ السلام کو استعارہ تالاب کی مٹی کی تاشیر، محل الترب، مسعوریم سحر، مکودہ، قاتل نفرت، شعبہ کہہ کر ان کی عقلت کو مشکوک کر کے ان کا انکار کر دیا، جیسا کہ لکھا ہے:

حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آختم)

ص ۶، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۰، ج ۱۲

مسیح علیہ السلام کی جھوٹی پیش گوئیاں

مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

۳۳۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین ہمشکونیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔ (اعجاز احمدی، ص ۳۴ روحانی خزائن، ص ۳۱)

(۱۲)

۳۵۔ یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں ان کی پیش گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے، کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے۔ (اعجاز احمدی، ص ۳۳، ”روحانی خزائن“ ص ۳۰، ج ۱۹)

۳۶۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیش گوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر اہمتر ہے۔ کیا یہ بھی کچھ پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی، لڑائیاں ہوں گی، قحط پڑیں گے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی ہشگوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں۔ (ازالہ ادہام، ص ۵، ”روحانی خزائن“ ص ۱۰۶، ج ۳)

۳۷۔ اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔ (ضمیمہ انجام آہتم، ص ۴، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۲۸۸، ج ۱۹)

۳۸۔ جو اس یہودی فاضل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں پر اعتراض کیے ہیں، وہ نہایت سخت اعتراض ہیں، بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ ان کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔ (اعجاز احمدی، ص ۵، ”روحانی خزائن“ ص ۱۱، ج ۱۹)

کس قدر قلم عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں کی تکذیب کر کے خود ہی مجلس ماتم بہا کی (۳) حالانکہ اسی قادیانی مدعی نبوت نے لکھا ہے:

”قرآن شریف میں ہے، بلکہ توہمات کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر ہے کہ مسیح موعود کے وقت (۴) طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی ہشگوئیاں ٹل جائیں۔“ (”کشتی نوح“ ص ۵، ”روحانی خزائن“ ص ۵، ج ۱۹)

نتیجہ صاف اور واضح ہے کہ نبی کی پیش گوئی نہیں ٹلتی۔ حضرت مسیح علیہ

السلام کی پیش گوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں اور ٹل گئیں۔ اس لیے حضرت مسیح علیہ السلام نبی نہ تھے۔ یہ ہیں قادیانی عقائد کے عجائبات۔ جب مرزا کے اپنے بعض نظریات و عقائد یہودیوں والے ہیں، تو اسے یہودیوں کے اعتراضات کا جواب کیسے دیتا؟

فضیلت مرزا

۳۹۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بدھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔
 ("دافع ابلاء" ص ۳، "روحانی خزائن" ص ۲۳۳، ج ۱۸)

۴۰۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بدھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔
 ("حقیقتہ الوحی" ص ۳۸، "روحانی خزائن" ص ۱۵۲، ج ۲۲)

۴۱۔ پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں (۵) کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ ("حقیقتہ الوحی" ص ۱۵۵، "روحانی خزائن" ص ۱۵۹، ج ۲۲)

۴۲۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے ("دافع ابلاء" ص ۲۰، "روحانی خزائن" ص ۲۴۰، ج ۱۸) اس عظیم الشان نبی سے افضلیت کا دعویٰ ہے، جو صاحب شریعت اور صاحب معجزات تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جن کے فضائل و کمالات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان فرمائے ہیں۔

"قادیان کے الہامی" نے رعونت و خود پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہودی عقیدہ اپنا کر اپنی فضیلت کا بے سراگ الاپا ہے۔ جیسا کہ اس نے لکھا ہے:
 "یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہوں گے اور آخری مسیح، جس سے

اس زمانہ کا مسیح مراد ہے، پہلے مسیح سے افضل ہوگا۔" ("حقیقۃ الوحی" ص ۱۵۳،
 "روحانی خزائن" ص ۱۵۸ ج ۲۲)

موجب تماشہ ہے کہ دعویٰ مسیحیت کا اور عقیدہ یسوع کا الکفر ملہ واحدہ
 شعبہ بازی کا کمال ہے "غیر تشبیہی" (بے شہادت) صاحب شریعت نبی سے افضل
 ہو۔

تباہ کن فتنہ

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

۳۳۔ وہ (مسیح) ایک خاص قوم کے لیے آیا اور افسوس کہ اس کی ذات سے
 دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا۔
 جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا۔ اس کے آنے سے اہل اہل اور فتنہ
 بیہ گید۔ ("انتم العجبتہ" لاہوری ایڈیشن، ص ۳۲، "روحانی خزائن" ص ۳۰۸ ج ۸)
 "قادیانی مدعی مسیحیت نے ایک ہی سانس میں متضاد باتیں کہہ دیں۔ پہلے
 جملہ میں اپدیش دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات گرامی سے دنیا کو کوئی بھی
 روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا۔" دوسرے جملہ میں انکشاف کیا جس کا ضرر اس کے فائدے
 سے زیادہ ثابت ہوا۔ پہلے جملے میں حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود مقدس اور ان کی
 نبوت سے فائدہ کا کلیتہاً انکار ہے۔ دوسرے جملہ میں کسی قدر فائدہ کا اقرار بھی
 ہے۔

"ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں، کیونکہ ایسے
 طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔" ("ست بچن" مرزا غلام احمد، ص ۳۱،
 "روحانی خزائن" ص ۱۳۳ ج ۱۰)

مرزائی بتائیں کہ مندرجہ بالا عبارت کے پیش نظر ان کا کیا عقیدہ ہے؟
 ۱۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات اقدس سے دنیا کو کوئی روحانی فائدہ نہیں

پہنچتا؟

۲۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے نقصان زیادہ اور فائدہ کم ہوا؟

- ۳۔ نقل کفر، کفر نہ باشد کیا اللہ تعالیٰ کو نبوت کے لیے کوئی موزوں شخص نہ لے سکا جو ایسی ہستی کو نبی بنا دیا کہ جس کی نبوت نے نقصان زیادہ کیا اور نفع کم دیا؟
- ۴۔ نبوت باری تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے یا جاہ کن فتنہ؟

غلام احمد نے لکھا ہے:

- ۴۴۔ جو شخص کشمیر، سری نگر، محلہ خان یار میں مدفون ہے۔ اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا توبہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا۔ جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو جاہ کر دیا۔ ”دافع البلاء“ مصنفہ غلام احمد، ص ۱۵ ”روحانی خزائن“ ص ۲۳۵ (۱۸۷)

قادیانیو: سر جوڑ کر بیٹھو اور سو بار سوچ کر بتاؤ کہ اوپر کی عبارت میں ”تمہارے نبی نے کیسی متضاد بات لکھ دی کہ ”خدا توبہ پابندی اپنے وعدے کے ہر چیز پر قادر ہے“ کیا اس جملہ کا یہ مفہوم نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق حرمت مسیح علیہ السلام کو زمین پر بھیج سکتا ہے۔ جملے کے دوسرے حصے میں گو ہر افغانی کی ”لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو جاہ کر دیا ہے“ دیکھئے آپ کے ”قادیانی پیغمبر“ نے کس بھونڈے طریق سے حرمت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا ایک ہی جملہ میں اقرار اور انکار کر دیا، کیا تمہارے عقیدہ کے مطابق تجسم خدا، تثلیث اور اہمیت کا فتنہ حرمت مسیح علیہ السلام کا بپا کیا ہوا ہے، کیا پولوسی مذہب کی ذمہ داری حرمت مسیح علیہ السلام پر عائد ہوتی ہے۔

شرمناک توہین

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

- ۴۵۔ ”وہ (مسیح ابن مریم) ہر طرح عاجزی عاجز تھا۔ خرچ معطوم کی راہ سے جو پلیدی اور ٹپاکی کا مبرز ہے، قتلہ پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا

دکھ اٹھاتا رہا۔ ("براہین احمدیہ" ص ۳۲۹، چار حصص، طبع لاہور، "روحانی خزائن" ص ۳۴۲-۳۴۳ ج ۱)

۳۶۔ "اور اسلام نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہ گار جسم سے جو بنت سب اور تر اور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے غیر سے اپنی فطرت میں انہت کا حصہ رکھتا تھا۔ خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں۔ جیسے خسرو، چچک، دانٹوں کی تکالیف وغیرہ۔ تکلیفیں وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی۔ وجہ یہ ہے کہ وہ (خدا تعالیٰ) پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اس پر جائز نہیں۔ ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیرڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا اور آخر چند ساعت جان گدنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔" ("ست بچن" ص ۷۳-۷۴، "روحانی خزائن" ص ۲۹۷-۲۹۸ ج ۲)

۳۷۔ "مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہیں، بیہودا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ جیسے برہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے بچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔" ("نور القرآن" نمبر ۲، ص ۱۱، "روحانی خزائن" ص ۳۹۳-۳۹۴ ج ۹)

۳۸۔ "مریم کا بیٹا کشمیا کے بیٹے (رام چندر ناتل) سے کچھ زیادت نہیں رکھتا" ("انجام آتھم" ص ۴۱، "روحانی خزائن" ص ۴۱ ج ۱۱)

ہم نے شیعہ نمونہ از خوارے مرزا غلام احمد قادیانی کی چند دلازار اور توہین آمیز عبارات نقل کی ہیں کہ جن میں آنجمانی نے کھلے بندوں اللہ تعالیٰ کے سچے رسول حضرت مسیح علیہ السلام فداہ ابی و امی کی انتہائی تذلیل کی اور ان کی ذات گرامی کے متعلق بہتان و افتراء کی اشاعت کی گئی ہے۔ رقابت کی وجہ سے مرزا قادیانی کا دل اور دماغ حضرت مسیح علیہ السلام کے بغض سے لبریز تھا۔ اس لیے اس نے ان کی مقدس و مطہر ہستی کی طرف شراب پینے اور خنزیر کھانے تک کی نسبت کر دی۔ معاذ اللہ استغفر اللہ۔

متنبی قادیان نے لکھا ہے:

۳۹۔ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لیے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ ("حقیقۃ الوحی" ص ۲۹، "روحانی خزائن" ص ۳۱، ج ۲۲)

کس قدر جھوٹ و افتراء کا مجموعہ ہے یہ عبارت۔ سچ ہے برتن سے وہی ٹپکتا ہے، جو اس میں ہوتا ہے۔ اس خبیث عبارت کا ایک ایک لفظ کذب بیانی کا مرقع ہے۔ مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ آسمان سے تشریف لانے کے بعد سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہوں گے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے ثابت ہے۔

۱۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

وان عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل ما یحکم الا بشیء محمد صلی اللہ علیہ وسلم ("فتوحات مکہ" ج ۱، باب نمبر ۳، ص ۱۵۰)

"اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ صرف حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔“

۲۔ حضرت امام عبدالوہابؒ شرعاً فرماتے ہیں:

وكذلك عيسى عليه السلام اذا نزل الى الارض لا يحكم لنا

الا بشريعة نبينا صلى الله عليه وسلم (”الروايات والجواهر“ ج ۲، ص ۳۸)

”اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے

تو ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلے

کریں گے۔“

۳۔ حضرت محمد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود

مطابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیم حضرت عیسیٰ

علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو آخری رسول حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی شریعت پر عمل فرمائیں گے۔ (”مکتوبات شریف“ ج ثالث، مکتوب

ہفتادم، ص ۲۷)

پس مرزا غلام احمد کی محولہ بالا عبارت کذب و افتراء کا مجموعہ اور حضرت

سج علیہ السلام سے بغض و عداوت کی آئینہ دار ہے۔ کیونکہ مرزا اس عبارت کے

لکھنے سے بہت پہلے تحریر کر چکا تھا لیکن ”دروغ گورا حافظہ نباشد۔“

مرزا نے لکھا تھا:

”یہ ظاہر ہے کہ حضرت سج ابن مریم اس امت کے شاری میں آگئے

ہیں۔“ (”زالہ ادہام“ ص ۳۳، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۶، ج ۳)

اسی مرزا نے ”حقیقۃ الوحی“ کی مندرجہ بالا عبارت لکھنے سے قریب ایک سال

پہلے لکھا تھا۔

”پولوس نے اور پھر ایک اور گند (عیسائی) اس مذہب میں ڈال دیا کہ ان

کے لیے سور کھانا حلال کر دیا۔ حالانکہ حضرت سج، انجیل میں سور کو ناپاک قرار دیتے

ہیں۔ تبھی تو انجیل میں ان کا قول ہے کہ اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو۔“

”چشمہ مسکٰی“ ص ۳۴ ”روحانی خزائن“ ص ۷۵ ج ۲۰) سور تورات کی رو سے ابدی حرام تھا۔ ”کشتی نوح“ ص ۶۰، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۶۵ ج ۱۹) جب مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سور کو ناپاک سمجھتے تھے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے شمار میں ہیں، تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ ان کی ”حقیقتہ الوحی“ کے مندرجہ بالا خبیث اور لعنتی الفاظ محض ان کی توہین و تذلیل ہی کے لیے لکھے ہیں۔

ہم نے چند عبارات نقل کی ہیں ورنہ مرزا قادیانی کے متعدد حوالہ جات ہیں جن میں اس نے نبی معصوم حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ حالانکہ اسی مرزا نے لکھا ہے۔

۱۔ تیر بر معصوم ے بارو خبیث بدگر
آسمان راے سزد گر سنگ بارو بر زمین

(”فتح اسلام“ ص ۷۵، ”روحانی خزائن“ ص ۴۵ ج ۳)

۲۔ بد تر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء بھی ہے!

(”ورثین“ اردو، قادیان ص ۴، ”قادیان کے آرہ اور ہم“ ص ۶، ”روحانی خزائن“ ص ۴۵۸ ج ۲)

۳۔ ”ہم مختلف فرقوں کے بزرگ ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرتا پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں۔“ (”براہین احمدیہ“ حصہ دوم، ص ۱۴۲ ”روحانی خزائن“ ص ۴۴ ج ۱)

۴۔ ”وہ بڑا ہی خبیث اور ملعون اور بد ذات ہے، جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔“ (”ابلاغ المبین“ ص ۱۹، مرزا غلام احمد کا آخری لیکچر لاہور)

۵۔ (اسلام میں کسی نبی کی بھی تحقیر کفر ہے۔) (”ضمیمہ چشمہ معرفت“ ص ۱۸ ”روحانی خزائن“ ص ۳۹۰ ج ۲۳)

۵۔ ”اسلام میں کسی نبی کی بھی تحقیر کفر ہے۔“

مرزائی فریب

مرزا غلام احمد کی تحریرات و اقوال سے توہینِ حضرت مسیح علیہ السلام کی عبارتِ پیش کی جاتی ہیں تو امتِ مرزائیہ اپنے قادیانی ”مسیح موعود“ کو توہینِ مسیح علیہ السلام کی زد سے بچانے کے لیے مندرجہ ذیل فریب دیتی ہے:

پہلا فریب: ”مسیح موعود“ (مرزا غلام احمد ناقل) نے عیسائیوں کے بالقابلِ انجیلی یسوع کے متعلق قدرے سخت الفاظ تحریر کیے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں سخت الفاظ استعمال نہیں کیا۔

جواب: یسوع مسیح ایک ہی برگزیدہ ہستی کا اسمِ گرامی ہے۔ عیسائی انہیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ہم مسلمان انہیں اللہ تعالیٰ کا نبی و رسول مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قالت النصری المسمیٰ ابن اللہ (پ ۱۰، التوبہ ۹، نمبر ۳۰)

”عیسائی کہتے ہیں، مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ کیا انہیں مسیح علیہ السلام کو جو

اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، عیسائی خدا کا بیٹا نہیں کہتے؟ کیا انہیں مسیح علیہ السلام کو ثالثِ ثلاثہ نہیں مانتے؟“

یہ قادیانوں کا فریب کارانہ پراپیگنڈا ہے کہ ان کے مرزا نے عیسائیوں کے یسوع کے متعلق سخت الفاظ استعمال کئے ہیں، حضرت مسیح علیہ السلام کی تو وہ عزت کرتا تھا۔ یسوع اور مسیح ایک ہی تھے، جیسا کہ مرزا نے لکھا ہے:

۱۔ ”جن نبیوں کا اسی وجودِ غصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں، ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“ (”توضیح مرام“ ص ۳ ”روحانی خزائن“ ص ۵۲ ج ۳)

۲۔ ”لیکن جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر

جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ ("چشمہ مسیحی" ص ۲۶، "روحانی خزائن" ص ۳۵۵-۳۵۶، ج ۲۰)

۳ - "ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں، تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔" ("چشمہ مسیحی" ص ۳۰، حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۳۸۸، ج ۲۰)

۴ - "حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیوس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔" ("راز حقیقت" ص ۱۹، "روحانی خزائن" ص ۱۷۱، ج ۱۳)

۵ - "حضرت یسوع مسیح کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائیداد کی طرح ہے۔" ("تحفہ قیصو" ص ۱۸، "روحانی خزائن" ص ۲۷۵، ج ۱۳)

۶ - "اس خدا کے دائمی پیارے (۶) اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے، یہودیوں نے تو اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے برے سے برے مغموم کو جائز رکھا۔" ("تحفہ قیصو" ص ۱۷، "روحانی خزائن" ص ۲۷۳، ج ۱۳)

۷ - "مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے۔" ("کشتی نوح" ص ۵، "روحانی خزائن" ص ۵، ج ۱۹)

اللہ تعالیٰ نے مرزا کے قلم پر تصرف فرما کر اس سے حق کا اظہار کروا دیا کہ انجیلی یسوع اور حضرت مسیح علیہ السلام ایک ہی برگزیدہ نبی کا نام ہے۔ مرزا نے لکھا ہے:

۸ - "یہ تو مجھ کو پہلے ہی سے معلوم ہے کہ عیسائی مذہب اسی دن سے تاریکی میں پڑا ہوا ہے، جب سے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کی جگہ دی گئی ہے،" ("حجتہ الاسلام" لاہوری ایڈیشن، ص ۴۳، "روحانی خزائن" ص ۵۶، ج ۶)

۹ - اور ان (یسوع) کی حجت یہ ہے کہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیے گئے۔ ("ایام الصلح" طبع اول، ص ۱۷، "روحانی خزائن" ص ۳۵۳، ج ۱۳)

۱۰ - "مبالغہ میں) عیسائی یہ کہے کہ وہ عیسیٰ مسیح نامری، جس پر میں ایمان لایا

ہوں، وہی خدا ہے۔ ایسا ہی یہ عاجز (غلام احمد قادیانی) دعا کرے گا کہ اے کامل اور بزرگ خدا میں جانتا ہوں کہ درحقیقت عیسیٰ مسیح ناصری تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے، خدا ہرگز نہیں۔“ (”حجتہ الاسلام“ ص ۲۳، ”روحانی خزائن“ ص ۷۰، ج ۶)

۱۔ ”وہی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں ایک عاجز بندہ مگر نبی مانتا ہوں۔“ (”ریویو آف ریلیجنز“ ستمبر ۱۹۹۲ء، ص ۳۳۳)

ان عبارات میں مرزا قادیانی نے غیر مبہم الفاظ میں تنہیہ کیا ہے کہ یسوع اور مسیح ایک ہی عظیم الشان نبی کے نام ہیں۔ پس عیسیٰ، یسوع، مسیح کسی نام سے گالیاں دی جائیں، اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی کی توہین ہوگی۔

دوسرا فریب: مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے اس یسوع کے متعلق سخت الفاظ لکھے ہیں، جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

جواب: جناب یسوع مسیح کی نسبت کذب بیانی کی انتہا ہے کہ انہوں نے الوہیت یا انہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا نے لکھا ہے: ”حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور انہیت ہے، ایسے تھکر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء، جو ان پر کیا گیا، وہ یہی ہے۔“ (”تحفہ قیصو“ ص ۲۹، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۷، ج ۴)

تیسرا فریب: مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے یسوع کی خیالی تصویر یا فرضی یسوع کی مذمت کی ہے۔

جواب: فرضی یسوع کی اصطلاح قادیانوں کی فریب کاری کی بین دلیل ہے۔ خیالی، فرضی اور موہوم وجود کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ جیسا کہ مرزا نے لکھا ہے کہ ”مستور الحال مفقود الخیر فرضی اور خیالی نام کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“ (”نور القرآن“ حصہ دوم، ص ۱۵، ”روحانی خزائن“ ص ۳۹۹-۳۹۸، ج ۹)

مرزا کی بتائیں کہ خیالی تصویر یا فرضی یسوع کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن

مجید میں یا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں کچھ کیوں نہ فرمایا؟ کیا اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرضی یسوع کا علم نہ تھا؟

مرزائی کیوں نہیں سوچتے کہ ان کے نبی نے اگر فرضی اور خیالی یسوع کی پردہ دوری کی ہے تو یہ عیسائیوں کے لیے حجت اور قابل تسلیم کیسے ہوگی؟ ان پر حجت تب ہوتی، جب حقیقی یسوع مسیح کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

چوتھا فریب: ”مسیح موعود“ (مرزا غلام احمد) نے بائبل کے حوالوں سے یسوع کی پوزیشن واضح کی ہے۔

جواب: قادیانی ایک بات پر قائم نہیں رہتے، بات بات پر پینترا بدلتے ہیں کبھی لکھتے ہیں کہ مرزا نے خیالی اور فرضی یسوع کے متعلق لکھا ہے کہ کبھی کہتے ہیں کہ اس نے بائبل کے حوالہ جات سے یسوع کی حقیقت بیان کی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ یہودیوں کے الفاظ نقل کئے ہیں، کبھی بتاتے ہیں کہ الٹرا ی جواب دیا گیا۔ انہیں کسی ایک جواب پر اطمینان نہیں۔ سچ ہے کہ حق سے روگردانی کرنے والوں کو ہر قدم پر ٹھوکرین کھانی پڑتی ہیں۔ بائبل کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے نبی کی توہین ”قادیانی نبوت“ کا شاہکار ہے۔ بائبل کے متعلق قادیانی مرزا نے لکھا ہے۔

۱۔ سچ بات تو یہ ہے کہ وہ کتابیں (تورات و انجیل) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رومی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ ان میں ملائے گئے تھے۔ جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبہل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں۔ چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محرف مبہل ہو چکی۔ ”(چشمہ معرفت“ دوسرا حصہ“ ص ۲۵۵، ”روحانی خزائن“ ص ۲۲۱ ج ۲۳۵)

۲۔ قرآن نے انجیل اور تورات کو محرف و مبہل اور ناقص اور ناتمام قرار

دیا۔ ”(دافع البلاء“ ص ۱۹، ”روحانی خزائن“ ج ۱۸، ص ۲۳۹ ج ۱۸)

۳۔ غرض یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلانی جاتی

ہیں، ایک ذرہ قائل اعتبار نہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی پیروی میں کچھ بھی برکت نہیں، خدا کا جلال اس شخص کو ہرگز نہیں ملتا، جو ان! بچیلوں کی پیروی کرتا ہے، بلکہ یہ ا بچیلیں حضرت مسیح کو بدنام کر رہی ہیں۔“ (”تزیان القلوب“ ص ۳۳، ”روحانی خزائن“ ص ۳۲، ج ۱۵)

ثابت ہوا کہ بقول مرزا قادیانی بائبل محرف و مبذل اور حضرت مسیح کو بدنام کرنے والی ہے، اس لیے اسے حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات گرامی کے لیے حجت قرار دینا محض دھوکا اور فریب ہے۔

پانچواں قریب: ”مسیح موعود“ (مرزا غلام احمد) نے یہودیوں کے اعتراض نقل کئے ہیں جیسا کہ لکھا ہے ”جو اس فاضل یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیسگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں، وہ نہایت سخت اعتراض ہیں۔ بلکہ وہ ایسے اعتراض ہیں کہ ان کا ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔“ (”عجاز احمدی“ ص ۵، ”روحانی خزائن“ ص ۱۱، ج ۱۹)

جواب: یہ مرزائیوں کا عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی کے متعلق یہودیوں کے اعتراضات نقل کرنے سے مرزا کا مقصد حضرت مسیح علیہ السلام کی تنقیص و اہانت تھی جیسا کہ قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے لکھا:

۱۔ ”کسی کو گالی دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے تو حرامزادہ نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرامزادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی، جو اس نے دوسرے کو دی۔ گو دوسرے کی زبان سے دلائی“ (”احرار کو مباحلہ کا چیلنج“ ص ۱۰)

۲۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے: ”جو بات دشمن کے منہ سے نکلے، وہ قائل اعتبار نہیں۔“ (”عجاز احمدی“ ص ۲۵، ”روحانی خزائن“ ص ۱۳۳، ج ۱۳۳)

چھٹا قریب: ”مسیح موعود“ (مرزا غلام احمد) نے حضرت مریم صدیقہ کی والدہ کے بارے میں ہرگز نہیں بلکہ اس خاندان کی دور کی تین عورتیں تمر، راحب اور بنت سبج کا نام لے کر فرمایا ہے، مگر نہ از خود بلکہ بائبل کے حوالے سے۔

جواب : کس قدر دجل و فریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کی تذلیل کرنے کے لیے بائبل کی پناہ لی جا رہی ہے کہ جس کتاب میں یہودیوں نے تغیر و تبدل کیا ہے۔

قادیانی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید یا اللہ تعالیٰ کے آخری مقدس رسول حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت مسیح علیہ السلام کی تین دادیاں اور تیناں زناکار اور کجبریاں تھیں؟ کیا ایک گہبی کی تذلیل کی غرض سے محرف و مبطل کتاب کے توہین آمیز حوالے کی تصدیق و توثیق کفر بواح نہیں؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء علیہم السلام کے حسب نسب کے متعلق لکھا ہے۔

”اور خدا نے اماموں کے لیے چاہا کہ وہ ذنوب ہوں تاکہ لوگوں کو ان کی کمی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو۔۔۔ اسی طرح خدا کی سنت اس کے نبیوں میں ہے، جو قدیم زمانہ سے جاری ہے۔ بس ڈرو اور دیکھو۔“
(”اعجاز احمدی“ ص ۷۷، اردو ترجمہ، ”روحانی خزائن“ ص ۱۸۳-۱۸۴، ج ۱۹)

جب مرزا قادیانی کے قول کے پیش نظر تمام انبیاء علیہم السلام کا نسب اعلیٰ اور بے داغ ہوتا ہے اور اس کی تحریر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور تیناں زناکار اور کجبریاں تھیں تو نتیجہ صاف ہے کہ بقول مرزا حضرت مسیح علیہ السلام نبی نہ تھے۔ اگر مرزا غلام احمد حضرت مسیح علیہ السلام کی تین دادیوں اور تینوں کو زانیہ عورتیں سمجھتا تھا تو معاذ اللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ بائبل کا اہتمام و بہتان تھا تو مرزا نے اس کی تردید کیوں نہ کی؟ بلکہ توثیق کی ہے جیسا کہ اس نے لکھا ہے۔

”اس سے عجیب تر یہ کہ کفارہ یسوع کی دادیوں اور تینوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا حالانکہ ان کی بدکاریوں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا۔“ (”ست پنجن“ ص ۱۳۸-۱۵۶، ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۲، ج ۱۰)

ساتواں فریب: ”مسح موعود“ (مرزا غلام احمد) نے جو یسوع مسیح کی دو حقیقی بہنوں کا ذکر کیا ہے، یہاں حقیقی مجازی یا محض روحانی (انما المومنون اخوة) کے بالمقابل ہے، نہ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سب کا ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں تھی۔
جواب: یہ مرزائیوں کا بہت بڑا دجل و فریب ہے۔ مرزا قادیانی کی عبارت میں حقیقی بہنیں، مجازی یا محض روحانی کے مقابل نہیں، بلکہ جسمانی اور ایک ماں باپ کی اولاد مراد ہے۔ مرزا نے خود تصریح کی ہے۔

”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔“ (”کشتی نوح“ ص ۲۱، حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۱۸، ج ۱۹)

ثابت ہوا کہ مرزا نے حقیقی بہن بھائیوں کی اصطلاح اخیانی اور علاقائی کے مقابلہ پر استعمال کی ہے، نہ کہ مجازی یا روحانی کے مقابلہ پر۔

آٹھواں فریب: ”مسح موعود“ (مرزا غلام احمد) نے یسوع مسیح کے متعلق چند سخت الفاظ تحریر کیے ہیں تو ان سے پہلے مولانا رحمت اللہ صاحب اور مولانا آل حسن صاحب نے بھی عیسائیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے یسوع مسیح کے متعلق بعض ایسے ہی سخت الفاظ لکھے ہیں۔

جواب: اگر بالفرض ان حضرات کے ایسے ہی الفاظ ہوں، تو بھی وہ مرزا قادیانی کے لیے وجہ جواز نہیں ہو سکتے، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اکابرین امت کے متعلق تحریر کیا ہے۔ ”ہمارے مخالف سخت شرمندہ اور لاجواب ہو کر آخر کو یہ عذر پیش کر دیتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ نہیں سوچتے کہ وہ بزرگ معصوم نہ تھے، بلکہ جیسا کہ یہودیوں کے بزرگوں نے مسیحائیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی، ان بزرگوں نے بھی ٹھوکر کھائی۔“ (”ضمیمہ براہین احمدیہ“ ج ۵، ص ۱۲۳، ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۰، ج ۲۱)

مرزا نے تسلیم کیا ہے کہ بزرگان امت معصوم نہ تھے اور انہوں نے یہودیوں کی طرح ٹھوکر کھائی لیکن مرزائی تو ”قادیانی نبی“ کو معصوم سمجھتے ہوں گے۔ پس

مرزائی بتائیں کہ ان کے نبی نے یہود کی پناہ کیوں لی؟ یہود کے نقش قدم پر کیوں چلا؟ اچھا مسیح موعود ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ وسلم کا طریق تبلیغ چھوڑ کر بقول خود یہودیوں کی پیروی کرتا ہے۔ کیا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیحائیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق درشت الفاظ فرمائے تھے؟

نواں فریب: جب ”مسیح موعود“ (مرزا غلام احمد) اپنے آپ کو مثیل مسیح فرماتے ہیں تو حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کیسے کر سکتے تھے۔

جواب: مرزائی کس قدر سادہ لوح ہیں۔ یہ ابھی تک امکان کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں اور مرزا غلام احمد سے توہین حضرت مسیح علیہ السلام کا وقوع ثابت ہو چکا ہے، توہین کیسے کر سکتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ جذبہ رقابت کے تحت انسان کیا کچھ نہیں کرتا۔ واضح حقیقت ہے کہ مسیحیت مرزا کی تکمیل تب تک نہ ہو سکتی تھی جب تک حضرت مسیح علیہ السلام کی تنقیص کر کے ان پر اپنی برتری ثابت نہ کی جاتی۔

دسواں فریب: ”مسیح موعود“ (مرزا غلام احمد) نے اپنی متعدد کتب و تحریرات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور انہیں نبی تسلیم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کی تعریف کی جائے، اس کی توہین نہیں کی جاسکتی۔

جواب: قادیانیوں کے ”مسیح موعود“ کی بے شمار متضاد تحریرات ہیں۔ توحید، رسالت، دلاوت، حضرت مسیح علیہ السلام بلا باپ، حیات حضرت مسیح علیہ السلام، تعریف نبوت، ختم نبوت، دعویٰ نبوت، تعریف محدثیت، دعویٰ محدثیت، دعویٰ مسیحیت، معجزات صداقت، بائبل، صداقت دید، کون سا مسئلہ ہے، جس میں مرزا نے دورگی چال نہیں چلی، ہیرا پھیری اور تضاد سے اس کی کتابیں پٹی پڑی ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے اپنی کتب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی بتایا ہے اور ان کی تعریف بھی کی ہے، ہمارا تاثر یہ ہے کہ مرزا نے تین وجوہ کے باعث حضرت کی تعریف کی ہے۔ اول مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے، دوم ”ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند“ اور برطانوی حکومت کو

خوش کرنے کے لیے، جیسا کہ ”ستارہ قیصرہ“ اور ”تحفہ قیصرہ“ سے ظاہر ہے۔ سوم اپنے آپ کو منصف مزاج ثابت کرنے کے لیے جیسا کہ اس نے لکھا ہے۔

”شریر انسانوں کا طریق ہے کہ جو (کسی کی برائی ناقل) کرنے کے وقت پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔“

(”ست بجن“ ص ۱۳ حاشیہ ”روحانی خزائن“ ص ۱۳۵ ج ۱۰)

مرزا نے خود بتا دیا کہ کسی کی برائی بیان کرنے سے پہلے اس کی تعریف کر لی جائے تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ شخص منصف مزاج ہے۔ اس نے اپنے مخالف کی خوبیاں اور برائیاں دونوں بیان کر دی ہیں۔ اگر صرف برائیاں ہوں، تو لوگ دشمنی پر محمول کریں گے۔ ”مرزا نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق اپنے اسی نظریہ پر عمل کیا ہے۔“

گیارہواں فریب: ”میں نے اس قصیدے میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کالموں اور راست بازوں پر زبان وراز کرتا ہے۔“ (”اعجاز احمدی“ ص ۳۸ ”روحانی خزائن“ ص ۱۳۹ ج ۱۹)

جواب: بعض چالاک انسان گناہ خود کرتے ہیں اور اپنے آپ کو قانون کی زد سے بچانے کے لیے اپنا جرم کسی دوسرے ناکردہ گناہ کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے کسی ایسے ہی عیار سے سبق پڑھا کہ توہین خود کردہ کسی اور کے لگا دو۔ اوپر کی عبارت میں واشکاف الفاظ میں لکھ دیا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو زبان ورازی اور توہین کی گئی ہے یہ میری طرف سے نہیں۔ ہاں جناب تو بتا دیجئے کہ یہ توہین کس کی طرف سے ہے؟ خدائے رحمن کی طرف سے ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ رحمن نے قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے فضائل و کمالات بیان فرماتے ہیں۔ امت مرزائیہ ”اپنے نبی“ کی کسی تحریر سے بتائے کہ مرزا کا یہ اعجاز اور الہام کس کی طرف سے تھا؟

بارہواں فریب: عیسائی پادریوں نے اپنی تصانیف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی تھی ”مسح موعود“ (مرزا غلام احمد) کو حضور کے لیے غیرت تھی، اس لیے انہوں نے عیسائیوں کو جواب دیتے ہوئے الزام ان کے یسوع کے متعلق قدرے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

جواب: ہم گزشتہ صفحات میں مرزا کی تحریرات سے ثابت کر چکے ہیں کہ

جناب یسوع اور حضرت مسیح علیہ السلام دو جداگانہ شخصیتیں نہ تھیں، ایک ہی مقدس ہستی کے دو نام تھے۔ یہ بھی صریح جھوٹ ہے کہ مرزا غلام احمد کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لیے غیرت تھی۔ مرزا قادیانی اور غیرت، دو متضاد حقیقتیں تھیں۔ مرزا نے آریوں، پادریوں کے متعلق لکھا ہے ”اور بہتوں نے اپنی بد ذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے۔ یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کے اصل میں تھی، اس سید المصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی۔ اگر غیرت مند مسلمانوں (۶) کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افتراء میں یہاں تک نوبت پہنچی، وہ جواب دیتے، جو ان کی بد اصلی کے مناسب حال ہوتا مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی رہتی ہیں۔ وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہئے تھا، ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بدکاریاں ہم اپنے محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے“ (آریہ دھرم ص ۵۸-۵۹، ”روحانی خزائن“ ص ۸۱-۸۰، ج ۱۰)

قادیانیو! بتاؤ کہ:

۱۔ تمہارے ”مسح موعود“ (مرزا غلام احمد) کو برطانوی عیسائی حکومت کی پاسداری اور بدکاریاں مقدم تھیں یا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا انتقام تھا؟

۲۔ مرزا نے بقول خود ایسے ”شیروں اور خبیثوں“ کو ان کی ”بد اصلی“ کے مناسب جواب کیوں نہ دیا۔

۳۔ کیا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فداہ الہی و الہی کی انتہائی توہین کو مرزا نے اپنی محسن گورنمنٹ کی خاطر برداشت کر کے حضورؐ کے لیے غیرت و حمیت کا ثبوت دیا۔ اگر ایسی ”پاسداریوں اور بروبادریوں“ کا نام غیرت ہے تو بے غیرتی کس بلا کا نام ہے؟

مسلمانوں کا وحشیانہ جوش

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ عیسائیوں کے خلاف رسائل و مضامین شائع کرنے سے مرزا قادیانی کی غرض و غایت پادریوں کے جاہلانہ حملوں سے اسلام کی مدافعت اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و وقار کی حفاظت نہ تھی بلکہ اس کا مقصد ”برطانوی حکومت کی خدمت“ اور وحشی مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنا تھا۔ ”اس نے لکھا ہے:

”میں اس بات کا بھی اقرار ہی ہوں کہ جب کہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ ”نور افشاں“ میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے، نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مولفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نفوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کیے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا..... اور بایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو، تب میں نے ان کے جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی

پیدا نہ ہو (حاشیہ ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دوسرے ملکوں پر بھی اس بات کو واضح کیا جائے کہ ہماری گورنمنٹ نے ہر ایک قوم کو مباحثات کے لیے آزادی دے رکھی ہے کوئی خصوصیت پادریوں کی نہیں) تب میں نے بالقابل ایسی کتابوں کے، جن میں کمال سختی سے، بد زبانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں، جن میں کسی قدر بالقابل سختی تھی کیونکہ میرے کاشس (ضمیر ناقل) نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا، سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔“ (حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست مندرجہ ”تزیات القلوب“ ص ۳۰۸-۳۰۹، ”روحانی خزائن“ ص ۳۹۹-۳۹۰، ج ۱۵)

مرزا غلام احمد کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ناشائستہ اور توہین آمیز عبارات لکھنے سے اس کا مقصد برطانوی حکومت کی خدمت تھی۔ اسے اندیشہ ہوا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق عیسائیوں کی بد زبانی سے غیرت مند مسلمان (۷) مشتعل ہو کر امن عامہ میں خلل انداز ہوں گے تو ہندوستان میں برطانوی حکومت کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔ مرزا کے عندیہ کے مطابق حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے تحفظ کے لیے جو مسلمان بے قرار ہو کر ایجنسی میں کریں گے، وہ سب سراج غضب اور وحشی ہوں گے۔ ان وحشی مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے آسان تدبیر یہ ہے کہ عیسائیوں کے منجی یسوع مسیح کے متعلق سخت تحریریں شائع کی جائیں تاکہ عوض معاوضہ گلہ ندارد کے مقولہ کے مطابق ”وحشی مسلمان“ یہ سمجھیں کہ مرزا غلام احمد نے عیسائیوں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا بدلہ لے لیا ہے۔ اس طرح عاشقان رسول کریم اور بقول مرزا ”وحشی مسلمانوں“ کے جوش کو ٹھنڈا کیا جائے تاکہ برطانوی حکومت کے لیے کوئی الجھن اور

مشکل پیدا نہ ہو۔

تیسرے ہواں فریب : عیسائی پادریوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سخت توہین آمیز مضامین اور کتب شائع کیں تو ”مسح موعود“ (مرزا غلام احمد) نے ان کو جواب دیتے ہوئے الزامی طور پر یسوع کے متعلق سخت الفاظ لکھے۔

جواب : مرزا غلام احمد کا الزام بدزبانی اور گالیاں دینے کا طریق قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ یسوع و نصاریٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور کاذب کہا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں الزام حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی سخت الفاظ استعمال نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد نے لکھا ہے :
 ۱۔ ”مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں، ویسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔“ (”تزیان القلوب“ ص ۳۰۹، ”روحانی خزائن“ ص ۳۹۱ ج ۱۵)

۲۔ ”بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے، حضرت عیسیٰ کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔“ (”قادیانی مسح موعود“ ص ۳۳۱، ”مجموعہ اشتہارات“ ص ۵۳۳ ج ۳)

قادیانیو : تمہارے ”مسح موعود“ نے عیسائیوں کے مقابل حضرت مسیح علیہ السلام کی شان اقدس کے متعلق بدزبانی کر کے اپنی جہالت پر مہر تصدیق ثبت کی ہے یا نہیں؟ یہ بھی بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پادریوں اور عیسائیوں کے مقابل الزام مرزا غلام احمد جیسا طرز کیوں اختیار نہ کیا؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ عیسائی پادری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انتہائی بدزبانی، افتراء پرورداری اور کذب بیانی کا مظاہرہ کریں گے۔

چودھواں فریب: مرزا غلام احمد نے لکھا ہے: "ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔" ("چشمہ مسیحی" ص ۳۳۶، ج ۲۰)

جواب: "مرزا کے ان الفاظ سے یہ نتائج ظاہر ہوئے۔"

۱۔ "یسوع کے نام سے مرزا نے جتنی گالیاں دیں اور بدزبانی کی وہ سب حضرت

مسح علیہ السلام کی ذات مقدس سے متعلق تھیں۔

۲۔ "دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے۔" یہی تو ہماری دعویٰ ہے جس کی تصدیق خود مرزا نے کر دی کہ وہ یہودیوں کے نقش قدم پر چتا رہا۔ جس طرح ملعون یہودیوں نے حضرت مریم اور مسیح علیہ السلام پر بہتان عظیم لگا کر ان کی توہین کی، اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی اسی طریق پر عمل کیا۔

قادیانیو! جس طرح تمہارے "نبی" نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بقول خود یہودیوں کے الفاظ نقل کئے ہیں، اسی طرح ہم مرزا کے متعلق مسلمانوں، عیسائیوں اور آریہ سماجوں کے الفاظ نقل کریں تو تمہیں لگا کر تو نہ ہوگا؟ جواب لکھنے سے پہلے اپنے "نبی" کی کتاب "تمہ حقیقت الوحی" کا ص ۱۵۲ اور ۱۵۳ "روحانی خزائن" ص ۵۹۰-۵۹۱، ج ۲۲، مطالعہ کر لیتا

پندرھواں فریب: "مسح موعود" (مرزا غلام احمد) نے حضرت مریم کی تعریف کی ہے اور انہیں صدیقہ لکھا ہے۔"

جواب: حضرت مریم کی توہین کے حوالہ جات ہم گذشتہ صفحات میں نقل کر چکے ہیں، لفظ صدیقہ کے متعلق مرزا کا بیان ہے۔ "مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس

جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لیے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے، جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں۔ ”بہرجائی کا نئے سلام آگنا واں“ جس سے مقصود ”کانا“ ثابت کرتا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا۔ اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرتا ہے۔ جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صد۔ قیمت کا اظہار۔“ (”سیرت الہدی“ حصہ سوم، ص ۲۲۰، مرتبہ بشیر احمد ایم اے، پیر مرزا غلام احمد قادیانی)

استغفر اللہ۔ حضرت مریم کی نسبت کس قدر بغض و عداوت کا اظہار اور ان کی صد۔ قیمت کا انکار ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے فضائل : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعدد فضائل و کمالات بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند یہاں تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین اندازہ لگا سکیں کہ قرآن حکیم کے بیان کردہ حقائق اور مرزا قادیانی کے بیان کردہ ہفوات میں کس قدر بعد ہے۔

حضرت مریم کی فضیلت :

(۱) و مریم ابنت عمران التي احصنت لرجلها لنفخنا له من روحنا
وصلت بكلمت ربها و كنبه و كانت من القنتين (پ ۲۸، التحریم ۲۶)
(نمبر ۳)

(ترجمہ) اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی، پھر ہم نے اس میں (اپنی مخلوق) روح پھونک دی اور وہ اپنے پروردگار کے کلمات کی اور اس کتابوں کی تصدیق کرتی تھی اور وہ طاعت گزاروں میں سے تھی۔

(۲) واذ قالت الملكة بمریم ان الله اصطفك و طهرک
واصطفک علی نساء العالمین (پ ۳، ”آل عمران“ ۳، نمبر ۳۲)

(ترجمہ) اور جس وقت ملائکہ نے کہا کہ اے مریم یقیناً اللہ تعالیٰ نے

تم کو جن لیا اور تم کو یقیناً پاک قرار دیا اور تم کو زمانے بھر کی عورتوں سے برگزیدہ کیا۔

پیدائش بغیر باپ

۳- ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (پ ۳، ”آل عمران“ ۳، نمبر ۵۹)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال آدم (علیہ السلام) کی سی مثال ہے۔ اس کو مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا پس وہ ہو گیا۔

حضرت مسیح کی رسالت اور چند فضائل

۱- انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القا الی مریم وروح منہ (پ ۶، ”النساء“ ۳، نمبر ۱۷۱)

(ترجمہ) مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ تعالیٰ کا ایک رسول ہی ہے اور اس کا کلمہ جس کو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک (پیدا کی ہوئی) روح ہے۔

۲- اذ قالت الملائکہ بمریم ان اللہ بشارک بکلمہ منہ اسمہ المسیح عیسیٰ ابن مریم وجبہا لی الہینا والاخرۃ ومن المقرین۔ (پ ۳، ”آل عمران“ ۳، نمبر ۳۵)

(ترجمہ) جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے، بشارت دیتا ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں بلند مرتبہ والا اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں ہے۔

۳- ولنجعلہ ایدہ للناس ورحمہ منا وکان امرا مقضیا (بارہ نمبر ۱۶، ”مریم“ ۱۹، نمبر ۲۱)

(ترجمہ) اور تاکہ ہم اسے (مسیح) کو لوگوں کے لیے نشان اور اپنی

طرف سے رحمت بتائیں اور یہ امر فیصلہ شدہ ہے۔

۴- وجعلناها وابنتها امه للعلمین (پ ۱۷، "الانبیاء" ۲۱، نمبر ۹۱)

(ترجمہ) اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے مسیح کو تمام جہانوں کے لیے ایک معجزہ بنایا۔

۵- ان هو الا عبد انعمنا علیہ وجعلنہ مثلاً لبنی اسرائیل (پارہ

نمبر ۲۵، "زخرف" ۲۳، نمبر ۵۹)

(ترجمہ) وہ مسیح نہیں ہے مگر برگزیدہ بندہ جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے مثال بنایا۔

۶- وعلّمہ الکتاب والحکمہ والتورہ والانجیل۔ (پ ۳، "آل

عمران" ۳، نمبر ۴۸)

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ مسیح کو الکتاب (قرآن) الحکمت (حدیث) اور توراۃ اور انجیل سکھائے گا۔

معجزات مسیح علیہ السلام

۱- واتّنا عیسیٰ ابن مریم البینت وابنتہ بروح القدس (پ ۳،

"البقرہ" ۲، نمبر ۲۵۳)

(ترجمہ) اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ہم نے کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی مدد کی۔

۲- ویکلم الناس فی المهد و کھلا و من الصّالحین (پ ۳، "آل

عمران" ۳، نمبر ۴۲)

(ترجمہ) اور وہ (مسیح) پیدا ہوتے ہی اور کہولت میں (معجزانہ) لوگوں سے باتیں کرے گا اور وہ صالحین سے ہوگا۔

۳- انی قد جئتکم باہد من ریکم انی اخلق لکم من الطین کھیمہ

الطیر لانفخ لہ لیكون طیرا باذن اللہ و ابری الا کھہ والا برص

واھی الموتی باذن اللہ وانبتکم بما تا کلون وما تدخرون لی بوکم
 ان لی ذالک لا یدلکم ان کنتم مومنین (پ ۳ "آل عمران" ۳، نمبر ۳۹)
 (ترجمہ) میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں
 کہ میں تمہارے لیے مٹی کے پرندے کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں
 پھونک مارتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑتا ہوا جانور ہو جاتا ہے اور
 میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا
 ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے
 ہو اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں، اگر تم مومن ہو تو یقیناً اس میں تمہارے
 لیے نشانی موجود ہے۔

انتباہ: اگر مرزائیوں نے ہمارے بیان کردہ حقائق کو اپنی روایتی دھوکہ دہی سے
 جھٹلانے کی کوشش کی تو انشاء اللہ ان کے فریب کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا جائے گا۔
 کیونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبیؐ کی ذات اقدس پر لگائے گئے الزامات کا جواب دینا
 مسلمان کا فرض اولین ہے۔

قیامت خیز افسانہ ہے پر درد و غم میرا
 نہ کھلواؤ زباں میری نہ اٹھواؤ قلم میرا

حواشی

(۱) یہ الفاظ مرزا نے جلی قلم سے لکھے ہیں۔ (اخر)

(۲) ”دین بابائی“ میں بھی تلخ صور ’قیامت‘ وزن اعمال جنت و جہنم وغیرہ کو استعارہ قرار

دے کر ان کی حقیقت سے انکار کیا گیا ہے (دیکھو کتاب ”قیامت“ از محفوظ الحق علی بابائی)

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک استاد مولوی گل علی شاہ شیعہ تھے۔ ”سیرت الہدیٰ“

حصہ اول ’طبع دوم‘ معنف مرزا بشیر احمد ایم۔ اے ’پر مرزا غلام احمد (شاہد ماتم انہیں کے اثر
محبت کا نتیجہ ہے۔ (اخر)

(۴) یہ ڈبل جھوٹ ہے اور قرآن مجید پر انہرا۔ (اخر)

(۵) ہمارے پیچھے کے جواب میں مرزائی مناظر ہمارے سامنے مناظروں میں سوائے انٹ

ٹنسٹ اور موم کی ناک کی طرح گول مول پیش گوئیوں کے مرزا کا کوئی ’معجزہ‘ نشان یا کارنامہ
نہیں بتا سکتے۔ (اخر)

(۶) مرزا غلام احمد نے ہندوستان اور انگلستان کی فرماں روا ملکہ وکٹوریہ کو عاجزانہ اور

خادمانہ انداز میں عرض داشت بھیجی ہے ’جسے ’تحفہ قیصو‘ کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس میں
جناب یسوع کو داعی ’پارے‘ وغیرہ القاب سے یاد کیا۔ یہ ہے ایک شبہ کی چالپوسی اور خوشامد۔

(۷) مسلمانوں سے مرزا کی مراد مرزائی گروہ ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مریدوں کے سوا کسی کو

مسلمان نہیں سمجھتا۔ (اخر)

مرکز تحقیقات اسلامی



حضرت خواجہ غلام فرید

اول

مرزا قادیانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

ہم اپنی اس ناچیز تالیف کو حضرت الحاج نواب سر صادق محمد صاحب
مرحوم و مغفور، سابق والی ریاست بہاولپور، کی ذات گرامی کی طرف منسوب
کرتے ہیں۔ جن کے عہد معدت گستر میں ایک مقدمہ تخیخ نکاح کے
سلسلہ میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور ان کے
جانشینوں کو عظمت دین کے لیے کام کی توفیق دے۔ آمین

لال حسین اختر

ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا اور سرور کائنات سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم کر دیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(الف) كنت اول النبیین لی الخلق و اخرهم لی البعث!

”میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں“ (کنز العمال ”جلد ۶“ ص ۳۳، ”الدرا المشور“ ج ۵، ص ۸۳، ”ابن کثیر“ ج ۸، ص ۸۹)

(ب) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا اہل اول الانبیاء ادم و اخرهم محمداً! (کنز العمال ”ج ۶“ ص ۳۰)

”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔“

(ج) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیکون لی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانی بعدی ہذا حلیث صحیح!

”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! یقیناً میری امت میں تیس بڑے کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔“ (ترمذی، ج ثانی، ص ۳۵، ”مشکوٰۃ کتاب الفتن“)

”الدرا المشور“ ج ۵، ص ۲۰۵، ”مسند احمد“ ج ۵، ص ۲۷۸)

”بخاری شریف“، ”کتاب الفتن“ میں دجالون کذابون قریب من ثلثین کے الفاظ ہیں۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم پیش گوئی کے مطابق جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ میلہ کذاب سے شروع ہوا۔ غلام احمد قادیانی اسی

سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مدعیان نبوت کو ”دجال و کذاب“ (بست بڑے دھوکہ باز و فریب کار اور عظیم افترا پروان) قرار دیا ہے۔ ہم نے بارہا اعلان کیا ہے اور بے شمار مناظروں میں مرزائیوں سے مطالبہ کیا ہے کہ تم ”وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ ”اجزائے نبوت“ اور ”صدق مرزا“ کے سلسلہ میں غلام احمد قادیانی کی کوئی ایک عبارت یا کوئی ایک دلیل ایسی پیش کرو کہ جس میں دھوکہ دہی اور کذب بیانی نہ ہو۔ آج تک کوئی مرزائی ہمارے اس مطالبہ کا جواب نہیں دے سکا اور انشاء اللہ العزیز نہ آئندہ دے سکے گا۔ ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا ہمارا ناقابل تردید دعویٰ ہے کہ قادیانی کے عقائد و دعاوی کی متعلقہ ہر عبارت ہر دلیل اور ہر مقالہ دجل و فریب اور کذب و افترا کا مرقع ہوتا ہے۔

مرزائیوں کی فریب کاری: مرزائیوں نے اپنی روایتی فریب کاری سے گزشتہ ایام میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت جھوٹ و افترا کا ایک پلندہ ”شہادات فریدی“ سابق ریاست بہاولپور میں بہ تعداد کثیر تقسیم کیا ہے، جس میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور غلام احمد قادیانی کے جعلی ملفوظات اور خط و کتابت شائع کر کے عامۃ المسلمین کو یہ تاثر دینے کی ناکام اور نازدکوشش کی ہے کہ حضرت خواجہ صاحب، غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مجددیت، مدیت اور نبوت کے صدق اور پیرو تھے۔ مرزائی نبوت کا یہ نیا مکارانہ شاہکار نہیں بلکہ پرانا بدبودار جھوٹ ہے جو آج سے ۳۵ سال پہلے جناب محمد اکبر خان صاحب و سٹرکٹ جج ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور کی عدالت میں مقدمہ فتح نکاح عبدالرزاق مرزائی پیش کیا گیا تھا، جس کا جواب اسی وقت حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام نے شائع کر کے قادیانی کذب بیانی کی وجہیں بکھیر دی تھیں اور مرزائی فریب کاری کا پردہ تار تار کر دیا تھا۔ ہم اسے نقل کیے دیتے ہیں۔

اشارات فریدی اور مرزائے قادیانی: از مرشدی و آقائی حضرت مولانا خواجہ نور احمد صاحب فریدی نازکی مدظلہ العالی سجادہ نشین فرید آباد شریف ریاست بہاولپور۔

”فقیر کا یہ مضمون ایک واقعہ سے تعلق رکھتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ مولوی الہی بخش صاحب سکنہ ہند ریاست بہاولپور نے اپنی صغیر سن دختر کا نکاح ایک قریبی رشتہ دار سے کر دیا۔ اس وقت، ناکم مسلمان اور قبیح اہل سنت و الجماعت تھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ مولانا صاحب کا ہونے والا داماد ایک قادیانی کے ساتھ ملتان وغیرہ کے نواح چکر لگاتا رہا۔ مولانا صاحب متقی، متشرع اور غیور مسلمان تھے انہوں نے کوشش کی کہ کسی طرح داماد قادیانی کی محبت چھوڑ دے۔ کچھ نتیجہ نہ نکلا بلکہ اس نے کھلم کھلا اپنی تبدیلی مذہب کا اعلان کر دیا اور سب عقائد قبول کر لیے، جو فرقہ مرزائیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا صاحب نے برہم ہو کر تمام خاندانی علاقے اس سے قطع کر لیے۔

اب مولانا صاحب کی لخت جگر بالغ ہو چکی تھی۔ مرزائی داماد نے استدعا کی کہ شادی کر کے رخصتی کر دی جائے لیکن مولانا صاحب نے دھتکار دیا اور کہا ”تم اب مرتد ہو کر مرزائی بن چکے ہو اس لیے تمہارا نکاح نہیں رہا۔“ مگر ناکم نے دعویٰ دائر کر دیا کہ ”فرقہ قادیانی مسلمان ہے اس لیے نکاح منع نہیں ہو سکتا۔“

بہاولپور اسلامی ریاست ہے۔ یہ معاملہ علمائے امت کے سپرد ہوا۔ مباحثہ کی تشکیل میں فرقہ باطلہ کی طرف سے مولوی غلام احمد اختر قادیانی وغیرہم اور علمائے اہل سنت و الجماعت کی جانب سے مولانا غلام محمد صاحب مرحوم گھوٹوی شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ مولانا فاروق احمد صاحب شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ مباحثہ طے ہو گیا اور قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ ابھی احمدیوں کا یہ جھگڑا بدستور جاری تھا اور وہ علمائے اسلام کے خلاف ڈاڑھائی میں مصروف تھے کہ اطراف و اکناف عالم سے فتاویٰ آ پہنچے کہ ”مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے قبیح کافر ہیں۔“

عدالت نے مباحثہ اور فتاویٰ کے بعد قادیانیوں سے سوال کیا کہ اگر

کوئی اور ثبوت ان کے پاس اپنے مسلمان ہونے کا ہو تو وہ پیش کریں، جس پر یہ سند پیش ہوئی۔

۳ اشارات فریدی جس کو مولوی رکن دین نے جمع کیا ہے اس کے ایک عربی خط میں حضرت صاحب غریب نواز نے مرزا کو من عابد اللہ الصالحین لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب موصوف نے مرزا قادیانی کو برحق تسلیم کیا ہے۔ ایسی قوی سند کے آگے تمہارے فتاوے کیا چیز ہیں۔ تم قادیانیوں کو کافر کہتے ہو۔ غور تو کرو حضرت صاحب غریب نواز جن کے کرامات اور زہد اور تقویٰ کی ایک دنیا معترف ہے، کے حق میں تم کیا فتویٰ صادر کرو گے؟

اس پر ریاست بہاولپور و دیگر اسلامی حلقوں میں ایک تسلسلہ مچ گیا اور ہر جگہ ملحوظ خط عربی کی کیفیت دریافت ہونے لگی۔ فقیر ابھی سفر میں ہی تھا کہ مولانا فاروق احمد صاحب شیخ الحدیث بہاولپور کی طرف سے ذیل کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔

”مکرم بندہ بتاب مولانا مولوی نور احمد صاحب خلیفہ خاص مخدوم العالم جناب حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ باعث تصدیق یہ ہے کہ مرزائے قادیانی نے جو شریعت کی تحریف کی، ضروریات دین سے انکار کیا، انبیاء کی توہین کی، جناب سے مخفی نہیں، جس پر ہندوستان کے تمام مختلف الخیال مسلمانوں نے اس کی تکفیر کی اور علماء نے یہ بھی بیان کیا کہ مرزا کی کفریات معلوم ہونے کے بعد بھی جو شخص مرزا کے کفر میں تردد کرے، وہ بھی کافر ہے۔

مرزائیوں نے ایک اعلان شائع کیا ہے کہ ملحوظات حضرت خواجہ صاحب مرحوم میں جس کو رکن دین نے جمع کیا ہے، مرزا کو اچھا مانا گیا ہے۔ ضمیمہ ”انجام آتھم“ کے آخر میں بھی اس قسم کا حضرت کا عربی مکتوب درج ہے۔ مسلمانان بہاولپور میں اس اعلان سے سخت اضطراب پھیل گیا ہے۔ بعض سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت صاحب موصوف نے مرزا کے عقائد کفریہ پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا تھا اور ”اشارات“ کی یہ عبارت الحاقی ہے۔ اس لیے جناب کو تکلیف دی جاتی ہے کہ جناب کو اس بارے میں جس قدر بھی علم ہو بذریعہ تحریر مطلع فرمائیں تاکہ مسلمانان

بہاولپور کا یہ اضطراب رفع ہو کر مرزائیہ مرتدین کا منہ بند ہو۔ جناب کی تحریر طبع کرا کر مشترک کی جائے گی۔ ہر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ 'فاردق احمد شیخ الحدیث بہاولپور۔ یہ پڑھ کر فقیر کو بہت افسوس ہوا۔ فوراً گھر کو روانہ ہوا تاکہ پیر بھائیوں سے مشورہ لے کر جواب ارقام کرے۔ یہاں پہنچا تو حضرت مولانا غلام محمد صاحب مرحوم گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور کا یہ مکتوب صادر ہوا۔

”بخدمت جناب معالی اکتساب مولانا نور احمد صاحب دام مجدد السلام علیکم! مزاج گرامی! جناب والا کو معلوم ہو گا کہ احمدی مرزائی لوگوں نے عدالت بہاولپور میں حضرت قبلہ غریب نواز خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کو مرزائی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے اثبات میں ”اشارات فریدی“ نامی کتاب کو پیش کیا ہے۔ الحمد للہ! ہمارے علماء نے اس کا دندان شکن جواب دیا مگر مرزائی لوگ ابھی تک دبی راگ الاپ رہے ہیں کہ حضرت غریب نواز مرزائی تھے۔ پس ضرورت ہے کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مرید اور معتقد اس تہمت سے حضرت کے دامن کی طہارت ثابت کریں تاکہ مخلوق اس گمراہی سے نجات پائے۔ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ نے بھی اپنے بیانات لکھوائے ہیں چونکہ جناب کو بھی سلسلہ فریدیہ میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہے۔ جواب بدست حامل لکھ کر ارسال فرمائیں۔

- ۱۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو برا کہا تھا؟
- ۲۔ ”اشارات فریدی“ کے مصنف رکن دین صاحب کو حضرت خلیفہ اعظم خواجہ محمد بخش صاحب نازک نے برا سمجھا تھا؟
- ۳۔ مرزا کے متعلق جو باتیں ”اشارات فریدی“ میں درج ہیں ان کو نکال دینے کا امر فرمایا تھا؟

والسلام

غلام محمد

جواب میں فقیر نے یہ عریضہ ارسال کیا۔

بخدمت شریف مولانا صاحبان ابحارا العلوم اعظم الشان مولانا غلام محمد صاحب و مولانا فاروق احمد صاحب دام اشفا کھم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواباً مرقوم ایں کہ۔

۱۔ حضرت شیخ الشیخ قطب الاقطاب خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہ نے غلام احمد قادیانی کو جب کہ اس کے عقائد و اعمال درست تھے من عباد اللہ الصالحین لکھا تھا۔ لیکن مابعد جب اس کی کیفیت کھل گئی، مرزا کو برا کہا اور انکار کیا۔

۲۔ ”اشارات فریدی“ کے مصنف مولوی رکن دین صاحب کو حضرت خلیفہ العالم شیخ اشین خواجہ محمد بخش صاحب نازک قطب مدار قدس سرہ نے بوجہ غلط تائید مرزا کے اچھا نہیں سمجھا۔

۳۔ مرزا کے متعلق جو باتیں اشارات فریدی میں درج ہیں ان کو نکال دینے کا امر فرمایا اور نکال دینی چاہئیں۔

۴۔ ہمارے تمام پیران عظام اور جماعت فریدیہ کا مذہب پاک اہل سنت و الجماعت ہے۔ مرزا اور مرزائیت کے بلاشبک منکر ہیں۔ والسلام، ۱۷ جمادی الآخر ۱۳۵۱ھ، فقیر نور محمد فریدی نازکی بقلم خود۔

حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ کی خدمت میں شیخ الجامعہ خود تشریف لے گئے اور اقتباسات ”اشارات فریدی“ کے متعلق استفسار فرمایا۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے فرمایا کہ:

”میرے سامنے مولوی امام بخش صاحب فریدی جام پوری، مولوی محمد یار صاحب سکندری، مولوی اختیار خاں، مولوی سراج احمد ساکن کھن بیلہ اور میاں اللہ بخش صاحب خلیفہ ساکن چاچاں شریف نے بطور شہادت بیان کیا کہ حضرت غریب نواز خواجہ محمد بخش صاحب نازک نے ارشاد فرمایا تھا کہ میاں رکن دین نے ملفوظ شریف (اشارات فریدی) جمع کر کے اپنی نجات کا اچھا سامان کیا تھا مگر مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق افتراء درج

کئے ہیں۔ اپنی محنت رائیگاں کی ہے اور آخرت بھی خراب کی ہے۔
حضرت خواجہ ہوت محمد صاحب سجادہ نشین شیدائی مدظلہ کی خدمت میں مولانا
نور الحسن صاحب و مولوی غوث بخش صاحب نے جواب طلب مکتوب ارسال کیا جس
کے جواب میں خواجہ صاحب موصوف نے ذیل کا گرامی نامہ تحریر فرمایا۔

”زبدة العلماء عمدة الفضلاء فضائل کمالات مرتب فصاحت

بلاغت منزلت مولوی نور الحسن صاحب مولوی غوث بخش صاحب بعد از

تیمتہ السلام مسنون الاسلام کشف خاطر باد۔ مہربانی نامہ آپ کا پہنچا۔

جوابا مرقوم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد اولاً صاف طور پر

مسلمانوں کے سے تھے اور جو تصانیف اس کی تھیں، وہ بھی عقائد اسلام

سے باہر نہ تھیں۔ مرزا صاحب موصوف نے جو خط حضرت خواجہ غلام فرید

رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں لکھا۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب

موصوف نے اس کو ”عباد الصالحین“ لکھا۔ مگر بعد میں جب اس کے عقائد

طشت از بام ہوئے تو اعلانیہ صاحب موصوف فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے

غلطی سے لکھا ہے یہ تو کافر ہے حضرت مولوی جندوہ صاحب سیت پوری و

حضرت مولوی حامد صاحب شیدائی جو اکابر علماء سے تھے، وہ اس کو کافر فرمایا

کرتے تھے۔ میں نے بارہا حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان

سے سنا کہ ”یہ تو کافر ہے۔ میں بھی اس کافر کو جانتا ہوں۔“ مجھے علمائے

اہلسنت و الجماعت سے اتفاق ہے۔ اگر شیخ الجامعہ بذات خاص تشریف لے

آئیں تو جس قدر مجھے معلومات حاصل ہیں، حرف بحرف مفصل بیان کروں

گا۔“ (۳۸ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ، ہوت محمد کوریجہ شیدائی)

حضرت خواجہ عبدالقادر صاحب خلف حضرت عارف کامل خواجہ فضل حق

صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین منیگران شریف نے اسی سلسلہ میں حسب ذیل

بیان دیا۔

”نیاز مند کے والد ماجد حضرت خواجہ فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حامی الحرمین الشریفین کے خاص غلامان سے تھے اور حضرت ممدوح الشان کی نظر کرم میں سب سے زیادہ ممتاز تھے اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ حضرت کی جناب میں گزارا ہے نیاز مند نے ان کی زبان مبارک سے متعدد دفعہ سنا ہے کہ یہ خط جو ”اشارات فریدی“ ملفوظ شریف میں درج ہے محض الحاقی اور افترا ہے جو فشی رکن دین نے کیا ہے۔ فشی رکن دین جس نے ملفوظ شریف کی کتاب کا کام سر انجام دیا ہے وہ اپنے آپ کو حضرت کا معتقد ظاہر کرتا تھا مگر دراصل مرزائی تھا اور ان کی طرف سے اسی کام کے لیے مامور ہوا تھا کہ جس طرح ہو سکے حضرت اقدس کی طرف سے مرزا صاحب کی تائید کرائے لیکن جب کوشش کے باوجود کسی طرح کامیاب نہ ہو سکا تو ملفوظ شریف کی طباعت کے وقت اس خط کا الحاق کر دیا جو بالکل غلط افتراء ہے۔ حضرت کی جناب سے کوئی خط و کتابت مرزاجی سے نہیں ہوئی بلکہ نیاز مند کے والد ماجد فرماتے تھے کہ فشی رکن دین نے ملفوظ شریف کی کتابت سے جو سعادت یا ثواب حاصل کیا تھا وہ سب حضرت کی نسبت اس افتراء باندھنے سے ضائع کر دیا ہے۔ خداوند کریم کی جناب میں کیا جواب دے گا۔“

یہ بالکل صحیح ہے کہ مولوی رکن دین مصنف ”اشارات فریدی“ اور مولوی غلام احمد صاحب اختر مرزائی آپس میں گہرے دوست تھے اور چاچاں شریف میں بزمانہ حضور حضرت صاحب قبلہ عالم خواجہ فرید الملت والدین قدس سرہ یک جا رہے تھے۔ مولوی غلام احمد باطنی طور پر مرزائی تھا۔ موقع مآک کر عبد اللہ ابن سبا یہودی کی طرح مصنف ملفوظ کے ساتھ مل گیا۔ اس کو معقول و عقیفہ دے کر اپنا مرہون منت بنایا اور جب مرزائے قادیانی کے خطوط حضور انور کے نام آئے تو حضور کی طرف سے یہی غلام احمد جواب ارسال کرتا رہا اور حسب مدعا ملفوظ مقدس میں عبارتیں درج کراتا رہا۔ اس وقت مرزا کے عقائد بھی اسلام کے خلاف نہ تھے اور ابھی آغاز تھا۔ جب اس کے حالات میں تبدیلی رونما ہوئی تو حضور نے بر ملا انکار کر دیا اور فرمایا

”اندک ور کشف و اجتہاد خطا کردہ است“ اگر حضور انور مرزا کو برحق نبی مانتے تو نسبت خطا کی اس پر نہ لگاتے۔ کیونکہ ہر ایک نبی صغیرہ کبیرہ خطا سے پاک ہوتا ہے۔ آپ ہندوستان کے طول و عرض میں بغرض سیر و تفریح و زیارت بزرگان عظام تشریف لے جاتے رہے۔ لاہور میں کئی بار جانے کا اتفاق ہوا مگر کبھی بھی مرزا کو ملنے کی خواہش ظاہر نہ کی۔ ملفوظ مقدس حضور انور کے وصال کے بعد طبع کئے گئے۔ مولوی غلام احمد اختر نے جو بعد وصال حضور عالیؒ بر ملا مرزائی ہو گیا تھا۔ حسب فمائے خود عبارت زایدہ کو الحاق کر کے دل کی بھڑاس نکالی اور ملفوظ کی اصلی حالت اس بارہ میں نہ رہی۔ حضور انور حاشا وکلا بالکل مرزائی نہ تھے مگر اس مطبوعہ ملفوظ سے بعض کو دھوکا ہونے لگا اور اکثر غلطی میں مبتلا ہو کر مرزائی بن گئے اور اسلام کو ضعف پہنچا۔ جب ملفوظ طبع ہو کر حضرت خواجہ محمد بخش صاحب نائب قطب مدار قدس سرہ کے مطالعہ سے گزرے تو حضور نے فرمایا۔

”رکن دین نے مرزا کی تائید کر کے بت برا کام کیا ہے اور اسلام پاک کو بت دھوکا دیا ہے۔ ملفوظ میں ایسی جس قدر عبارتیں ہیں نکال دی جائیں تاکہ اسلام کو ضعف نہ پہنچے کیونکہ حضور حضرت اقدس عالی خواجہ فرید الدین قدس سرہ مرزائی نہیں تھے اور نہ ہم، نہ ہماری اولاد نہ ہمارے حلقین مرزائی ہیں بلکہ مرزا اور مرزا کے باطل مذہب کے منکر ہیں۔“

ملفوظ پاک کی اصلاح کا ارادہ تھا کہ حضور نازک کریم قدس سرہ کا وصال ہو گیا۔ اب بھی لازم ہے کہ ملفوظ پاک کی اصلاح کی جائے تاکہ مخلوق الہی گمراہ نہ ہو۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ۲۷ جمادی الاخر ۱۳۵۱ھ تقریر نور احمد فریدی نازکی کی عنی عنہ فرید آباد شریف (ماہنامہ ”الفرید“ جنوری ۱۹۳۳ء، ص ۱۳ تا ۱۹) محولہ بالا شہادات سے صاف ظاہر ہے کہ غلام احمد اختر ساکن ادوج مرزائی تھا۔ حضرت خواجہ صاحب کی زندگی میں منافقانہ طرز عمل اختیار کر کے اپنے مرزائی عقائد چھپا کر ان کی خدمت میں حاضر رہا اور غلام احمد قادیانی کو حضرت کے نام سے

جعلی خط لکھتا رہا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کھلے بندوں مرزائیت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ مرزائیوں کے خلیفہ محمود احمد نے ۱۹۳۳ء میں اپنی کتاب ”حقیقت النبوة“ میں لکھا ہے:

”مکرم مولوی غلام احمد صاحب اختر نے اوج سے حضرت محی الدین ابن عربی کا ایک حوالہ فتوحات سے نقل کر کے بھیجا ہے۔“ (”حقیقت النبوة“ ص ۲۳۷)

حضرت خواجہ صاحب کی وفات ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۲۱ء کو ہوئی۔ ان کے وصال کے بعد غلام احمد اختر مرزائی نے رکن الدین سے سازباز کر کے ”اشارات فریدی“ میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے منسوب کردہ جعلی خطوط و ملفوظات ورج کرا دیے۔ جب کتاب طبع ہو کر حضرت مرحوم کے گرامی قدر فرزند اور خلیفہ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب نازک کی نظر سے گزری تو آپ نے فرمایا۔

”رکن الدین نے مرزا کی تائید کر کے برا کام کیا ہے اور اسلام پاک کو بہت دھوکا دیا ہے۔ ملفوظ میں ایسی جس قدر عبارتیں ہیں، نکال دی جائیں۔“

ان حضرات کے بیانات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ابتداً حضرت خواجہ صاحب مرحوم غلام احمد قادیانی کو خادم اسلام سمجھتے تھے لیکن اس کے خلاف اسلام عقائد و وعادی پر مطلع ہونے کے بعد اسے کافر فرمایا کرتے تھے۔ نعوذ باللہ اگر قادیانی کو مجدد، مہدی، مسیح موعود اور نبی سمجھتے، تو اس سے ملاقات کے لیے قادیان تشریف لے جاتے اور اس کی بیعت کر کے مرزائیت کے حلقہ بگوش ہو جاتے لیکن آپ نے متعدد بار فرمایا کہ مرزا قادیانی کافر ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کے عقائد ختم نبوت : ختم المرسلین و سید النسن، محبوب اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ کہ افضل از تمام انبیاء است۔

ختم المرسلین و سید الحسن محبوب اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

و سبب ایجاد اوشاں و تمام عالم است و حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام در وجود و ظهور بعد تمام انبیاء است کہ پس ایشاں حکم رسالت محو گشت و حکم ولایت صادر! اور جمیع انبیاء و تمام دنیا کے ظہور کا باعث ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وجود اور ظہور میں تمام انبیاء کے بعد ہیں۔ کیونکہ آپ کے بعد رسالت کا حکم مٹ چکا ہے اور ولایت کا باقی! ”نوائے فریدیہ“ تصنیف حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۳

حضرت خواجہ صاحب نے واضح الفاظ میں اعلان فرمایا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں صرف ولایت باقی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ختم نبوت کے اعلان کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ منکر ختم نبوت اور مدعی نبوت غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھتے۔ تذکرہ شہادات سے ثابت ہے کہ آپ مرزا قادیانی کو کافر فرمایا کرتے تھے۔

ظہور حضرت مہدی: بدانکہ علامات قیامت کہ آمدن او از وجوہات است و منکر آل کافر است۔ بسیار اند کہ بحديث شریف ثبوت یافتہ اند اول ظہور مہدی کہ امام اولیاء خواہ شد قدر ہفت سال بر سلطنت حکمرانی می باشد و اکثر خلق را مطیع الاسلام گردانند!

جاننا چاہئے کہ علامات قیامت جس کا آنا ضروری ہے اور جس کا منکر کافر ہے بہت ہیں جن کا ثبوت حدیث شریف میں ہے۔ اول ظہور حضرت مہدی جو کہ امام اولیا ہوگا تقریباً سات سال بادشاہی کرے گا اور کثیر خلقت کو اسلام کا مطیع بنائے گا! ”نوائے فریدیہ“ ص ۳۳

واضح ارشاد ہے کہ:

(الف) حضرت مہدی اپنے زمانہ کے اولیاء کرام کے امام ہوں گے۔ غلام احمد

قادیانی نے تمام مسلمانان عالم کو جن میں ہزاروں اولیاء اللہ ہیں اور جو دعویٰ نبوت کے پیش نظر غلام احمد کو مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں، کافر اور جہنمی لکھا ہے۔

(ب) حضرت مہدی سات سال حکمرانی کریں گے۔ غلام احمد قادیانی غلام ابن غلام تھا۔ انگریز کا غلام مہدی کیسے ہو سکتا ہے؟

(ج) حضرت مہدی کثیر انسانوں کو مطیع اسلام بنائیں گے۔ مرزا غلام احمد نے مسلمانان عالم پر کفر کا فتویٰ دیا، نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، جہاد کو منسوخ کیا، عمر بھر انگریزی حکومت کے استحکام کے لیے کوشش کرتا رہا۔

کبھی جج ہو گیا ساقط کبھی قید جہاد اٹھی!!

شریعت قادیان کی ہے رضا جوئی نصاریٰ کی

ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام: بدانکہ در زمان دجال پلید ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خواہد شد و آن پلید را خواہد کشت و بر سلطنت حضرت عیسیٰ علیہ السلام خواہد نشست و تابع دین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہد شد!

دجال کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں گے دجال پلید کو قتل کر کے خود تخت سلطنت پر بیٹھیں گے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے تابع ہو کر رہیں گے! ”فوائد فریدیہ“ ص ۳۳

حضرت خواجہ صاحب کے اس ارشاد گرامی سے ثابت ہے:

(الف) دجال کے زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ اب تک نہ دجال کا زمانہ آیا ہے نہ حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔

(ب) حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے بعد تخت سلطنت پر فائز ہوں گے۔ بقول غلام احمد قادیانی اگر پادری دجال ہیں تو یہ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بعد انیس سو سال سے موجود ہے۔ مرزائی بتائیں کہ ان کا ”قادیانی جعلی مسیح“ انیس سو سال کا طویل عرصہ کیوں ردپوش رہا؟ ”خانہ ساز مسیح موعود“ پیدا ہوا اور مر گیا۔ لیکن ان کے دجال (پادری) ابھی تک تمام دنیا میں دندنا رہے ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب حضور شفیع المذنبین، خاتم النبیین، رحمۃ اللطین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حکما "عدلا" (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد عدل کرنے والے حاکم ہوں گے) کے پیش نظر اپنے عقیدے کا اظہار فرما رہے ہیں کہ دجال کو قتل کرنے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام تخت سلطنت پر متمکن ہوں گے۔ غلام احمد قادیانی اور اس کے باپ نے اپنی عمر انگریز کی غلامی میں بسر کی اور عیسائی حکمرانوں کی غلامی میں بسر کی اور عیسائی حکمرانوں کی غلامی پر فخر کرتے رہے۔ ایسے متنبی کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خادم اسلام کیسے فرما سکتے تھے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "نوائد فریدیہ" میں ختم نبوت، ظہور مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا عقیدہ شائع فرما کر مرزائیت کے بچے ادھیڑ دیے ہیں اور اپنی اسی تصنیف میں "احمدی فرقہ" کو ناری (جنمی) لکھا ہے۔ ("نوائد فریدیہ" ص ۲۹، ۳۰)

حضرت خواجہ صاحب کی تصنیف کے مقابل رکن الدین مولف "اشارات فریدی" اور غلام احمد مرزائی ساکن اوج کے دجل و فریب اور جعلی شائع کردہ خطوط و ملفوظات کی کوئی حقیقت نہیں۔

اگر بالفرض مرزائیوں کے اس عظیم فریب کو ایک منٹ کے لیے تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت خواجہ صاحب غلام احمد قادیانی کو "نیک انسان" سمجھتے تھے تو بھی ان کی ذات گرامی کے متعلق مرزائیوں کا یہ عقیدہ ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کی نسبت مرزائیوں کا عقیدہ

غلام احمد قادیانی نے اپنا "الہام" لکھا ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جنمی ہے۔" (اشتہار معیار الاخیار، ص ۸، "مجموعہ اشتہارات" ص ۲۷۵، ج ۲، تذکرہ طبع اول، ص ۳۲۷-۳۲۸، طبع سوم، ص ۳۳۶)

اس قادیانی "الہام" نے مندرجہ ذیل امور کا اظہار کیا ہے۔

(الف) جو شخص غلام احمد کی پیروی نہ کرے گا، وہ جہنمی ہے!

(ب) جو شخص غلام احمد کی بیعت نہ کرے گا، وہ جہنمی ہے!

(ج) جو شخص غلام احمد کا مخالف ہے، وہ جہنمی ہے!

صاف ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہ غلام

احمد قادیانی کی پیروی کی نہ اس کی بیعت کی، بلکہ اسے کافر سمجھتے تھے۔

اب مرزائیوں کا موجودہ خلیفہ بتائے کہ حضرت صاحب "حقیقی مسلمان" ولی اللہ

اور جنتی تھے یا نعوذ باللہ تمہارے دادا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ بالا "الہام" کے

پیش نظر اس کے بالکس؟

مرزائیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود احمد کا عقیدہ

"ایک دوست نے خلیفہ ثانی کی خدمت میں لکھا کہ جو شخص صبح موعود کے

سب دعائی کا صدق ہو مگر بیعت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ جواب

میں حضور نے لکھوایا۔ غیر احمدی کے پیچھے، جس نے اب تک سلسلہ میں باقاعدہ بیعت

نہ کی ہو خواہ حضرت صاحب کے سب دعائی کو ماننا بھی ہو، نماز جائز نہیں اور ایسا

شخص سب دعائی کو مان بھی کس طرح سکتا ہے، جو حضرت صاحب بلکہ خدا کا صریح

حکم ہوتے ہوئے آپ کی بیعت نہیں کرتا۔" (اخبار "الفضل" قادیان، ۱۷ اگست

۱۹۱۵ء)

مرزائیوں کے آنجنابی خلیفہ مرزا محمود احمد نے غیر مبہم الفاظ میں اپنا عقیدہ

بیان کیا ہے کہ:

(الف) جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت نہ کرے خواہ وہ اس کے جملہ

دعائی کو ماننا ہو، اس کی اقتداء میں نماز ناجائز ہے۔

(ب) خدا تعالیٰ کا صریح حکم ہوتے ہوئے جو شخص غلام احمد قادیانی کی بیعت

نہیں کرتا، وہ اس کے تمام دعائی کو تسلیم نہیں کر سکتا اور وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم

کی مخالفت کرتا ہے۔

مرزائیوں کے خلیفہ سے ایک سوال؟

ہم کسی ایسے غیرے نتو خیرے مرزائی سے نہیں بلکہ ان کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد سے پوچھتے ہیں کہ ”تمہارے باپ کے مندرجہ بالا فتوے کے پیش نظر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے دادا کی بیعت نہ کر کے خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی کی تھی یا نہیں؟

خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی مخالفت کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے کہ وہ قادیانی شریعت کی رو سے حقیقی مسلمان ہے یا نہیں؟ ایسا شخص جنتی ہے یا جہنمی؟“

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ﴿ہفت روزہ ختم نبوت﴾ کراچی گذشتہ پچیس سالوں سے تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اندرون و بیرون ملک تمام دینی رسائل میں ایک امتیازی شان کا حامل جریدہ ہے۔ جو مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب مدظلہ کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔

زر سالانہ صرف =/250 روپے

رابطہ کے لئے:

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

احساب قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اکابرین کے رد قادیانیت پر رسائل کے مجموعہ جات کو شائع کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ چنانچہ 'احساب قادیانیت جلد اول مولانا لال حسین اختر' 'احساب قادیانیت جلد دوم مولانا محمد ادریس کاندھلوی' 'احساب قادیانیت جلد سوم مولانا حبیب اللہ امرتسری' کے مجموعہ رسائل پر مشتمل ہیں۔

احساب قادیانیت جلد چہارم

مندرجہ ذیل اکابرین کے رسائل کے مجموعہ پر مشتمل ہوگی۔

مولانا محمد انور شاہ کشمیری: "دعوت حفظ ایمان حصہ اول و دوم"

مولانا محمد اشرف علی تھانوی: "الخطاب الملیح فی تحقیق

المہدی والمسیح رسالہ قائد قادیان"

مولانا شبیر احمد عثمانی: "الشہاب لرجم الخاطف المرتاب صدائے ایمان"

مولانا بدر عالم میرٹھی: ختم نبوت حیات عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی

دجال نور ایمان الجواب الفصیح لمذکر حیات المسیح

ان تمام اکابرین امت کے فتنہ قادیانیت کے خلاف رشحات قلم کا مطالعہ

آپ کے ایمان کو جلاوطنے گا۔

رابطہ کے لئے:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

مرکز اسلام



مرکز اسلام مکتبہ میلہ

قادیانیوں کی
ریشہ دوانیاں

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۹۶۷ء اسال چند مرزائی ظفر اللہ خان کی قیادت میں حج بیت اللہ کے موقع پر حجاز مقدس پہنچے حج تو محض بمانہ تھا۔ اصل غرض مرکز اسلام میں مرزائی لڑیچہ کی تقسیم و اشاعت اور مسلمانان عالم میں ارتداد پھیلانا تھا۔ حجاز مقدس سے آمد اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ اس گروہ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں لڑیچہ تقسیم کیا۔ قادیانیوں کی اس نازیبا حرکت سے مسلمانان مرکز اسلام اس قدر مشتعل ہوئے کہ مکہ کرمہ کے مشہور روزنامہ ”الندوہ“ نے اپنی اشاعت مورخہ ۸ ستمبر ۱۳۸۶ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۶۷ء میں ”ہامی القادیانیہ“ کے زیر عنوان چھ کالمی سرفی جمائی اور کفر مرزا غلام احمد قادیانی اور تردید عقائد مرزائیہ پر طویل مقالہ شائع کیا جس میں قادیانی نبوت کا پل کھول کر رکھ دیا اور لکھا کہ قرآن و حدیث اور علماء کرام کے فتویٰ کے پیش نظر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا (پ ۴، توبہ)

”اے ایمان والو! یقیناً مشرک ناپاک ہیں اپنے اس سال کے بعد وہ

مسجد حرام کے پاس نہ آئیں۔“

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعیان نبوت کا زبہ اور ان کے معتقدین بوجہ ارتداد مشرکین سے زیادہ نجس ہیں۔ لہذا انہیں حرمین شریفین میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ قبل ازیں خود سعودی حکومت نے مرزائیوں کو برداشت نہیں کیا تھا لیکن اسال شاہ فیصل نے ظفر اللہ خان اور ان کے ساتھیوں کو حجاز مقدس میں داخلہ کی اجازت دے کر عالم اسلام کے مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا۔

-ب-

مدت مدید سے قادیانی حجاز مقدس میں فتنہ ارتداد پھیلانے کی سازش کر رہے تھے۔ چنانچہ آج سے چھیالیس سال پیشتر ان کے خلیفہ محمود احمد نے اعلان کیا تھا:

”بچپن سے میرا خیال ہے جس کام میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی

کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدت کے پھیلنے کے لیے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے۔ دوسرے درجہ پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی محض وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدت کو پہنچا سکتا ہے۔ وہاں سے ہر ایک ملک کو جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کیے جائیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام پہنچ جائے، جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے۔ مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے۔ وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں (خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، بحریہ ۳۳ جولائی ۱۹۳۱ء، ج ۹، نمبر ۳، ص ۸)

مکہ مکرمہ "مشن"

"مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے۔ ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپیہ مکان کے لیے دیں گے۔ پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔" (تقریر خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ "الفضل" ۲۸ جنوری ۱۹۳۰ء، ج ۷، نمبر ۵)

قادیانی حج کا مقصد

مولانا میر محمد سعید صاحب ساکن حیدر آباد دکن نے (مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان سے) ملاقات کی۔ مولانا کا عزم اس سال حج بیت اللہ کا ہے اور اس سفر پر جانے سے پہلے آپ یہاں آئے ہیں۔ سرج کے ذکر پر مولوی (محمد سعید) صاحب نے کہا کہ "عرب کی سرزمین اب تک احمدت سے خالی ہے۔ شاید خدا تعالیٰ یہ کام مجھ سے کرائے۔" اس پر حضرت خلیفہ المسیح نے فرمایا "میرا مدت سے خیال ہے کہ اگر عرب میں احمدت پھیل جائے تو تمام اسلامی دنیا میں پھیل جائے گی" مولانا نے عرض کیا کہ "عرب میں تبلیغ کا کیا طریقہ ہونا چاہیے" (مرزا محمود احمد نے) فرمایا، ان سے بحث کا طریقہ مضرب ہے۔ کیونکہ وہ لوگ حکومت کے زیادہ زیر اثر نہیں۔ جلد اشتغال میں آ جاتے ہیں اور جو جی چاہے کر گزرتے ہیں۔ مولانا نے عرض کیا "میرا خود بھی

خیال ہے کہ ان کا استاد بن کر نہیں بلکہ شاگرد بن کر ان کو تبلیغ کی جائے۔" (مرزا محمود احمد نے) فرمایا "میں نے وہاں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے فضل خاص سے میری حفاظت کی۔ اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چداں اثر نہ تھا۔ اب تو شاہ جاز کے گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستان سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی۔ مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی اس وقت تو وہ جس کو چاہے گرفتار کر سکتے تھے مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑ لیا گیا کہ اس قسم کا کوئی شخص یہاں تھا۔ (مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ کی ڈائری مندرجہ اخبار "الفضل قادیان" ج ۸، نمبر ۵۷، مورخہ ۷ مارچ ۱۹۴۱ء)

(۲) "حضرت مولانا محمد سعید قادری امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفہ المسیح ایذا اللہ بضرہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لے کر ۳۰ اپریل ۱۹۴۱ء کو بمبئی سے ہمایوں ٹائی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہو گئے۔ آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر ملک عرب میں تبلیغ کرنے کا ہے۔ انشاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں بطفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر (مرزا محمود احمد) یورپ و امریکہ میں جب کہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے، ضرور تھا کہ وہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہان منور ہو گیا تھا، دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اٹھے تاکہ سیدنا مسیح موعود کا یہ الہام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ "مسلمان را مسلمان باز کند" (اخبار "الفضل" قادیان سہر مئی ۱۹۴۱ء ج ۸، نمبر ۸۵)

قادیان ارض حرم ہے

۱۔ امت قادیانیہ قادیان کو ارض حرم سمجھتی ہے۔ جیسا کہ ان کے نبی مرزا غلام احمد نے لکھا ہے۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

۲۔ ”جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقع (جلسہ سالانہ قادیان) پر قادیان نہیں آ سکے، وہ تو خیر معذور ہیں لیکن جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا ہے اور ارض حرم (قادیان) کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہوئے، امام محترم کی زیارت کرنے کے شوق میں دارالامان مدنی ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے۔ ان کی للہمت، ان کا اخلاص فی الواقعہ قابل تحسین ہے۔ اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلایق مسجد مبارک میں نہیں سا سکتا، گلیوں، دکانوں اور راستوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔“ (اخبار ”الفضل“ قادیان، سہرہ دسمبر ۱۹۸۵ء)

قادیان میں ظلی حج

قادیانی بیت اللہ اور حج کا نام برائے وزن بیت لیتے ہیں، ان کی حجاز مقدس جانے کی غرض و غایت صرف قادیانی نبوت کا پرچار ہے۔ ان کا مقام حج تو قادیان ہے، جیسا کہ ان کے واجب الاطاعت خلیفہ مرزا محمود احمد کا عقیدہ ہے۔

۱۔ ”چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو قدرت رکھتے ہیں اور امیر ہوں حالانکہ الہی تحریکات پہلے غریاء میں ہی پھیلتی اور پختی ہیں اور غریاء کو حج سے شریعت نے معذور کر رکھا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تادہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں۔“ (خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد، اخبار ”الفضل“ قادیان، یکم دسمبر ۱۹۸۲ء)

مرزائیوں کے نبی مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

۲۔ ”لوگ معمولی اور نقلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں) نقلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔ غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔“ (”آئینہ کمالات اسلام“

ص ۳۵۲ ”روحانی خزائن“ ص ۳۵۲ ج ۵)

مرزا یوں کے خلیفہ محمود احمد نے اعلان کیا:

۳۔ ”شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے۔ ایک واقعہ مجھے بھی یاد ہے۔ صاحب زادہ عبداللطیف صاحب مرحوم شہید حج کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ جب یہاں حضرت مسیح موعود (مرزا) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حج کرنے کے متعلق اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا اس وقت اسلام کی خدمت کی بے حد ضرورت ہے اور یہی حج ہے۔ چنانچہ پھر صاحب زادہ صاحب حج کے لیے نہ گئے اور یہیں (قادیان) رہے کیونکہ اگر وہ حج کے لیے چلے جاتے تو اہمیت نہ سیکھ سکتے۔“ (تقریر جلسہ سالانہ مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، ۱۴ جنوری ۱۹۳۳ء)

۴۔ ”میں تمہیں حج حج کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔“ (تقریر مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، ج ۲۰، نمبر ۷۸، ۷ دسمبر ۱۹۳۲ء، ص ۱۸)

حرمین شریفین کی توہین

انبیاء علیہم السلام اور شعائر اللہ کی توہین قادیانیوں کا دل پسند مشغلہ ہے۔ چنانچہ ان کے خلیفہ نے اعلان کیا ہے کہ:

”یہاں (قادیان میں) آنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی

جماعتوں سے یہ وردہ سوکھ گیا کہ نہیں۔" ("حقیقۃ الروایا" مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، طبع اول، ص ۳۶، ۷ مارچ ۱۹۹۷ء)

راقم
لال حسین اختر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان کا سرکرماتحت جماعتوں کے نام
ظفر اللہ خاں کے داخلہ حجاز پر

شدید احتجاج

مکرمی و محترمی زید محمد کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی

قادیانی با اتفاق امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزائیوں کے نزدیک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کی تقدیس ختم ہو چکی ہیں اور اب یہ سب برکتیں قادیان کی ملعون زمین سے متعلق ہیں (نحوذ باللہ)

مرزائی جب حجاز مقدس کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں اہل اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی سازش کارفرما ہوتی ہے۔ چنانچہ آج تک کسی بھی سابقہ حکومت حجاز نے قادیانیوں کو داخلہ حجاز کی اجازت نہیں دی۔ افسوس ہے کہ سعودی عرب کی حکومت نے اس سال ظفر اللہ خاں قادیانی کو عین حج کے دنوں میں داخلہ حجاز کی اجازت دے کر عالم اسلام کے قلب کو مجروح کیا ہے۔

جماعت ختم نبوت پاکستان کی طرف سے ۱۵ صفر ۱۴۱۷ھ دن جمعہ المبارک کو یوم احتجاج منایا جا رہا ہے۔ آپ مذکورہ ذیل "تجویز" اپنے ہاں جمعہ کے اجتماع سے پاس کرا کے شاہ فیصل کے نام معرفت سعودی سفارت خانہ کراچی روانہ کریں اور ملتان دفتر مرکزیہ کو بھی اطلاع دیں۔

تجویز ”آپ کی حکومت نے ظفر اللہ قادیانی کو حج کے دنوں میں دیار مقدس میں داخلہ کی اجازت دے کر امت کے اجماعی فیصلہ سے انحراف کیا ہے، جس پر ہم شدید احتجاج کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی قادیانی کو داخلہ حرمین شریفین کی اجازت نہ دی جائے۔ قادیانی باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

بجوز موبد مقام مسجد

(مولانا) محمد علی جالندھری امیر مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان۔

(چنانچہ پورے ملک میں یہ احتجاج منایا گیا جس پر لاکھوں خطوط اور ہزاروں تائریں سفارت خانہ سعودی عرب کے ذریعہ شاہ فیصل تک پہنچائی گئیں، جس کی نقول دفتر مرکزیہ میں موصول ہوئیں)۔

ماہنامہ لولاک



عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع ہونے والا ﴿ماہنامہ لولاک﴾ جو قادیانیت کے خلاف گرانقدر جدید معلومات پر مکمل دستاویزی ثبوت ہر ماہ مہیا کرتا ہے۔ صفحات 64، کمپوزنگ، عمدہ کاغذ و طباعت اور رنگین ٹائٹل، ان تمام تر خوبیوں کے باوجود زر سالانہ فقط ایک صد روپیہ منی آرڈر بھیج کر گھر بیٹھے مطالعہ فرمائیے۔

رابطہ کے لئے:

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضورِ باغ روڈ ملتان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



سیاحت مرزا قادیانی

یہ بجا ہے کہ مرزا قادیانی نے دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کو اور اولیاء و علماء امت کو ولد الحرام ذریعہ البغلیا، کجیروں کی اولاد، حرامزادے، خنزیر، کتے، بندر، شیطان، گدھے، کافر، مشرک، یہودی، مرود، ملعون اور بے شرم و بے حیا وغیرہ کہا۔ مانا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ ایک ایک لفظ لکھا اور مانے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ یہ آج بھی مرزا کی پچاس الماریوں والی کتابوں میں موجود ہے اور اسے اب چاٹا نہیں جاسکتا۔ یہ سب بجا اور درست۔ یہ سب آج بھی کتابوں میں مسطور و مذکور اور موجود ہے لیکن بایں ہمہ مرزا کا وہن مبارک بد زبانی سے کبھی آلود نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ تو خود فرماتے ہیں۔

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا بھی ہے
گو ہیں بہت درندے انسان کے پوشش میں
پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا بھی ہے

(”در شہین اردو“ ص ۱۷، ”روحانی خزائن“ ص ۳۵۹-۳۵۸ ج ۲۰)

تو وہ خود کب بد کلامی فرما سکتے ہیں۔ بہر حال انہوں نے کسی کو بھی گالی نہیں دی۔ نبوت کی زبان سے بھلا گالی کب نکل سکتی ہے جبکہ ”نبی“ خود کہتا ہے کہ ”مگالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے“ (”ست یجن“ ص ۲۱، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳ ج ۱۰)

○ ”خدا تعالیٰ نے اس (حضرت مولانا سعد اللہ صاحب لدھیانوی) کی بیوی کے رحم پر مرگ دی“ (”تمتہ حقیقتہ الوحی“ ص ۳، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۳ ج ۲۲)
○ ”جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے“ (”حیات احمد“ ج اول، نمبر ۳ ص ۲۵)

○ ”آریوں کا پر شیر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔“ (”چشمہ معرفت“ ص ۱۱، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳ ج ۲۳)

(۱) مسلمان حرامزادے ہیں، زنا کار کجیروں کی اولاد ہیں

(۱) جو شخص اس صاف فیصلے کے خلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔ حرامزادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے ("انوار السلام" ص ۳۰، "روحانی خزائن" ص ۳۱-۳۲، ج ۹)

(ب) کل مسلم۔ بقبلی و بصدق دعوتی الا ذلہ البغایا۔ (ترجمہ) ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کجیروں کی اولاد۔ ("آئینہ کمالات" ص ۵۳، "روحانی خزائن" ص ۵۳، ج ۵)

(۲) اکابر امت اور مشائخ ملت، شیطان، شتر مرغ، ملعون، یاوہ گو اور ژاڑ خا ہیں

سجادہ نشین اور فقیری اور مولیت کے شتر مرغ۔ یہ سب شیاطین الانس ہیں اور میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقرا میں سے اس عاجز کے مکفویا کذب ہیں۔ وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض یاوہ گو اور ژاڑ خا ہیں۔ مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ("ضمیمہ انجام آتھم" حاشیہ، ص ۴ تا ۲۳، ملخصاً "روحانی خزائن" ص ۳۳-۳۴، ج ۱۲)

(۳) علمائے امت کی ایسی تیمی

(۱) اے بد ذات فرقہ مولویان! کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ ("انجام آتھم" حاشیہ، ص ۲۱، "روحانی خزائن" ص ۲۱، ج ۱۲)

(ب) اے بے ایمانوں! نیم عیسائیوں! وجال کے ہمراہیو! اسلام کے دشمنو..... تمہاری ایسی تیمی ہے۔ (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ، ص ۵، "مجموعہ اشتہارات" ص ۷۰-۷۹، ج ۲)

(۴) جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں

جھوٹے آدمی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے رویہ تو بہت لاف و مگراف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ ("حیات احمد" ج اول، نمبر ۳، ص ۲۵)

ان عمومی "ارشادات نبویہ" اور "الہامات ربانیہ" کے بعد اب ذرا بطور نمونہ نام بہ نام نوازشات ملاحظہ ہوں۔

(۵) امام المحدثین حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ وغیرہم آئمہ وقت کے حق میں "نبوی" گوہر افشانی اور شیریں بیان دیکھئے۔

ایہا الشیخ الضال والہمال البطال..... فنہم شیخک الضال الکاذب
نذیر المبشرین ثم الدہوی عبد الحق رئیس المتصلفین ثم سلطان المتکبرین.....
واخرہم الشیطان الاعی والغول الاغوی بقال لہ رشید الجنجوهی و ہوشی
کالا مروہی والملعونین۔ ("انجام آقہم" ص ۲۵۲، "روحانی خزائن" ص ۲۵۱، ج ۱۷)

(۶) مرشد وقت پیر مرعلی شاہؒ کے حق میں "شک افشانی" ہوتی ہے

(۱) مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔ اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سب ملعون ہو گئی۔ ("اعجاز احمدی" ص ۷۵، "روحانی خزائن" ص ۱۸۸، ج ۱۷)

(ب) مر گیا بد بخت اپنے وار سے
کٹ گیا سر اپنی ہی تلووار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی
کم کرو اب تاز اس مردار سے

("نزول المسمی" ص ۲۲۲، "روحانی خزائن" ص ۶۰۲، ج ۱۷)

(ج) مرعلی نے ایک مردہ کا مضمون چرا کر کہن دزدوں کی طرح قابل شرم چوری کی ہے۔ نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی لعنت اللہ علی الکاذبین، رہا محمد حسن

اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ پر رکھ دی۔ اس کے مردار کو چرا کر پیر مر علی نے اپنی کتاب میں کھایا۔ ("نزل المسمیح" حاشیہ، ص ۷۰-۷۱ "روحانی خزائن" ص ۳۳۹-۳۴۸ ج ۱۸)

(۷) غزنویوں کی جماعت پر لعنت

حضرت مولانا عبدالحق صاحب غزنوی کا نطفہ اور ان کی اہلیہ محترمہ کے پیٹ

سے چڑھا۔

(۱) عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت فقہ قہودی کر کے نطفہ بن گیا (ضمیمہ انجام آتھم، ص ۲۷ حاشیہ "روحانی خزائن" ص ۳۱۱ ج ۱۸) اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم، ص ۳۳ "روحانی خزائن" ص ۳۱۷ ج ۱۸)

(ب) عبدالحق اور عبدالببار غزنویاں وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی نجاست کھائی۔ (ضمیمہ انجام آتھم، ص ۳۵ "روحانی خزائن" ص ۳۲۹ ج ۱۸)

(ج) کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا۔ کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔ (ضمیمہ انجام آتھم، ص ۵۸-۵۹ "روحانی خزائن" ص ۳۲۲-۳۲۳ ج ۱۸)

گل افشانوں کے یہ نمونے ایک "نبوی" تصنیف لطیف (ضمیمہ انجام آتھم، ص ۲۷ وغیرہ پر ہیں۔ ص ۵۸ تک "یہ زعفران زار" کھلا ہے اور حجتہ اللہ (عربی) وغیرہ دوسری کتابوں میں بھی غزنوی خاندان کے متعلق یہ "عطر بیڑیاں" موجود ہیں۔

(۸) حضرت مولانا شیخ سعد اللہ صاحب "لدھیانوی کی بیوی کے رحم پر مر

اس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ان شلنک ہوالا ہتر گویا اسی دم سے خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مر لگا دی اور اس کو یہ الہام کھلے کھلے

لفظوں میں سنایا گیا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا ("تتر حقیقتہ الوحی" ص ۳۳، "روحانی خزائن" ص ۲۴۴ ج ۲۲) سبحان اللہ! کیا خوب "نبوی" اخلاق اور "الہامی" تہذیب ہے۔ جب بیویوں کے رحم پر مر لگانے والے "خدا اور رسول" کی طرف دنیا کو دعوت دی جائے گی تو انگلستان، امریکہ، جرمنی اور فرانس وغیرہ کا ہر دل پھینک زندہ دل جٹلمین ایمان لانے میں سبت کرے گا اور ضبط تولید کی دلداد ہر لیڈی بصمیم قلب "امنا و صدقا" پکار اٹھے گی۔

بے ناویدنی راویدہ ام من
مرا اے کاش کہ مادر نہ زاوے

(اقبال)

پھر یہ بھی دیکھا کہ مرزا کا "خدا" کسی کی بیوی کے رحم پر مر لگائے تو یہ مروتز کر نو دس ماہ کا بچہ بھی باہر نہ آ سکے اور نہ اولاد کا سلسلہ چل سکے۔ مگر جب محمد رسول اللہ کا خدا نبوت پر مر لگا دے تو پچاس ساٹھ سالہ بوڑھا "نبی" یہ مروتز کر کسی نہ کسی طرح باہر آ جائے اور نبوت کا سلسلہ برابر جاری رہے۔

لطیفہ۔ مناظرہ مجددِ رواہ میں جب میں نے بوقت مناظرہ یہ الہام "ربانی" اور اس کی یہ مندرجہ بالا "نبوی" تفسیر پیش کی تو قادیانی مناظر مولوی عبدالغفور صاحب فرمائے گئے۔ "یہ کیا گندی باتیں ہیں۔" اس پر میں نے برجستہ کہا کہ جناب! گندی باتیں کہاں؟ یہ تو الہامات "ربانیہ" اور ارشادات "نبویہ" ہیں۔ اس پر وہ ایسے چپ ہوئے کہ گویا سانپ سو گھم گیا ہو۔

(۹) حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب عورتوں کی عار ہیں!

(۱) مولوی ثناء اللہ صاحب پر لعنت دس بار لعنت ("اعجاز احمدی" ص ۳۵، "روحانی خزائن" ص ۳۹ ج ۱۹) ایک بھیڑیے ("اعجاز احمدی" ص ۸۷، "روحانی خزائن" ص ۱۹ ج ۱۹)

(ب) اے عورتوں کی عار ثناء اللہ ("اعجاز احمدی" ص ۳۳، "روحانی خزائن" ص

۱۹۶۱ء ج ۱) اے جنگوں کے غول تجھ پر دیل۔ (”اعجاز احمدی“ ص ۸۹، ”روحانی خزائن“ ص ۱۹۳ ج ۱)

یہ عقدہ نہ کھلا کہ مرزا نے کس شکایت کی بنا پر مولانا کو عورتوں کی عار فرمایا۔ حالانکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ تو مرزا کی دعوت پر فوراً قادیان پہنچ گئے تھے اور الٹا مرزا ہی گھر میں چھپ کر بیٹھ رہے تھے اور مقابلہ و مناظرہ سے صاف فرار اختیار کر گئے تھے۔

پھر یہ ”نبوی کرم فرمائی“ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں۔ اس بارش الطاف و عنایات سے غیر مسلمین کو بھی حصہ وافر ملا ہے۔ صرف نمونہ بطور قطرے از بحر ذخار ملاحظہ ہو۔

(۱۰) لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت

نور الحق صفحہ ۱۸ سے ۲۲ تک میسائیوں کو لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ لعنت حتیٰ کہ پوری ہزار لعنتیں لکھ کر قادیانی ”نبوی“ متذنب و شرافت کو عیاں کیا ہے۔ (”روحانی خزائن“ ص ۱۵۸ سے ص ۲۳۳ ج ۸) تک لعنت کی گردان۔

(۱۱) دس سے کروا چکی زنا لیکن

آریوں کے متعلق صرف نیوگ پر ایک طویل نظم کے چند اشعار آبدار ملاحظہ ہوں۔

چپکے چپکے	حرام کروانا	آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں		جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے		ساری شہوت کی بھکاری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے قلعہ		یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن		پاک دامن ابھی بھاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں		ان کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو		ایسی جوہر کی پاسداری ہے

جود جی پر فدا ہیں یہ جی سے وہ نیکی پہ اپنے داری ہے
 ہے قوی مرد کی تلاش انہیں خوب جود کی حق گزاری ہے
 کیا کریں دید کا یہی ہے حکم ترک کرنا گناہ گاری ہے
 ("آریہ دھرم" حاشیہ، ص ۱، "روحانی خزائن" ص ۷۷ تا ۷۸، ج ۲)

(۱۴) آریوں کا پر میشر

آریوں کا پر میشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔ ("چشمہ معرفت" ص ۳۱، "روحانی خزائن" ص ۳۳، ج ۲۳) (معلوم ہوتا ہے کہ مرزا "الجبرا" بھی نہ صرف پڑھا ہوا، بلکہ پریکٹیکل میں بھی ماہر تھا)
 تاریخ عالم کو الٹو پلٹو! دنیا میں کوئی ایسا "خوش کلام" اور "شیریں گفتار" انسان پیش کر سکتے ہو تو کرو۔ نہیں کر سکتے! ابتدائے آفرینش سے آج تک کیفیت میں اس قسم کی خوش کلامی و عریانی اور کیت میں اس قدر بدزبانی اور زہر افشانی کا عشرِ عشر بھی نہیں دکھلا سکو گے۔

یہاں ہم نے بادل ناخواستہ بطور نمونہ شتے از خوارے صرف چند "خوش کلامیاں" پیش کی ہیں۔ اگر اس سے زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو مولانا نور محمد صاحب سابق مبلغ و متاخر مظاہر العلوم سمارن پور کا رسالہ "مغلطات مرزا" ملاحظہ ہو۔ گو مرزا کے ان کارناموں کا استیعاب تو ان سے بھی نہیں ہو سکا۔ تاہم انہوں نے بڑے سائز کے ۷۲ صفحات کے اس رسالہ میں ۶ اور ۷ سو کے درمیان ایسی سوقیانہ گالیاں ردیف وار مدد حوالہ جمع کر دی ہیں۔

بد زبانی کے متعلق مرزا کا فیصلہ

آخر میں بد زبانی کے متعلق خود مرزا کا فیصلہ اور فتویٰ پیش کر دیتا جہاں آپ لوگوں کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ وہاں اس سے غیر جانبدارانہ اور خالی الذہن بمعروہ ناقد کو مرزا صاحب کا حقیقی مقام اور صحیح منصب متعین کرنے میں مدد ملے گی۔
 (۱) گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے۔ ("ست بجن" ص ۲۰، "روحانی

خزائن“ ص ۳۳ ج ۱۱)

(۲) بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجات بیت اللہ بھی ہے
گو ہیں بہت درندے انسان کی پوتیں میں
پاکوں کا خون جو پیوے وہ بھیڑا بھی ہے!

(”در شمس اردو“ ص ۷۷، ”روحانی خزائن“ ص ۳۵۸ ج ۲۰)

افسوس کہ بدزبانی کی مذمت اور تصبیح کرتے ہوئے بھی مرزا کی زبان بدزبانی
سے لٹوٹ ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

بدزبانی کے جواب میں فریب کاری

کہا جاتا ہے کہ مرزا کی یہ گل افشائیاں مخالفین کی زبان درازیوں کا جواب اور
رد عمل ہیں۔ لہذا عوض معاوضہ گلہ نہ اردو! لیکن یہ سراپا مغالطہ اور سراسر فریب
کاری اور سولہ آنے دھوکہ بازی ہے۔ کیونکہ اول تو مرزا خود فرماتے ہیں۔

(۱) بدی کا جواب بدی سے مت دو نہ قول سے نہ فعل سے۔ (”نسیم دعوت“

ص ۳، ”روحانی خزائن“ ص ۳۶۵ ج ۱۹)

(۲) گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(”آئینہ کمالات اسلام“ ص ۲۲۵، ”روحانی خزائن“ ص ۲۲۵ ج ۵)

(۳) خبردار! نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر

ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔ (”نسیم دعوت“ ص ۳، ”روحانی خزائن“ ص ۳۶۵ ج ۱۹)

(۴) ایک بزرگ کو کہتے نے کاٹا (اس کی) چھوٹی لڑکی بولی، آپ نے کیوں نہ

کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا، بیٹی! انسان سے ”کت پن“ نہیں ہوتا۔ اس طرح

جب کوئی شریر گالی دے، تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو دہی ”کت

پن“ کی مثال لازم آئے گی۔ (تقریر مرزا قادیان، ۱۸۹۷ء رپورٹ ۹۹)

دوسرے ہم چیلنج کرتے ہیں کہ جس طرح مرزا کی سینکڑوں بد زبانیاں ہم نے پیش کر دی ہیں۔ اسی طرح علمائے کرام خصوصاً مجدد وقت قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ امام المحدثین حضرت سید نذیر حسین دہلویؒ پیر کامل مرشد اعظم حضرت پیر مر علی شاہ صاحب گوڑویؒ کی زبان اور قلم سے ایک ناشائستہ کلمہ کی نشان دہی کی جائے اور بتلایا جائے کہ مرزا نے تمام دنیا کے اربوں آدمیوں کوڑوں مسلمانوں اور خصوصاً مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کو کم از کم پچاس دفعہ ذریعہ البغلیہ، ولد الحرام، حرامزادہ، حرامی لڑکا، ہندو زادہ کہا ہے اور یہ مرزا کی مرغوب اور مخصوص گالی ہے اور ان کی زبان ہمیشہ اس حرام، حرام سے آلودہ رہتی ہے۔ کیا دنیا کے ایک آدمی نے ایک دفعہ بھی مرزا صاحب کو یا مرزا کی اولاد کو زنا کار، کجبری کی اولاد، ولد الحرام، حرامزادہ، حرامی لڑکا اور ہندو زادہ کہا۔ اگر کہا تو پیش کرو۔

حالانکہ دنیا آپ کو نہیں تو آپ کی اولاد کو حسب ذیل اقوال کی روشنی میں اگر ان خطابات سے مخاطب کرتی تو وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہوتی۔ ملاحظہ ہو:

بھجے دی ماں

مرزا بشیر احمد گمر کے بھیدی لٹکا ڈھاتے ہیں۔

(۱) بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو ادا کل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے، جن کو لوگ عام طور پر ”بھجے کی ماں“ کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگیں تھی، اس لیے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ (سیرۃ المہدی، حصہ اول، ص ۲۶، طبع دوم، ص ۳۳)

مرزا قادیانی گویا بچے ہی تھے!

(۲) خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد

حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے۔ ("سیرۃ المہدی" حصہ اول، ص ۳۰، طبع دوم، ص ۵۳)

ایک بچے کا بچے پیدا کرنا یقیناً ایک معجزہ ہے۔ لیجئے مرزا کی نبوت کا ایک اور ثبوت مل گیا۔ تعجب ہے کہ امت مرزائیہ نے اس سے مرزا کی نبوت کا استدلال کیوں نہ کیا۔

(۳) ۲۱ ستمبر ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ بستر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے۔ ("اخبار الحکم" قادیان، ج ۵، نمبر ۳۵)

اب غور فرمائیے! "پندرہ برس کی عمر کے درمیان" جب کہ آدمی پورا بالغ بھی نہیں ہوتا۔ مرزا سلطان احمد صاحب پیدا ہو گئے تو مرزا افضل احمد صاحب زیادہ سے زیادہ تیرہ برس کی عمر میں جب کہ انسان ابھی گویا بچہ نہیں حقیقی بچہ ہوتا ہے۔ اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو گئے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کو ادائے نسل سے ہی "بھجے دی ماں" سے بے تعلقی بھی تھی۔ کیونکہ اس کا میلان مرزا کے "بے دین" رشتہ داروں کی طرف تھا اور وہ انہی کے رنگ میں رنگین تھی۔ اس لیے حضرت مسیح موعود نے ادائے نسل سے ہی ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ مگر بایں ہمہ اعجازی طور پر پیارے درد لڑکے پیدا ہو ہی گئے۔

کیا دنیا بے زبان ہے۔ مانا کہ دنیا اس فن شریف میں مجدد کی حیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن کیا وہ مرزا ہی کے اگلے ہوئے نوالے بھی ان کے منہ میں نہیں دے سکتی؟ اگر ہم مرزا ہی کے "ملا فرمودہ" یہ تمام خطابات مرزا کے حق میں استعمال کریں، تو دنیا کا کوئی ضابطہ عدل و انصاف مانع ہونے کا حق رکھتا ہے؟ یا ہمارے منہ میں زبان اور ہاتھ میں قلم نہیں ہے؟ یہ سب کچھ ہے، مگر ہم بتقاضائے انسانی شرافت اور بمطابقہ اخلاق و آدمیت صرف "عطائے توبہ لٹائے تو" کہہ کر اس مکروہ باب کو ختم کرتے ہیں۔

انداز جنوں کون سا ہم میں نہیں مجھوں
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

چیلنج: اگر ان شواہد دلائل کے باوجود بھی کسی قادیانی یا لاہوری دوست کو حضرت کی بدزبانی میں تامل ہو، تو جیسا کہ بارہا پریس سے چیلنج دیا جا چکا ہے۔ ہم انہیں آج ایک دفعہ پھر پوری قوت کے ساتھ چیلنج کرتے ہیں، کہ وہ کسی وقت کسی جگہ اس عنوان پر ہم سے مناظرہ و بحث کر لیں۔ شرائط و فیو کا اڑٹکا لگا کر نکل جانے کی راہ ہم نہیں دیں گے۔ ہم امن کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں، اور غیر مشروط مناظرہ کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم صرف مرزا کے ”اقوال و ارشادات“ ہی سے آفتاب نصف النہار کی طرح دکھلا دیں گے، کہ عظیم الشان ”نبی“ یا اس مدی کا ”مجدد اعظم“ ”سبب اعظم“ اور ”مجدد سب و شتم“ ہے۔ نہ صرف مجدد بلکہ اس فن شریف میں موجد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے ایسی ایسی ”لطیف و نفیس“ گالیاں ایجاد کی ہیں، جو لکھنؤ کی بھٹیاریوں تک کے وہم و گمان میں بھی نہ آئی ہوں گی۔ اس کے جواب میں آپ کلمتہ ”آزاد ہیں۔ مرزا کی پوزیشن صاف کرنے کے لیے جو چاہیں کہیں۔ کوئی ہے جو ہمارا یہ غیر مشروط چیلنج قبول کرے۔

ادھر آؤ جاں ہنر آنا
تو تیر آنا ہم جگر آنا

بڑے میاں بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ!

اگر برا نہ مانا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ مرزا کا مقابلہ ”خوش کلامی“ اور ”شیریں زبانی“ میں اگر کیا، تو میاں محمود نے ”نبی“ کا ریکارڈ اگر توڑا تو ”خلیفہ“ نے۔ باپ کی جگہ اگر لی تو بیٹے نے۔ آپ کی خوش بیانی کے ڈکے دنیا بھر میں بجائے جاتے ہیں۔ آپ ایک خطبہ نکاح میں یوں اپنے دہن مبارک سے گل افشانی فرماتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا) کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا، ان کو اگر حضرت اقدس مسیح موعود

مرزا) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گل اور بیوز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرتؐ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا، تو وہ اپنے آلہ تامل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔“ (الفضل قادیان“ سہ نومبر ۱۹۳۲ء)

اللہ!

ناظر سر گجریاں ہے اسے کیا کئے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکئے

پھولوں کی اس جھڑی اور موتیوں کی اس لڑی پر اتنا تعجب و تحیر نہیں جتنی حیرت اس بات کی ہے کہ ان اقوال و ارشادات بلکہ ان الہامات کے صدور و نزول اور آج تک ان کے باوجود باپ کو عظیم الشان نبی اور سب رسولوں سے افضل و برتر رسول یا بدرجہ اقل مجدد اعظم اور مسیح موعود مانا جاتا ہے، تو بیٹے کو خلیفہ المسموع اور مصلح موعود حالانکہ باپ کی زبان ”وحی ترجمان“ سے حضرت مولانا غزنویؒ کی باعصمت بیوی کا پیٹ اور حضرت مولانا سعد اللہ صاحب لدھیانویؒ کی عفت ماب بیوی کا رحم محفوظ نہ رہا، تو بیٹے کی لسان ”الہام نشان“ سے حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے باپ کا آلہ تامل نہ بچ سکا۔

اگر مرزا قادیانی کا ہم عمر تھا، تو مولوی محمد حسین! ”حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں اگر کوئی کام کیا تھا“ تو مولوی محمد حسین نے، لیکن آلہ تامل کاٹا جاتا ہے، ان کے والد کا، اس بچارے کا کیا قصور؟ اس نے کون سا ایسا اقدام کیا تھا؟

اس انتہائی گراوٹ اور زبان کے بدترین ٹکڑے کے باوجود بھی کہ جسے نقل کرتے ہوئے بھی دم گھٹا جاتا ہے، اور ضمیر مرا چاہتا ہے۔ مرزا قادیانی اگر ”نبی“ ہیں اور میاں خلیفہ! تو یہ اس مرزائی علم کلام کی برکت ہے۔ جو زبان و قلم کی ان گل افشانیوں اور جولانیوں کے بعد بھی مرزا کو ”سلطان الہم“ اور خلیفہ کو ”غالب علی کل“ قرار دیتا ہے، اور مذکورہ بالا حوالوں کو من و عن لفظاً لفظاً نہیں۔ بلکہ حرفاً حرفاً تسلیم کرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ ان حضرات کے منہ سے کبھی ناجائز و ناروا بات نکل

اور نہ نکل سکتی ہے۔
آتے ہیں وہ خوابوں میں خیالوں میں دلوں میں
پھر ہم سے یہ کہتے ہیں کہ ہم پردہ نشیں ہیں

امت مسلمہ کا فرض

امت مسلمہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ رسول
اللہ ﷺ کے باغیوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائے اور
جھوٹے مدعیان نبوت کے طلسم سامری کو پاش پاش
کر ڈالے۔ اس فریضہ کا نام تحفظ ختم نبوت ہے اور تاریخ
شہادت دے گی کہ امت مسلمہ نے کسی دور میں بھی اس
فریضہ سے تغافل نہیں کیا۔

(حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

مکتبہ اہل سنت



مجاہدین سزا کا دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرغ، ملی اور چوہا

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔ ”دیکھا“ چند آدمی سامنے ہیں، ایک چادر میں کوئی شے ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں۔ دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں، اور ایک بکرا (چادر میں بکرا سبحان اللہ، عجائبات در عجائبات۔ مدیر) ہے، میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا، تاکہ کوئی ملی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ میں ایک ملی ملی، جس کے منہ میں کوئی شے مشل چوہا ہے مگر اس ملی نے اس طرف توجہ نہیں کی، اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا۔ (وہ تو خیر گزری کہ ملی نے توجہ نہ فرمائی۔ ورنہ مرزا صاحب بہادر مرغوں کو گھر تک سلامت کب لے جاسکتے؟ اور بکرے بچارے کی تو ملی ٹکا ہوئی کر دیتی۔ مدیر) (”البدر“ نمبر ۱، جلد ۲۰، ۱۹۰۵ء، ”مکاشفات“ ص ۳۲، ”تذکرہ“ ص ۵۵۸، طبع ۳)

مرزا صاحب کے الہام کنندہ نے، ”ملی کو چوہے کی خواب“ کی ضرب المثل چھ کر دکھائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بہادر اور خوفناک قسم کی ملی تھی کہ جس سے مرزا جی کے بکرے تک کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ قادیان اور امت مرزائیہ کو چاہیے کہ آئندہ ربوہ کے سالانہ جلسہ میں اس ملی کے لیے ہدیہ تفکر کی قرارداد منظور کریں، کہ اس ملی نے مرغوں، بکرے اور خود مرزا صاحب کی طرف توجہ نہ کی، اگر وہ حملہ آور ہوتی تو مرغوں، بکرے اور خود جناب نبوت ماب کی خیر نہ تھی۔

رسیدہ بود بلائے دلی بخیر گذشت

مرغی کا الہام

مرزا غلام احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

”دیکھا“ دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے، وہ کچھ بولتی ہے، سب فقرات یاد نہیں رہے، مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا۔ ان کنتم مسلمین اس کے بعد بیداری

ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا۔ ”انفقوا فی سبیل اللہ ان کنتم مسلمین“ (”بدر“ جلد ۲، نمبر ۱۹۹۶ء ”مکاشفات“ ص ۷۷) تذکرہ ص ۵۸۰، طبع ۳)

مرزا یو! شکر کرو کہ تمہارے ”مسح موعود“ کی روایتی ملی کو اس الہام کرنے والی مرغی کا علم نہیں ہوا، اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ اس مرغی کو مع الہام بغیر ذکر لے ہضم کر جاتی۔ گئے ہاتھ اتنا تو بتاؤ کہ جب مرزا جی کے سب فقرات یاد نہ رہے تو فرشتے کے لئے ہوئے الہام کس طرح یاد رہے ہوں گے؟

سور کو الہام

میر محمد اسماعیل صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔

”ایک جاہل شخص مسیح موعود (مرزا) کا نوکر تھا۔ اس پر ایک دن الہام کا چھینٹا بہ برکت حضرت مسیح موعود (مرزا) پڑ گیا۔ وہ سو رہا تھا۔ اسے الہام ہوا کہ اٹھ او سورا، نماز پڑھ!“ (اخبار ”الفضل قادیان“ ۳۳ اکتوبر ۱۳۷۱ء ص ۷)

سچ ہے جیسی روح دیے فرشتے جیسے قادیانوں کے مسیح ویسا نوکر۔ ویسی برکت ویسا فرشتہ اور ویسا الہام۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است!

کذاب فرشتہ

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں۔

”رؤیا کوئی شخص ہے۔ اس سے میں کہتا ہوں کہ تم حساب کر لو، مگر وہ نہیں کرتا، اتنے میں ایک شخص آیا، اور اس نے ایک مٹھی بھر کر روپے مجھے دیئے ہیں۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا، جو الٹی بخش کی طرح ہے، مگر انسان نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیئے، تو وہ اس قدر ہو گئے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے اس کا نام پوچھا۔ تو اس نے کہا، میرا کوئی نام نہیں۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا، کہ میرا نام ہے، ’پچی‘۔“ (”مکاشفات“

ص ۳۸، ”تذکرہ“ ص ۵۲۹-۵۲۸، طبع ۳

مرزا جی کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں روپے عطا کرنے والا
 ٹیچی فرشتہ کذاب اعظم تھا۔ کسی عام انسان کے سامنے جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے۔
 مرزائیوں کے ”ظلمی و بزدلی نبی“ کی خدمت میں کذب بیانی کذاب اکبر کا ہی حوصلہ
 ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے پہلی دفعہ اپنے محسن اعظم فرشتہ سے دریافت کیا، کہ
 تمہارا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا کوئی نام نہیں۔ مگر دوبارہ نام پوچھا تو
 اس نے کہا، میرا نام ہے ٹیچی۔ مرزا جی کے فرشتے نے یا پہلی دفعہ جھوٹ بولا یا
 دوسری دفعہ!

مرزائیو! جس نبی کے فرشتے جھوٹے اور کذاب ہوں۔ اس نبی کی نبوت کا کیا
 اعتبار؟ سچ ہے، جیسی روح دیے فرشتے!

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے

کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

یہ تو خیر سے پرائمری فیل ہے۔ اگر ٹل پاس ہو جاتے تو جانے کامیابی کا
 معیار کیا ٹھہراتے اور کیا سے کیا بن جاتے۔ ذہنی افلاس اور دماغی تلاشی کا یہ حال کہ
 پرائمری تک پاس نہیں کر سکے، اور تعلیٰ یہ کہ حبیب کبریٰ سے نیچے کوئی درجہ نظر ہی
 نہیں آیا۔

بندگی پر بھی خدائی کے ہیں دعوے کب سے

اب تو یارب ترے بندوں کی طبیعت بدلے

اور پھر یہ پرائمری فیل ہو کر محمد مصطفیٰ سے بڑھ جانے کے امکانات صرف
 بیٹے تک محدود نہیں، باپ کا بھی یہی حال ہے۔ وہ خیر سے امتحان تو مختاری کا پاس نہ
 کر سکے مگر نقل کفر کفر نباشد، بڑھ گئے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔
 ایک مردود مرید قاضی اکمل کی ملعون زبان بکتی ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکل
غلام احمد کو دیکھے قاریاں میں

(”البدور“ ص ۳۲، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ”قاریاں“ ج ۲، نمبر ۳۳)

”الفضل“ اس بے ایمانی و بے غیرتی پر چلو بھرپانی میں ڈوب مرنے کی بجائے
قریباً چالیس سال بعد اس بے حیائی پر فخر و ناز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

”یہ شعر اس نظم کا حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی
اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور“ — (جزاکم اللہ
تعالیٰ کہہ کر) اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ حضرت کا شرف ساعت حاصل کرنے
اور ”جزاکم اللہ تعالیٰ“ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو
حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفان کا ثبوت
دے۔“ (”الفضل“ ۲۲ اگست ۱۹۳۲ء جلد ۳۲، نمبر ۱۹۳ ص ۴)

تف ہے اس ایمان اور لعنت ہے اس عرفان پر۔

ع گروہی انست لعنت بدولی!

مقاری فیل ”مسیح موعود“

پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ فخر رسل سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بڑھ کر شان“ والے فشی غلام احمد خیر سے کھوتا رام جتنی قابلیت بھی نہیں رکھتے اور
مقاری کا جو امتحان ہزاروں ہندو سکھ پاس کر لیتے تھے وہ ”حضرت صاحب“ پاس نہ کر
سکے۔

صاحب زادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں۔

”ڈاکٹر امیر شاہ صاحب استاد مقرر ہوئے مرزا صاحب نے انگریزی شروع کی
اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں..... آپ نے مقاری کے امتحان کی تیاری شروع
کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر
ہوتے وہ دعویٰ اشغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے۔“ (”سیرۃ المہدی“ حصہ اول،

ص ۳۷-۳۸، ۱۵۵-۱۵۶، طبع دوم)

چہ خوب! گویا امتحان میں کامیاب ہونا تو دعویٰ اشغال کا پیش خیمہ تھا، مگر نفل اور ناکام ہونا، مدارج نبوت کا ایک درجہ اور قصر مسیحیت کا ایک ضروری زینہ جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی!

”چھوٹے میاں“ (بشیر احمد صاحب) کا یہ آخری فقرہ ”انگور کھٹے ہیں“ کے مصداق بہت دلچسپ ہے، مگر اس سے زیادہ دلچسپ ”بڑے میاں“ (محمود احمد صاحب) کا ارشاد ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

افیمی استاد کا افیمی شاگرد

حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے، میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا، وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا، کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم لوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔ (”الفضل“ ص ۱۹۲۹ فروری ۱۹۲۹ء)

گویا ”حضرت صاحب“ اس استاد سے پڑھتے پڑھاتے نہیں تھے بلکہ اس سے جس فن میں وہ ماہر تھا، اسی کا استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ ذیل کی روایات سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔

(۱) میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق الہی دوا، خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا بڑا جز افیون تھا، اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً وقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔ (”الفضل“ ص ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء، افیون ”تذکرہ“ ص ۳۱، ج ۳، افیون کا استعمال ”تذکرہ“ ص ۶۱، طبع ۳، ”سیرت المہدی“ ص ۲۸۳، ج ۳)

(۲) آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے، پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیتے، اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے، مگر کئی دوست کہا کرتے

تھے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔ ("سیرۃ الفضل" ص ۳۴، مارج ۴۳۵)

(۳) صاحب زادہ بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔

"فاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ چایاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے، جو بوجھ سے بعض اوقات لنگ آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشتی ازار بند استعمال فرماتے تھے، کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا، اس لیے ریشتی ازار بند رکھتے تھے۔ تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھلنے میں وقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔" ("سیرۃ المہدی" حصہ اول، ص ۳۲، ص ۵۵، طبع ۲)

(۴) بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی، اور بارہا ایک کالج کا بٹن دوسرے کالج میں لگا ہوتا تھا، اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگاہی جوتا ہدیہ "لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیکھی جوتہ پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے، کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی ٹکڑا وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔" ("سیرۃ المہدی" حصہ دوم، ص ۵۸)

(۵) بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے، کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے ٹکٹا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی، کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔ ("سیرۃ المہدی" حصہ دوم، نمبر ۳۳، ص ۳۷، طبع دوم)

(۶) کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری ٹوپی، غماہ، رات کو اتار کر نکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے.... بستر پر، سر اور جسم کے نیچے طے جاتے۔ ("سیرۃ المہدی" حصہ دوم، ص ۳۸)

اس سلسلہ میں چند ایک مریدان باصفا کی روایت بھی سن لیجئے۔

(۷) آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے، اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ ”مسح موعود کے مختصر حالات“ ”لمحقة براہین“ طبع اول، ص ۶۷، ”مرتبہ معراج الدین قادیانی“

(۸) ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ (مرزا صاحب) نے اس کی خاطر سے پن لیا۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پن لیتے تھے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لیے ایک طرف بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔ ”مکرمین خلافت کا انجام“ ص ۹۶، مصنفہ جلال الدین شمس صاحب

(۹) نئی جوتی جب پاؤں کا تہی تو جھٹ ایزی بٹھا لیا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑا کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ حضور کبھی تیل سر مبارک پر لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔ (اخبار ”الحکم“ قادیان، ۲۲ فروری ۱۳۵۵ء)

گو اس سلسلہ میں تفصیلات کا دامن زلف یار سے بھی دراز تر ہے تاہم اہل فکر و نظر کے لیے اتنا کافی ہے۔

دریائے خون بہانے سے اے چشم فائدہ!

درد انک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

یہ منہ اور مسور کی دال

آہ! انسانیت کی بد قسمتی اور دین کی مظلومی! کہ جس ذات شریف کو دسترخوان پر بیٹھ کر روٹی کھانے، چایاں سنبھالنے، اپنی شلوار کا ازار بند کھولنے جراب اور جوتا پہننے۔ کاج میں بٹن دینے۔ استنجے کے ڈھیلے اور کھانے کے گڑ کو جدا جدا رکھنے، حتیٰ کہ

سیر کے وقت چلنے اور ڈاڑھی مبارک کو تیل لگانے کی بھی تمیز نہیں وہ دعوے کرتے ہیں تو صرف نبوت اور مسیحیت کے نہیں بلکہ افضل الانبیاء سے تحت نبوت و رسالت اور سید المرسلین سے تاج رشد و ہدایت چھیننے کے۔

بادہ عصیل سے دامن تر ہر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے
ہے!

قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل

”الفضل“ اور اللہ دے اپنا لکھا پڑھا چاٹ سکتے ہیں اور رائے عامہ کے دباؤ اور پریس کی گرفت سے گھبرا کر اپنی بات سے مکر سکتے ہیں اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا، لیکن کیا اس بات کا بھی انکار ممکن ہے کہ ان مرزائیوں کے پیشوا خود مرزاجی ”عشق رسول“ کے مختلف مدارج قابل و ہمسری، تفوق و برتری اور وحدت و عصمت طے کرنے کے بعد اب آخری منزل میں قدم رکھتے اور مقام مقصود پر آتے ہیں۔ یعنی نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت اور کرسی نبوت سے اٹھاتے اور خود ہدایت عالم کا تاج زیب سر کر کے تخت خلافت پر براجمان ہوتے ہیں سنئے اور جگر تھام کر سنئے مرزاجی کہتے ہیں اور ڈسکے کی چوٹ پر کہتے ہیں۔

کہ اب اسم محمدؐ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلاں رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ (”اربعین“ نمبر ۴، ص ۱۷، ”روحانی خزائن“ ص ۴۴۶، ۴۴۷ ج ۱۷)

فرمائیے! کیا اب بھی اس قسم کی بات میں کوئی کسر رہ گئی! کیا اس تصریح کی بھی کوئی تاویل کی جائے گی؟ کیا مقام محمدؐ پر اس بے حیائی سے ڈاکہ لنی کے بعد بھی غلام احمد کی ”نبوت“ کو محمد رسول اللہ کی اجاع کامل کا ثبوت قرار دیا جائے گا؟

ارباب اقتدار سے!

ہم ارباب اقتدار سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ سرور کائنات کے دشمنوں کی تحقیر و اہانت اور تنہی و مفسولیت کی خرافات اور بکواس سے گزر کر نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت سے اٹھا کر ہدایت عالم کے مقام محمود پر خود قبضہ کرنے کی تابکار سستی کے باوجود اس کذاب اکبر اور دجال اعظم کو انسان اور اس کی مردود و ملعون لاہوری اور قادیانی امت کو مسلمان سمجھا جائے گا۔

ہرگز باور نہی آید ز روئے اعتقاد

ایں ہمہ حاگفتن و دین حکیمداشتن

مسلم لیگ اور اسلام

میاں افتخار الدین اور سردار شوکت حیات خان اگر اپنی تقریروں سے مسلم لیگ میں انتشار کا موجب ہوں تو انہیں مسلم لیگ سے خارج کر دیا جاتا ہے۔
مجلس عالمہ پاکستان مسلم لیگ نے مارچ ۱۹۷۱ء کو کراچی میں میاں صاحب اور سردار صاحب کو پارٹی سے پانچ پانچ سال کے لیے خارج کرتے ہوئے ان کے خلاف حسب ذیل فرد جرم مرتب کی ہے۔

میاں صاحب اور سردار صاحب نے جماعتی نظم و ضبط کا خیال کیے بغیر مجلس دستور ساز میں پارٹی کے فیصلوں کے خلاف تقریریں کر کے مسلم لیگ کے مفاد کو نقصان پہنچایا، بلکہ انہوں نے پارلیمنٹ میں پاکستان پارلیمنٹ کی حیثیت کو چیلنج کیا۔ انہوں نے پارٹی میں انتشار و بد نظمی پھیلانے کے لیے تخریبی کارروائیاں کیں اور مسلم لیگ کو رسوا کرنے کی کوشش کی۔“

مگر آہ مرزا غلام احمد میاں محمود احمد اور دوسرے مرزائیوں کی اس قسم کی تقریروں سے نہ ملی، نظم و ضبط کو صدمہ پہنچتا ہے نہ اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچتا ہے نہ دین کی حیثیت کو چیلنج ہوتا ہے، نہ اس کی رسوائی ہوتی ہے، اور نہ ملت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں معزز معاصر ڈان (اردو) بعنوان ”پارٹی سے بغاوت کی سزا“

لکھتا ہے۔

”مگورنمنٹ“ اس کے ارکان اور اس کی عام پالیسی پر انہوں نے سخت حملے کیے ہیں، انہوں نے اس پر بھی اکتفا نہیں کیا، بلکہ دستورِ پاکستان اور پارلیمنٹ کی نیابتی حیثیت پر بھی اعتراض کیا پاکستان کا کون سا نظام اور ادارہ باقی رہ گیا جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ ان کی نظر میں اس کا احترام ہے۔ ان کے اور مسلم لیگ پارٹی کے درمیان کون سی چیز مشترک رہ گئی تھی، جو انہیں پارٹی کا رکن باقی رکھا جاتا۔“

بالکل انہیں الفاظ میں ہم یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ ان کے کروت کو بغور دیکھ کر ہمیں بتلایا جائے کہ مرزائیت اور اسلام کے درمیان کون سی چیز مشترک رہ جاتی ہے کہ مرزائیوں کو ملت اسلامیہ کا رکن باقی رکھا جائے۔ جب وہ اسلام کے ارکان اور اس کی عام پالیسی پر شدید حملے نہ کریں، بلکہ خود سید الانبیاء رحمۃ العالمین کی شان رسالت کو ختم کر کے مرزا غلام احمد تخت و تاج نبوت پر قابض ہونے کی ملعون کوشش کرے، تو پھر اسلام کا باقی کیا رہ گیا جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ مرزائیت کی نظر میں اس کا احترام ہے؟

الحاصل مرزا غلام احمد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حریف و مقابل اور بدترین مخالف و معاند ہے اور امت مرزائیہ امت محمدیہ سے بالکل جدا اور مغائر! اسے محمد رسول اللہ کے پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ شامل رکھنا اسلام کی مظلومی کا درد انگیز مظاہرہ ہے اور ملت کی مجبوری کا الم ناک نظارہ جسے دیکھ کر حساس و دین دار فرزند ان توحید کا دل گھٹنا اور جگر پھٹتا ہے۔

ناویدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل
بے دست و پا کو دیدہ بینا نہ چاہیے!

فہرست کتب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

20	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	1	الخليفة المهدیؑ
100	مولانا سید انور شاہ صاحبؒ	2	خادم النبیین
200	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3	تحدہ قادیانیت جلد سوم
50	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	4	عقیدہ ختم نبوت اکابرین کی نظر میں
150	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	5	گفت فار قادیانیت ﴿النگش﴾
150	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	6	احساب قادیانیت جلد دوم
150	مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	7	احساب قادیانیت جلد سوم
120	مولانا عبداللطیف مسعود	8	رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام
100	مولانا عبداللطیف مسعود	9	تحریف بائبل بربان بائبل
50	مولانا اللہ وسایا صاحب	10	قلمی جہاد کی سرگزشت
200	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی	11	سوانح حضرت قاضی صاحبؒ
150	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی	12	خطبات ختم نبوت جلد دوم
150	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی	13	خطبات ختم نبوت جلد سوم
80	مولانا اللہ وسایا صاحب	14	قادیانی شبہات کے جوابات
150	مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	15	رئیس قادیان
60	نثار احمد قحی صاحب	16	22 جھوٹے نبی
200	صاحبزادہ طارق محمود	17	قادیانیت کا سیاسی تجزیہ
200	جناب ملک محمد فیاض	18	اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے
150	جناب صاحبزادہ طارق محمود	19	سوانح حضرت تاج محمود صاحبؒ

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضور ی باغ روڈ ملتان فون: 514122



حلم و زافادیا فی

بسم الله الرحمن الرحيم

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف شریعت ”المات“ عقائد اقوال اور دعاوی میں حد درجہ کی نیرنگیاں پائی جاتی ہیں۔ جب علماء اسلام کی طرف سے مرزا کے انتہائیت، المات اور مکاشفات پر اعتراضات کیے جاتے ہیں تو مرزا کے مرید اپنے ”ظلمی و بروزی نبی“ کے المات مکاشفات اور تحریرات کو مقابلات، تاویلات اور مجاز و استعارہ کے شکنجے میں جکڑ دیتے ہیں۔ ہم اپنے آٹھ سالہ مرزائیت کے مطالعہ کی بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ مرزائی مذہب کی بنیاد جھوٹ و افترا کے بعد تاویلات اور استعارات پر ہے۔ مرزا بھی اپنے خلاف شریعت المات اور مکاشفات پر استعارات اور تاویلات کا پالش کر دیا کرتے تھے۔ ہم ان اوراق میں بطور نمونہ شے از خوارے بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا نے مجاز و استعارہ کے پردہ میں کس قسم کے حقائق و معارف کا انکشاف کیا

مرزا کا حیض اور بچہ

مرزا اپنے المام ”ریدون ان ریوٹمشک“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
 ”بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ٹپاکی پر اطلاع پائے، مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات و کمائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں، بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔“ (”تمہ حقیقت الوحی“ ص ۳۳، ”روحانی خزائن“ ص ۵۸۱، ج ۲۲)

طاقت رجولیت کا اظہار

مرزا کے ایک مخلص مرید قاضی یار محمد صاحب بی او ایل پلیڈر نور پور ضلع کانگڑہ اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ (ج) موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر کے صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں:

”جیسا کہ حضرت سک موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

استقرارِ حمل

مرزا نے لکھا: ”مریم کی طرح عیسیٰؑ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔“ (”کشتی نوح“ ص ۷۷، ”روحانی خزائن“ ص ۵۰، ۱۹۷)

دروزہ

مرزا رقم طراز ہیں: ”پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دروزہ تا کجور کی طرف لے آئی۔“ (”کشتی نوح“ ص ۷۷، ”روحانی خزائن“ ص ۵۰، ۱۹۷)

مرزا کے بیٹے کی تعریف (مرزا کو اپنے بیٹے کے متعلق الہام ہوتا ہے)

”فرزندِ دلہند گرامی وارِ جندِ مظهرِ الاول والاخر مظهرِ الحق و العطاء کان اللہ نزل من السماء

یعنی میرا بیٹا گرامی وارِ جند ہوگا۔ اول و آخر کا حق اور غلبہ کا مظهر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترے گا۔“ (”البشوئی“ جلد دوم، ص ۳۳، ”تذکرہ“ ص ۳۹، طبع ۳)

مرزا جی کے مخلص مریدو!

”بتاؤ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے سچ بتاؤ“ کہ موجودہ زمانے میں اسلام کی تبلیغ کے لیے انہیں حقائق و معارف کی ضرورت تھی۔ جس کو پورا کرنے کے لیے مرزا صاحب تشریف لائے؟ کیا مرزا صاحب کے اسی ایجاد کردہ فلسفہ کو یورپ کے سامنے پیش کرتے ہو؟ کیا مرزا صاحب کی ظلی اور بروزی نبوت اس وقت تک ثابت نہ ہو سکتی تھی جب تک انہیں اس قسم کے خلاف قرآن و حدیث الہامات اور ملاحظات نہ ہوتے؟ اور ان کو استعارہ اور محاورہ کو توہم و ریاضت کہتے ہیں، کما الہامی اور کھلی طریق پر ایسے نسائیت کے رنگ میں رنگین اور گندے استعاروں کی ضرورت ہی کیا تھی؟“

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرورِ منصفی کیجئے خدا کو دیکھ کر

شینران کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!

شینران کی مشروبات ایک قادیانی طائفہ کی ملکیت ہیں۔ افسوس کہ ہزار ہا مسلمان ان کے خریدار ہیں۔ اسی طرح شینران رستوران جولاہور اور پلنڈی اور کراچی میں بڑے زور سے چلائے جا رہے ہیں۔ اسی طائفہ کے سربراہ شاہ نواز قادیانی کی ملکیت ہیں۔ قادیانی شینران کی سرپرستی کرتا اپنے عقیدہ کا جزو سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کی آمدنی کا سولہ فیصد حصہ چناب نگر (سابقہ ریوہ) میں جاتا ہے۔ جس سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد ان رستوران کی مستقل گاہک ہے۔ اسے یہ احساس ہی نہیں کہ وہ ایک مرتد ادارہ کی گاہک ہے اور جو چیز کسی مرتد کے ہاں پکتی ہے وہ حلال نہیں ہوتی۔ شینران کے مسلمان گاہکوں سے التماس ہے کہ وہ اپنے بھول پن پر نظر ثانی کریں۔ جس ادارے کا مالک ختم نبوت سے متعلق قادیانی چوچلوں کا معتقد ہو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانے اور سواد اعظم اس کے نزدیک کافر ہو اور جہاں ننانوے فیصد ملازم قادیانی ہوں ایک روایت کے مطابق شینران کی مصنوعات میں چناب نگر کے بہشتی مقبرہ کی مٹی ملائی جاتی ہے۔

اے فرزندان اسلام!

آج فیصلہ کر لو کہ شینران اور اسی طرح کی دوسری قادیانی مصنوعات کے مشروبات نہیں پیو گے اور شینران کے کھانے نہیں کھاؤ گے۔ اگر تم نے اس سے اعراض کیا اور خورد و نوش کے ان اداروں سے باز نہ آئے تو قیامت کے دن حضور ﷺ کو کیا جواب دو گے؟ کیا تمہیں احساس نہیں کہ تم اس طرح مرتدوں کی پشت پائی کر رہے ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



آخری فیصلہ

مرزا قادیانی کی
ہیبت کی حالت میں

مذہبانگی موت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی لٹکا میں چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہیں۔ دجل و فریب اور کذب و افتراء کے لحاظ سے ہر مرزائی باون گز کا ہی ہے لیکن خلافت ماب کی بارگاہ میں عزت و توقیر اس مرزائی کی ہوتی ہے اور تنخواہ میں اضافہ بھی اسی کا ہوتا ہے۔ جو مغالطہ وہی اور کذب بیانی میں یہ طوطی رکھتا ہے۔ اس دوڑ میں ہر قادیانی مبلغ، ہر مدرس، ہر مفتی ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ بڑھاپا، قبر میں لے جانے والی بیماری، قیامت کی باز پرس اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں کا خیال بھی ان کے سدراہ نہیں ہوتے۔ مرزائیوں کا ستر بہتر سالہ مفتی محمد صادق (برعکس نام نند زنگی کافور) قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے لیکن مرزا محمود کو خوش کرنے کے لیے اپنے نامہ اعمال کو افتراء و کذب بیانی کے باعث تاریک سے تاریک تر کرتا چلا جا رہا ہے۔ چنانچہ قادیانی نبوت کے سرکاری آرگن ”الفضل“ میں ”مفتی کاذب“ نے ”مخالفین احمدیت کی غلط بیانی“ کے عنوان سے ایک مضمون دھر کھیٹا۔ آپ رقم طراز ہیں۔

”آج کل مخالفین سلسلہ حقہ نے جو دروغ گوئی کے ساتھ ہمارے خلاف باتیں پھیلائی شروع کی ہیں۔ ان میں ایک بات یہ بھی ہے کہ حضرت مرزا صاحب مرض ”بیضہ“ سے فوت ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی وفات لاہور میں ہوئی تھی اور میں اور دیگر احباب اس وقت حضور کے پاس موجود تھے۔ حضور جب کبھی دماغی محنت کیا کرتے تھے، تو عموماً آپ کو دوران سر اور اسہال کا مرض ہو جاتا تھا۔ چنانچہ لاہور جب حضور آپ لیکچر کا مضمون تیار کر رہے تھے تو کثرت دماغی محنت کے سبب آپ کی طبیعت خراب ہوگی اور دوران سر اور اسہال کا مرض ہو گیا اور اس مرض کے علاج کے لیے جو ڈاکٹر بلایا گیا تھا، وہ انگریز لاہور کا سول سرجن تھا اور چونکہ بعض مخالفین نے اس وقت بھی یہ شور مچایا تھا کہ آپ کو ”بیضہ“ ہو گیا ہے۔ اس لیے صاحب سول سرجن نے یہ لکھ دیا کہ آپ کو بیضہ نہیں ہوا، اور وفات کے

بعد آپ کی نش مبارک ریل میں ٹالہ تک پہنچائی گئی، اگر ہیضہ ہوتا تو ریل والے نش مبارک کو بک نہ کرتے۔ پس مخالفین کا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ حضور ”ہیضہ“ سے فوت ہوئے۔ (مفتی محمد صادق ربوہ، ۲۲ جنوری ۱۹۵۱ء ”الفضل“ ۱۸ فروری ۱۹۵۱ء، ص ۵)

قادیانی مفتی نے کس قدر جسارت اور دیدہ دلیری سے ایک مسلمہ حقیقت پر خاک ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے، وہ مرزائی ہی کیا ہوا جو حق کو کذب بیانی کے پردہ میں چھپانے کی کوشش نہ کرے۔ خود جھوٹ کا مرکب ہونا اور الزام دوسروں پر لگانا قادیانیوں کا بایں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ان کی یہ چال بازیوں ان کے دجل و فریب اور کذب و افتراء کی غمازی کرتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ انگریزی نبوت کے گتہ میں بیٹھ کر قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مستور ہیں۔ ہمیں کوئی نہیں دیکھتا۔ جائز و ناجائز جو چاہیں کرتے چلے جائیں۔ انہیں کیا معلوم کہ مجلس احرار اسلام کے خدام مرزائیوں کے راز ہائے دروں پردہ کو مرزائیوں سے زیادہ جانتے ہیں۔

جلوے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں

مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

مرزا کی مرض موت ”ہیضہ“ کو چھپانے کے لیے مفتی کاذب نے دوران سر اور اس سال کا لبادہ اوڑھا دیا، اور یہ نہ سمجھا کہ ”ان کے حضرت“ کے ”اس سال“ ہی ”ہیضہ“ کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے اس سال کا ذکر تو کر دیا لیکن ظلی و بدوزی مصلحت کے پیش نظر اپنے ”مسح موعود“ کی ”تے“ کو ہضم کر گئے۔ حالانکہ مرتے وقت مرزا صاحب کے گرد تے اور دست دونوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ جیسا کہ خود مرزا جی کی اہلیہ اور مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی والدہ مکرمہ نے فرمایا۔ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

”حضرت مسح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا، مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے، اور میں بھی

سو گئی، لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا، تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔ اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا، اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی، مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ ”(سیرت المہدی“ مرتبہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے، طبع دوم، ص ۱۱۰) جلد اول

مرزا یو!

بتاؤ کہ دست اور قے دونوں تھے یا نہیں؟ اگر آپ اس ”قادیانی مجنون مرکب“ کو ہیضہ کے نام سے موسوم نہیں کرتے، تو فرمائیے، کہ ”مرزائی نبوت“ کی اصطلاح میں دست و قے کی اس مسلک پیاری کا کیا نام ہے؟ رہا قادیانی مفتی صاحب کا فرمان کہ

(الف) انگریز ڈاکٹر نے لکھ دیا کہ ہیضہ نہیں ہوا۔

(ب) اگر ہیضہ سے موت ہوتی تو ریل والے فحش کو بک نہ کرتے۔

یہ دونوں عذر لنگ ہے۔ نہ معلوم قادیانی مفتی نے بہتر سالہ عمر کس جنت الحقاء میں بسر فرمائی ہے۔ ازراہ کرم تکلیف فرما کر اپنے ”امیر المومنین خلیفہ المسیح“ ہی سے دریافت فرمالیتے کہ سفارشات اور رشوت سے کچے کچے کھن اور مشکل کام فوراً سرانجام پزیر ہو سکتے ہیں۔ معمولی قادیانیوں کا کیا ذکر جب ان کے ”بڑے حضرت“ نے محترمہ محمدی بیگم کے ساتھ (۱) نکاح کوانے کے لیے محمدی بیگم کے حقیقی ماموں کو رشوت یا انعام کا لالچ دے کر نکاح کرانے سے دریغ نہ کیا، تو

چھوٹے ”حضرتوں“ نے انگریز ڈاکٹر اور انگریز شیش ماسٹر کو رشوت یا انعام دے کر مرزا جی کی فحش کو ”دجال (۲) کے گدھے“ پر لودا دیا تو کون سے تعجب کی بات ہے؟ اگر ایسی ہی شہادتوں سے آپ اپنے ”مسیح موعود“ کی صداقت پیش کرنا چاہیں تو آپ کو دنیا میں ہزاروں فرنگی ایسے مل جائیں گے جو انعام یا رشوت لے کر لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ قادیانی مسیحیت کا ڈھنڈورا پیٹ دیں۔

مفتی جی! آپ اپنے ”مسیح موعود“ ”ام المؤمنین“ اور ”قادیانی خاندان نبوت“ کو چھوڑ کر فرنگی گواہوں کی پناہ کیوں لے رہے ہیں؟ عیسائیوں سے ساز باز تو نہیں کر رکھا؟ جب مرزا غلام احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ فرماتی ہیں اور صاحبزادہ بشیر احمد مشتر کرتے ہیں کہ مرزا صاحب آنجہانی کی موت دست و قے سے ہوئی تو کیا بیضہ کے سرسینگ ہوا کرتے ہیں؟ اگر لفظ بیضہ کے بغیر آپ کی تسلی و تشفی نہیں ہو سکتی تو لیجئے مرزا غلام احمد کے خسر مرزا محمود احمد کے نانا میر ناصر نواب کے واسطے سے خود مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی مرض موت کا نام ”بیضہ“ تجویز فرمایا۔

قادیانی غلو کی عیگ اتار کر مندرجہ ذیل عبارت پڑھئے اور سو بار سوچ کر بتائیے کہ مرزا غلام احمد کی موت بیضہ سے ہوئی یا نہیں؟

مرزا غلام احمد کے خسر میر ناصر نواب خود نوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ”میر صاحب مجھے وہائی بیضہ ہو گیا ہے“ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی دوسری طرف لاہور کے شورش پست اور بد معاش لوگوں نے بڑا غل غپاڑہ اور شور و شر برپا کیا تھا اور ہمارے گھر کو گھیر رکھا تھا کہ ناگہاں سرکاری پولیس ہماری حفاظت کے لیے رحمت الہی

سے آن پہنچی" ("حیات ناصر" ص ۳۳-۳۵ تاریخ اشاعت دسمبر ۱۹۴۷ء)
 کیا مرزائی، ان کا کاذب مفتی، ان کا خلیفہ اور ان کا اخبار "الفضل" اب بھی
 پرانی رٹ لگاتے رہیں گے کہ قادیانی "مسح موعود" کی موت بیضہ سے نہیں ہوئی۔
 اب تو جادو سرچڑھ کر بول اٹھا ہے۔

آخری فیصلہ

لطف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے ہمارے اپریل ۱۹۹۰ء کو ایک اشتہار بعنوان
 "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" شائع کیا تھا۔ اس اشتہار میں مولانا
 ثناء اللہ صاحب امرت سری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک
 پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر اے
 میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تھتوں میں، جو مجھ پر لگاتا ہے، حق
 پر نہیں، تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو
 نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون (۳) دبیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے"
 ("مجموعہ اشتہارات" ص ۵۷۹-۵۷۸، ج ۳)

مرزا جی کے مندرجہ بالا الفاظ اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی
 مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے لیے طاعون اور بیضہ کی دعا کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ
 نے اپنے فضل و کرم سے قبولیت دعا کا رخ مولانا ثناء اللہ صاحب کی بجائے خود
 منتہی قادیان کی طرف پھیر دیا۔ بیضہ نے مرزا جی کو آدھا چا اور وہ ۱۹۸۸ء کو
 بیضہ سمیت اگلے جہان کی طرف کوچ کر گئے۔ کسی زندہ دل شاعر نے مرزا صاحب
 آنجہانی کی تاریخ وفات لکھی ہے

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
 اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا
 اس — بیماروں کا ہوگا کیا علاج
 کالا (۴) — خود مسیحا مر گیا

حواشی

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے لکھتے ہیں:

”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا اس لیے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔“ (”سیرت المہدی“ حصہ اول، طبع دوم، ص ۱۹۳-۱۹۴)

یہ گہری شادت باواز بلند اعلان کر رہی ہے کہ محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کرانے کے لیے مرزا غلام احمد صاحب محمدی بیگم کے ماموں کو انعام یا رشوت دینے کے لیے تیار تھے۔
مرزا! اللہ کے لیے غور کرو کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے نام سے محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی شائع کرنا، بعدہ انعام، رشوت اور روپے کے لالچ سے نکاح کی کوشش کرنا کسی راست باز انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جیسا کہ خود مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

”ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندقہ والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیش گوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے گھر سے اپنے قریب سے ان کے پوری ہونے کے لیے کوشش کرے اور کراوے۔“ (”سراج منیر“ معتمد مرزا غلام احمد، طبع سوم، ص ۲۳، ”روحانی خزائن“ ص ۲۷۷، ج ۱۷)

(۲) مرزائی ریل گاڑی کو دجال کا گدھا کہتے ہیں۔ مگدھا دجال کا اور اس پر نش مرزا

غلام احمد کی "کیا ہی صحیح" مقولہ ہے۔ حق بحقدار رسید (اختر)

(۳) طاعون نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی سے دست پنجہ لیا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے سیٹھ عبدالرحمن مداری کو لکھا: "اس طرف طاعون کا بہت زور ہے۔ سنا ہے ایک دو مشتبہ وارداتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں۔ چند روز ہوئے ہیں میرے بدن پر بھی ایک کٹلی نکل چکی۔ پہلے کچھ خوفناک آثار معلوم ہوئے، مگر پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا زور جاتا رہا۔ یہ ایک جدا ہاتھ میں غرور پھول گئے تھے اور یہ طاعون جوڑوں میں ہوتی ہے۔" ("مکتوبات احمدیہ" جلد پنجم، حصہ اول، ص ۱۵)

(۴) انگریزی میں "کارا" (Cholera) ہیضہ کو کہتے ہیں۔

شریعت میں زندیق کی سزا

قادیانی زندیق ہیں جو اسلام کو کفر اور کفر کو

اسلام کہتے ہیں اور شریعت کے مطابق زندیق

واجب القتل ہوتا ہے۔

(حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

مرکز اسلامی



بکرو شیب

مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کو پرکھنے کے لیے کسی عملی بحث کی ضرورت نہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنی صداقت جانچنے کے لیے علی حائق قسفیانہ دلائل، منطقی الجھنوں اور صرفی و نحوی بحثوں سے ہمیں بے نیاز کر دیا ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں: (الف) ”تورات اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف بیسگوئی کو قرار دیا ہے۔“ (”رسالہ استخفا“ ص ۳، ”روحانی خزائن“ ص ۱۱، ج ۴)

(ب) ”سو بیسگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان بیسگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔“ (”مشادۃ القرآن“ ص ۶۵، ”روحانی خزائن“ ص ۷۶، ج ۲)

(ج) ”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری بیسگوئی سے پردہ کر اور کوئی حکم امتحان نہیں ہو سکتا۔“ (”آئینہ کمالات اسلام“ ص ۲۸۸، ”روحانی خزائن“ ص ۲۸۸، ج ۵)

(د) ”ممکن نہیں کہ نبیوں کی بیسگوئیاں ٹل جائیں۔“ (”کشتی نوح“ ص ۵، ”روحانی خزائن“ ص ۵، ج ۱۹)

(ه) ”کسی انسان کا اپنی بیسگوئی میں جموٹا لگنا خود تمام رسوائیوں سے پردہ کر رسوائی ہے۔“ (”تزیات القلوب“ ص ۲۱۷، ”روحانی خزائن“ ص ۳۸۲، ج ۱۵)

مرزا جی کی ان تحریرات نے فیصلہ کر دیا کہ ان کے صدق و کذب کی شناخت کا سب سے بڑا معیار ان کی بیسگوئیاں ہیں۔ حالانکہ صرف بیسگوئیاں نبوت کا معیار نہیں ہو سکتیں۔ علماء اسلام کے اعتراضات سے مجبور ہو کر مرزا غلام احمد نے تسلیم کیا ہے کہ بسا اوقات بد معاشوں، بدکاروں، کجخیوں اور کافروں کے الہام اور خواب صحیح نکلتے ہیں اور ان کی بیسگوئیاں سچی ثابت ہوتی ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(الف) ”بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں اور بعض پرلے درجہ کے بد معاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔“ بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آ

پکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کجیوں کے گردہ میں سے ہے، جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے۔ کبھی کبھی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جو وہ بادہ بہ سرد آشنا بہ برکا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ کبھی نکلتی ہے۔ (”توضیح مرام“ ص ۸۳-۸۴، ”روحانی خزائن“ ص ۹۳-۹۵، ج ۳)

(ب) ”ممکن ہے کہ ایک خواب کبھی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی کبھی بات بتلا کر دھوکہ دیتا ہے۔ تا ایمان چھین لے۔“ (”حقیقت الوحی“ ص ۱، ”روحانی خزائن“ ص ۳، ج ۳)

(ج) ”اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں، جن کا پیشہ مزار کھانا اور ارٹکب جراثیم کام تھا، انہوں نے ہمارے رویہ بعض خوابیں بیان کیں اور وہ کبھی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کجیوں کا دن رات زناکاری کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے لوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان کی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آ گئیں۔“ (”حقیقت الوحی“ ص ۳، ”روحانی خزائن“ ص ۵، ج ۳)

مرزا جی کی ان عبارات کے مطابق بد معاشوں، بدکاروں، کجیوں اور کافروں کی خوابیں۔ الہام اور ہیگنویاں تو کبھی نکلتی ہیں لیکن علی وجہ البصیرت ہمارا دعویٰ ہے جس کی تردید قیامت تک امت مرزائیہ نہیں کر سکتی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی تصدیق پیش گوئی کبھی ثابت نہیں ہوئی۔ جتنی تحدی سے کوئی پیش گوئی کی گئی، اتنی ہی صراحت سے وہ غلط نکلی۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی ہر تصنیف میں اپنے نشانات، کرامات اور معجزات کے بے سرے راگ ہمیشہ لاپتے رہے اور یہاں تک لکھ دیا کہ:

”خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔“ (”چشمہ معرفت“ ص ۳۷، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۲ ج ۳)

مرزا کی تمام تصنیفات پڑھ لی جائیں تو سوائے فٹ بال کی طرح گول مول اور انٹ شیٹ ہیگسٹوں کے کسی ”نشان“ کسی ”کرامت“ اور کسی ”معجزے“ کا پتہ نہیں چلتا لطف یہ ہے کہ قادیانی ہیگسٹوں کے الفاظ بھی موم کے ناک کی طرح ہیں۔ جو ہر چاہو انٹ پھیر کر دو اور جب تک انہیں تاویلات باطلہ کے فکچہ میں نہ جکڑ دیا جائے وہ کسی موقع پر چسپاں نہیں ہو سکتے۔ ساتھ ہی دجل و فریب اور کذب و افتراء بھی ہر پیش گوئی کا لازمی جزو ہے۔ ہم اس ٹریکٹ میں مشتے نمونہ از خردارے مرزا جی کی ایک عظیم الشان اور تھمیانہ پیش گوئی ہیکو و نمب کے چہرے سے اس لیے نقاب اٹھاتے ہیں کہ علائے اہل سنت و الجماعت آج تک اسے منظر عام پر نہیں لائے۔ مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ:

”تخمیناً“ اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی ثقیب سے مولوی محمد حسین ہالوی ایڈیٹر رسالہ ”اشاعت السنہ“ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی امام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الام سنایا، جس کو میں کئی دفعہ اپنے مصلوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ ”بکر و شیب“ جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الام جو بکر کے متعلق تھا، پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار ہزار بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الام کی انتظار ہے۔“ (”تریاق القلوب“ ص ۳۴، ”روحانی خزائن“ ص ۲۰۶ ج ۱۵)

بقول مرزا غلام احمد، یہ ”المام“ ۱۸۸۱ء کا ہے، جس میں مرزا جی کو بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا۔ ”ایک

کنواری اور دوسری بیوہ“ بقول مرزا کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا کسی بیوہ سے نکاح نہ ہوا اور وہ اس انتظار و حسرت کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ کسی بیوہ کے ساتھ نکاح کی ناکامی نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ مرزا قادیانی کا بیوہ کے نکاح کا ”الہام“ شیخ جلی کی گپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

مرزائی اس جموئی ہشکھوئی کی الٹی سیدھی تاویل کرنے کے لیے کسی شرط کا بہانہ بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مرزا کا ”الہام“ اور اس کی تشریح صاف بتا رہی ہے کہ بیوہ کے نکاح کی ہشکھوئی بلا شرط ہے، نہ ہی بیوہ کے نکاح کے ”الہام“ کو محمدی بیگم کے نکاح کی ہشکھوئی پر چسپاں کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ۱۸۸۸ء کا ”الہام“ ہے۔ اس وقت مرزا غلام احمد اور محمدی بیگم صاحبہ کے نکاح کا قصہ ہی شروع نہ ہوا تھا۔ جیسا کہ خود مرزا نے لکھا ہے۔

”اسی طرح شیخ محمد حسین بالائی کو حلفاً پوچھنا چاہیے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ ساجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی، اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا۔ اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام، جو انہیں دونوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا اور وہ یہ تھا کہ بکھوٹھب یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعد ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں۔ مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔ مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے کہ جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو الہام سنایا تھا اور احمد بیگ (مرزا جی کی آسمانی منکوحہ محترمہ محمدی بیگم کا والد۔ ناقل) کے قصہ کا ابھی نام و نشان نہ تھا۔ پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا، جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ٹھب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔“ (ضمیمہ انجام آختم“ ص ۳۳، ”روحانی خزائن“ ص ۲۹۸، ج ۱۷)

مرزا غلام احمد ”نکاح بیوہ کے الہام“ اس کی امید اور حسرت سمیت ۳۱ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بیٹھنے کی مرض سے اگلے جہان کی طرف کوچ کر گئے۔ بیوہ کا ”الہام“

جھوٹ اور بھگڑ خانے کی گپ ثابت ہوا تو امت مرزائیہ نے ٹیب (ٹکاح بیوہ) کے ”الہام“ کو تلویحات نہیں بلکہ دجل و فریب کے فکجنہ میں جکڑ کر اس کی صورت کو مسخ کر دیا۔ فطارت تالیف و تصنیف قادیان نے (جس کے ناظر مرزا صاحب آنجنمائی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے ہیں) تذکرہ میں ”تزیان القلوب“ سے یہ پیش گوئی (جو ہم کتاب مذکور کے ص ۳۴ سے نقل کر چکے ہیں) درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

”یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے، جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ٹیب یعنی بیوہ رہ گئیں، خاکسار مرتب۔“
(تذکرہ ص ۳۸، حاشیہ طبع ۳)

قارئین کرام! پھر ایک دفعہ مرزا غلام احمد کے ”الہام“ اور اس کی تشریح توضیح کو پڑھ لیجئے اور ساتھ ہی ”تذکرہ“ کے مرتب کی دجل آمیز عبارت پر غور کیجئے کہ کس قدر دھوکا اور فریب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ میں تو مرزائی مبلغین کی ایسی کمزور چالبازیاں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کے قلوب میں نہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، نہ ہی انہیں لوگوں سے شرم و حیا آتی ہے۔
مرزا جی تو لکھتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے ٹکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔“

مرزا جی کی اس تصریح کے خلاف مرزا کے چیلے لکھتے ہیں کہ ایک ہی ٹکاح سے ”الہام“ پورا ہو گیا۔ یعنی نصرت جہاں بیگم صاحبہ (مرزا محمود احمد کی والدہ) کا کنواری ہونے کی حالت میں مرزا غلام احمد سے ٹکاح ہوا اور مرزا کی وفات کے بعد نصرت جہاں بیگم صاحبہ بیوہ رہ گئیں۔

مرزا سیو! ”تزیان القلوب“ ص ۳۴ اور ”ضمیمہ انجام آختم“ ص ۳۳ کی ہماری درج کردہ اپنے ”سبح موعود“ کی عبارت پڑھو تو تم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد صاحب گھوڑائی یہ نہیں لکھتے کہ صحیح ٹکاح میں آنے والی کنواری بیوی بیوہ رہ جائے گی بلکہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دو عورتیں میرے ٹکاح میں

لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ پس تم بتاؤ کہ کس بیوہ عورت سے مرزا جی کا نکاح ہوا؟ جب کسی بیوہ سے مرزا غلام احمد کا نکاح نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو تمہیں مرزا کو کاذب اور مفتری علی اللہ ماننے میں کون سا امر مانع ہے؟

کسی بیوہ عورت سے نکاح نہ ہونے کے باعث مرزا کا شیب (نکاح بیوہ) کا "الہام" صریح جھوٹ اور کھلا ہوا افتراء ہوا۔ پس مرزا جی کاذب ثابت ہوئے۔ کیونکہ: "خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں۔ جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو، اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔" ("آئینہ کلمات اسلام" ص ۳۲۲-۳۲۳ "روحانی خزائن" ص ۳۲۲-۳۲۳ ج ۵)

مرزا نے خود تحریر کیا ہے:

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر

دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" ("چشمہ معرفت")

ص ۳۲۲ "روحانی خزائن" ص ۳۲۱ ج ۲۳

حواشی

- (۱) یہ بھی جھوٹ ہے کہ بکر (کنواری) کے نکاح کا الہام پورا ہو گیا۔ کیونکہ خود مرزا صاحب نے لکھا ہے "دو جڑوں میں سے جب ایک جڑ باطل ہو جائے تو وہ اس بات کی مستزاد ہوتی کہ دوسرا جڑ بھی باطل ہے۔" ("آئینہ کلمات اسلام" ص ۳۲۲ "روحانی خزائن" ص ۳۲۱ ج ۲۳)
- جب بیوہ کے نکاح کا الہام صریح جھوٹ نکلا تو بتول مرزا غلام احمد کنواری کے نکاح کا الہام بھی نکلا ثابت ہوا کیونکہ ہر شخص کوئی ایک جڑ (بیوہ سے نکاح) باطل ہونے سے دوسرا جڑ (کنواری سے نکاح) خود بخود باطل ہو گیا۔ (اخت)

(۲)

شب وعرہ کسی کی انتظاری کیا قیامت ہے
کھٹکی خار بن کر ہے مک پھولوں کے ہنر کی

(۳) تذکرہ مرزائیوں کی الہامی کتاب کا نام ہے، جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بیان کردہ ”رویہ“، ”مکاشفات“، ”الہامات“ اور ”وحی مقدس“ کو مرزائیوں کی عداوت کے لیے جمع کیا گیا ہے۔ مرزائی اس مجموعہ کو درجہ اور شان کے لحاظ سے قرآن مجید کے ہم درجہ اور برابر سمجھتے ہیں۔ (اختر)

قادیانیوں سے تعلقات

قادیانیوں کی حیثیت ذمیوں کی نہیں بلکہ
محارب کافروں کی ہے اور محاربین سے کسی قسم کا
تعلق رکھنا شرعاً جائز نہیں۔

(حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



وفاق وزیر قانون کے خدمت میں

عرضداشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

بخدمت جناب عزت مآب میاں محمود علی قصوری
 بار ایٹ لاء وزیر قانون حکومت پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مجلس تحفہ فتم نبوت پاکستان کا ایک نمائندہ وفد جس میں راقم الحروف اور مولانا عبدالکحیم ایم۔ این۔ اے شامل تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور آپ سے عقیدہ فتم نبوت اور قادریانی مسئلہ کے متعلق گفتگو کی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس سلسلہ کی اہم اور ضروری باتیں مجھے تحریری طور پر بھجوا دی جائیں۔ زیر نظر عرض داشت 'ان اہم نکات پر مبنی ہے' جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں۔

مطالبات و نکات!

فتم نبوت اور قادریانی مسئلہ کے متعلق، مجلس تحفہ فتم نبوت تین مطالبات پیش کرتی رہی ہے۔ یہ وہ متفقہ مطالبات ہیں، جنہیں مختلف مسلحہ اسلامی فرقوں اور تمام مسلمانوں کی تائید حاصل ہے۔

(۱) حضور سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نوع کا دعویٰ نبوت قائل تصور جرم قرار دیا جائے۔

(۲) مرزا غلام احمد قادریانی کے جملہ متبعین کو دیگر اقلیتوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۳) قادریانوں کو کلیدی اسامی پر متعین نہ کیا جائے۔

دلائل اور شواہد!

حضور نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نوع کا دعویٰ نبوت قائل

تقریر جرم قرار دیا جائے۔ چونکہ عقیدہ ختم نبوت، دین کا بنیادی عقیدہ ہے، قرآن مقدس، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔ قرآن مقدس کی ایک سو سے زائد آیات اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں، جن میں سے دو آیتیں درج ذیل ہیں:

(الف) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔
(الاحزاب) (ترجمہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، بلکہ خدا کے رسول اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

(ب) الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَوَضَعْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدة) (ترجمہ) آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے۔ دین کامل ہونے کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔

احادیث شریفہ!

اسی طرح دو سو سے زائد احادیث پاک میں ختم نبوت کا ثبوت موجود ہے۔ صرف دو حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

(الف) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَاذِ الْأَوَّلِ الْأَنْبَاءِ أَدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ (”کنز العمل“ ج ۶، ص ۳۰) مطبوعہ حیدر آباد، دکن

(ترجمہ) اے اوّل! ابوذر! سب سے پہلے نبی آدم اور سب سے آخر میں محمد ہیں۔

(ب) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ لِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ لِي الْبَعْثُ (”کنز العمل“ ج ۶، ص ۳۳) (ترجمہ) میں خلق میں سب سے اوّل اور بعث میں سب سے آخر ہوں۔

اجماع امت

صحابہ کرام اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا کفر ہے۔ چودہ سو سال کے دوران اس مسئلہ کے متعلق کبھی اختلاف نہیں ہوا اور نہ مسلمانوں نے کبھی کسی مدعی نبوت کو بدداشت کیا۔ اگر کس نے جھانکی ہوش و حواس دعوائے نبوت کیا تو اسے ارباب اقتدار نے قتل کروا دیا، ورنہ پاگل سمجھ کر قید کر دیا۔

دعویٰ النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔ ("شرح فقہ اکبر" ملا علی قاریؒ ص ۳۰۲) (ترجمہ) ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبوت کا دعویٰ کرنا اجماع امت کی رو سے کفر ہے۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کے جملہ متبعین کو دیگر اقلیتوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کرتے ہوئے اپنی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا اور اس طرح وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

اس کی اپنی کتابوں کے جیسوں حوالہ جات میں سے چند حوالے ملاحظہ ہوں جن میں اس نے اپنی نبوت کا مراحتہ "دعویٰ کیا۔

(الف) قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمعا۔

(ترجمہ) کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

(المام مرزا غلام احمد قادیانی، تذکرہ طبع سوم، ص ۳۵۲)

(ب) انک لعن المصلین (اے مرزا) تو خدا کا رسل ہے۔ ("المام" مرزا غلام

احمد، مندرجہ "حقیقت الوحی" ص ۱۰۷ "روحانی خزائن" ص ۱۰ ج ۲۲)

(ج) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" ("دافع

ابلا" ص ۱۰ "روحانی خزائن" ص ۲۳۱ ج ۱۸)

(د) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔" ("اخبار بدر قادیان" ۵ مارچ

۱۹۰۸ء "حقیقت النبوة" مرزا محمود، ص ۲۷۲)

(۵) "میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الہی اور کج

موجود کا ہونے کا دعویٰ تھا۔ ”(براہین احمدیہ“ حصہ پنجم ص ۵۵، ”روحانی خزائن“ ص ۶۸ ج ۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اس کلمہ کلا دعویٰ نبوت کے باعث امت مسلمہ کا اس امر پر اقلیتی ہے کہ یہ شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرای ہے:

”میکون لی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی (ہذا حدیث ”صحیح ترمذی“ ص ۲۵ ج ۵)

وانا خاتم النبیین لانی علی (اینا مکلوۃ ”کتاب الفتن“ مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸)

بخاری شریف کی کتاب ”الفتن“ میں اسی حدیث میں ”وجالون کذابون“ کے الفاظ وارد ہیں۔

(ترجمہ) ”یقیناً میری امت میں تمیں کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“ (ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

اس بنا پر مشہور محدث اور فقیہ امام ابن تیمیہؒ نے اس متفقہ عقیدہ کی وضاحت ان لفظوں میں فرمائی ہے۔

ومن انت نبیا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم لہو شبہ باتباع مسیلتہ الکذاب وامثالہ من المتنبین۔ (ترجمہ) ”اور جو کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرے تو وہ مسیلتہ کذاب اور اس کی مانند دیگر جموں نے برعیاں نبوت کی پیروی کرنے والوں کی طرح ہے۔“ (”منہاج السنۃ“ ج ۳ ص ۱۷۲)

چونکہ دعوائے نبوت کرنا اور یہ کہنا کہ مجھے وحی الہی ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم نبوت کے بعد افرجہ علی اللہ ہے اس لیے یہ علانیہ کفر ہے، جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے۔ ومن اظلم ممن التری علی اللہ کفرا

او قال اوحی الی ولم یوح الہ فی ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ۔
 (الانعام) (ترجمہ) ”اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر بہتان باندھے یا
 یوں کہے کہ میری طرف وحی آتی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں آتی۔“
 قرآن مقدس میں ایک جگہ کفر کو ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔
 والکافرون ہم الظالمون کافر ہی ظالم ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت اور وحی
 الہی کے نزول کے دعوے کے ساتھ ساتھ اور بیکنکوں جھوٹی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف
 منسوب کیں، چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

(الف) آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا
 گیا اور رسول بھی۔ ”(ایک غلطی کا ازالہ“ ص ۳ ”روحانی خزائن“ ص ۲۰۷ ج ۱۸)

(ب) ”میں نے تیرا نکاح محمدی بیگم سے پڑھا دیا۔“ لا تبدیل لکلمات اللہ!
 ”(انجام آختم“ ص ۶۰-۶۱ ”روحانی خزائن“ ص ۶۰-۶۱ ج ۱۸)
 اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ ”(تترہ حقیقت الوحی“
 ص ۳۲ ”روحانی خزائن“ ص ۵۷۰ ج ۱۲)

(ج) ”مولانا ثناء اللہ مرحوم کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ وہ
 میری زندگی ہی میں مرجائے گا۔“ ”(۳۱ شمار مرزا صاحب“ ۵۸ اپریل ۱۹۹۰ء و ”اخبار
 بدر“ ۵۸ اپریل ۱۹۹۰ء ”مجموعہ اشتہارات“ ص ۵۷۸ ج ۳)
 حالانکہ مولانا ثناء اللہ مرحوم کا انتقال مرزا صاحب کی موت کے چالیس برس
 بعد ہوا اور محمدی بیگم سے شادی کی حسرت بھی مرزا صاحب کے دل میں رہ گئی۔

توہین انبیاءؑ

توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے توہین انبیاء کے
 حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں:
 (الف) ”مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے

دو کا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیمِ تورات میں حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے بعد کو کیوں بائق توڑا گیا اور تعددِ اندواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔ ”(کشتیِ نوح“ ص ۲۹، ”روحانی خزائن“ ص ۱۸، ج ۱۹)

(ب) ”آپ (مسح) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے! تین دایاں اور تینایاں آپ کی زندگاری اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (ضمیمہ انجامِ آقہم، حاشیہ، ص ۷، ”روحانی خزائن“ ص ۲۹، ج ۱۹)

(ج) ”ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ زیابیس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے، پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہمانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں زیابیس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔“ (”تسیم دعوت“ طبع دوم، ص ۷۰-۷۱، ”روحانی خزائن“ ص ۳۳۵، ج ۱۹)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

(الف) ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا بغیر کھا لیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی جہلی اس میں پڑتی ہے۔“ (مکتوب مرزا غلام احمد اخبار الفضل، قادیان، ۲۲ فروری ۱۳۳۳، ج ۱۲، نمبر ۲۱)

(ب) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس

ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ ”خشمت علی نفسی“ یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔“ (”تہ حقیقت الوحی“ ص ۳۰) ”روحانی خزائن“ ص ۵۷۸ ج ۲۲

(ج) ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں۔“ (”تحفہ گوشتیہ“ ص ۶۷) ”روحانی خزائن“ ص ۵۳ ج ۱۷

اپنے متعلق لکھا ہے کہ ”میرے نشان کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ ہے۔“ (”براین احمدیہ“ حصہ پنجم، ص ۵۷) ”روحانی خزائن“ ص ۵۳ ج ۲۲ ”تذکرۃ الشہداء“ ص ۲۱) ”روحانی خزائن“ ص ۳۳ ج ۲۰

نشان اور معجزہ ایک چیز ہے۔ ”براین احمدیہ“ ج پنجم، ص ۵۰) ”روحانی خزائن“ ص ۳۳ ج ۲۲

(د) ”من فوقی یعنی ومن المصطفیٰ لما عرلنی وما رانی“ (المام مرزا مندرجہ ”خطبہ المامیہ“ ص ۱۷) ”روحانی خزائن“ ص ۲۵۹ ج ۲۲ (ترجمہ) ”جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا نہ اس نے مجھے پہچانا نہ مجھے دیکھا۔“

تکفیر مسلمین

دعوائے نبوت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اپنے دعویٰ کے منکرین کو کافر کہا جائے چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا۔

(الف) (خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے) کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (”حقیقت الوحی“ ص ۲۳) ”روحانی خزائن“ ص ۲۷۷ ج ۲۲

(ب) مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) نے حضرت مولانا نذیر حسین صاحبؒ محدث دہلوی کے متعلق لکھا ہے۔

”جب میں دہلی گیا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی

تھی۔“ (اربعین نمبر ۴، حاشیہ، ص ۱۱، ”روحانی خزائن“، ص ۴۴، ج ۱۷)
 (حالانکہ حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب کوئی غیر مسلم نہ تھے بلکہ بچے
 اور بچے مسلمان اور ایک نامور عالم دین تھے۔)
 (ج) مرزائیوں کے خلیفہ اول حکیم نور دین نے لکھا تھا۔

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نند
 آں غلام احمد است و میرزائے قادیان
 مگر کے آرد شکے در شان او آں کافر است
 جائے ادب باشد جنم بیشک و رب و گماں
 (اخبار ”الحکم“ قادیان، ۷ اگست ۱۹۰۸ء)

(د) مرزائیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود نے کہا ہے:
 ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں
 نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، میں
 تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔“ (”آئینہ صداقت“ مصنفہ مرزا محمود ص ۳۵)
 (د) مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے لڑکے اور ایم ایم احمد کے والد مرزا بشیر
 احمد ایم اے نے لکھا ہے۔ ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں
 مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں
 مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (”کلمۃ الفصل“
 ص ۱۰، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے)

(د) ایم ایم احمد کے والد ہی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو۔
 ”غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دنا
 حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا
 ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں،
 ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا انکشاف
 ہوتا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناتہ ہے۔ سو یہ دونوں

ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔“ (”مکتہ الفصل“ ص ۱۶۹، معنفہ مرزا بشیر احمد)

(ز) آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک عربی شعر سن لیں جن میں انہوں نے اپنے مخالفوں کے بارے میں یہ گہرا فاشی کی ہے کہ۔

”ان العدی صاروا خنازیر الفلا — نسانہم من دونہن الا کلب۔

(ترجمہ) دشمن ہمارے بیابانوں (جنگل) کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں

کتیوں سے بدھ گئی ہیں۔“ (”نجم الہدیٰ“ ص ۵۸، ”روحانی خزائن“ ص ۵۳، ج ۳)

(۳) قادیانیوں کو کسی کلیدی اسامی پر متعین نہ کیا جائے

مندرجہ ذیل چند ایک حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں اور پیروکاروں کی ہمدردیاں اور وفاداریاں کسی صورت مملکت پاکستان سے نہیں ہو سکتیں۔ ان کی وفاداری کا مرکز قادیانی خلیفہ اور قادیانیت کا مرکز بھارتی شر قادیاں ہے۔

سیاسی اور مذہبی وجوہ کی بنا پر پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے نقطہ نگاہ سے کسی قادیانی کو کسی کلیدی اسامی پر متعین کرنا قوی اور ملکی مفاد کے سراسر خلاف اور بالکل غلط ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک دراصل برطانوی سامراج کی اسلام دشمنی حکمت عملی کی پیداوار ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب کی بے شمار تحریریں اس کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

(الف) مرزا غلام احمد قادیانی۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے نام اپنی ایک چٹھی

میں لکھتے ہیں:

”سردار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے

متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔۔۔۔۔ اس

خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وقاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہمانی کی نظر سے دیکھیں۔“ (”تبلیغ رسالت“ ص ۱۹، ج ۷، ”مجموعہ اشتہارات“ ص ۲۱، ج ۳، ”روحانی خزائن“ ص ۳۵۰، ج ۳)

(ب) علامہ اقبال مرحوم نے اپنے مشہور مضمون ”قادیانی اور جمہور مسلمین“ میں قادیانی گروہ کے متعلق لکھا ہے۔

”گویا یہ تحریک ہی یسوع کی طرف رجوع ہے۔ روح مسیح کا تسلسل یسودی باطنیت کا جز ہے۔“ (”حرف اقبال“ مرتبہ لطیف احمد خاں شیردانی، ص ۳۳)

علامہ اقبال کے اس تجزیہ کی روشنی میں تحریک احمدیت اور تحریک مسیہونیت دونوں میں اسلام دشمنی قدر مشترک کے طور پر موجود ہے۔ چنانچہ یہ امر قابل غور ہے کہ پاکستان کی تمام گزشتہ حکومتوں نے اپنی حکمت عملی کے اختلاف کے باوجود آج تک اسرائیل کے وجود کو تسلیم نہیں کیا اور اس میں سب سے بڑا عامل (Factor) اسلام دوستی اور عربوں سے دینی اخوت کا رابطہ ہے لیکن قادیانیوں نے مملکت پاکستان میں رہتے ہوئے حکومت پاکستان کی اس حکمت عملی کو مسترد کیا ہوا ہے اور قتلِ ایبیم میں اپنا مشن قائم کیا ہوا ہے۔ جس کا ثبوت قادیانیوں کی ایک کتاب (Missions Our Foreign) میں موجود ہے۔

(ج) جمادِ اسلام کا ایک مقدس دینی شعار ہے اور مسلمان قوم کی بقاء و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

○ الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی یوم القیامت○

(ترجمہ) ”میری بعثت سے لے کر قیامت تک جماد کا سلسلہ جاری رہے گا۔“

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے جماد کی بھرپور مخالفت کی ہے۔ دو حوالے ملاحظہ ہوں:

”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
 دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
 اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
 دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
 اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
 اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
 دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
 منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد“

(ضمیمہ تحفہ گوٹھویہ، ص ۳۱، ”روحانی خزائن“، ص ۷۷-۷۸، ج ۱۷)

(۲) مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا
 اور رہبر مقرر فرمایا ہے بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس
 فرقہ میں گوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر
 طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو
 حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے لڑائیاں کی جائیں۔ (”تریاق القلوب“
 ص ۳۳۲، طبع سوم، اشتہار واجب الاظہار، ”روحانی خزائن“، ص ۵۸۸، ج ۱۵)

(۱) قادیانی فرقہ شروع ہی سے تقسیم ملک کے خلاف تھا اور اکھنڈ بھارت کے
 برہمنی نظریہ کا زہدست حامی تھا جبکہ مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اپنے ایک بیان میں
 اس کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا۔

”میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت، ہندوستان کو اکٹھا رکھنا
 چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا
 پڑے یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے
 نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد
 متحد ہو جائیں۔“ (بیان مرزا محمود خلیفہ ربوہ، ”الفضل“، ۷ مئی ۱۹۳۷ء)

(۱) قادیان کی بستی جو اب بھارتی علاقہ ہے، تمام قادیانیوں کے لیے حبرک اور

مقدس مقام ہے۔ قادیانیوں کو اس شر سے وہی عقیدت و محبت ہے جو مسلمانوں کو مکہ اور مدینہ منورہ سے ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں۔
 ”زمین قادیاں اب محترم ہے
 بیہوش خلق سے ارض حرم ہے“
 (”در ثمین“ اردو ص ۵۰)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“ (ہدایت مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ، مندرجہ ”حقیقت الروایا“ ص ۳۶)
 مرزا محمود خلیفہ قادیاں نے اپنی ایک تقریر میں کہا:

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیاں کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔“ (تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، ۱۷ دسمبر ۱۹۳۳ء)

ہر قادیانی کے لیے اطاعت امیر فرض ہے اگر کسی ایسے احمدی کو جو سرکاری ملازم ہو۔ بیک وقت دو متضاد احکام موصول ہوں ایک حکومت پاکستان کی طرف سے دوسرا جماعت احمدیہ کے امیر کی جانب سے تو وہ امیر جماعت احمدیہ کے حکم کی اطاعت کا پابند ہے اور حکومت پاکستان کے حکم کو نظر انداز کر دے گا۔ جمائیکر پارک کراچی میں ہونے والے احمدیوں کے جلسہ میں یہی صورت چوہدری سر ظفر اللہ خاں سابق وزیر خارجہ کو پیش آئی تھی جب خواجہ ناظم الدین وزیراعظم کی طرف سے جلسہ میں شرکت نہ کرنے کے حکم کو انہوں نے مسترد کر دیا اور خواجہ ناظم الدین صاحب سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اپنی جماعت احمدیہ کے جلسہ کی شرکت سے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا۔ حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ سے میرا استعفا منظور کر لیں۔ امیر جماعت کے حکم کے مطابق وہ اس جلسہ میں شریک ہوئے اگرچہ ان کی شرکت کی وجہ

سے جلسہ گاہ میں اور پورے شرمیں عظیم فساد برپا ہوا اور حکومت کی پوزیشن بے حد خراب ہوئی۔

اس پورے واقعہ کا تذکرہ منیر انکوائری رپورٹ ۱۹۵۳ء (اردو) کے صفحہ ۷۷-۷۶ پر تفصیل سے موجود ہے۔ ان تینوں مطالبات کے حق میں جو کچھ اوپر کہا گیا اس میں بہت زیادہ اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ ”قادیانی مذہب و سیاست“ کا مطالعہ بھی فرمایا جائے۔ اس کے علاوہ اگر کسی مطالبہ کے دلائل میں کوئی شبہ ہو یا مزید معلومات اور دلائل کی ضرورت ہو تو بے شمار چیزیں مستند کتابوں میں موجود ہیں۔

آپ کے قیمتی وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختصراً یہ معروضات پیش کی گئی ہیں۔ آپ کی ذہنی صلاحیتوں اور قدرت کی ودیعت کی ہوئی فہم و فراست سے توقع ہے کہ آپ ان چند حوالہ جات ہی سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی مسئلہ کے حل کی ضرورت کو پوری طرح سمجھ لیں گے اور اپنی اسلام دوستی حب الوطنی اور ملک و ملت کی خیر خواہی کے پیش نظر اور اپنے اعلیٰ منصب کی ذمہ داریوں سے عمدہ برآ ہونے کے لیے پاکستان کے مستقل دستور میں اس مسئلہ کے حل کے لیے مناسب اقدامات کی سعی فرمائیں گے۔

المخلص لال حسین اختر

صدر مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان

۷ جولائی ۱۹۷۲ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



سقوطِ مشرقی پاکستان پر

حمود الرحمن کمیشن میں

تحریری بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منجانب مولانا لال حسین صاحب اختر امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت
پاکستان۔

واجب الاحرام جناب عالی مقام جشن محمود الرحمن صاحب صدر تحقیقاتی
کیشن برائے سقوط مشرقی پاکستان۔

جناب عالی!

سقوط مشرقی پاکستان صرف پاکستان ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام کے
لیے عظیم المیہ ہے۔ اس سلسلہ میں چند گزارشات پیش خدمت کرتا ہوں۔

(۱) صدر یحییٰ۔ ریٹائرڈ جنرلوں کے علاوہ صدر کے شیر جناب ایم ایم احمد بھی
سقوط مشرقی پاکستان کے ذمہ دار ہیں۔ خصوصاً اس لیے کہ جناب ایم ایم احمد ایسے فرقہ
سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نزدیک

(الف) مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے والے سب لوگ کافر ہیں (جناب ایم ایم
احمد نے اپنے فوجی عدالت کے بیان میں اس کی تصدیق کی ہے)۔
لہذا ان کے نزدیک پاکستان اسلامی ملک نہیں۔

(ب) ان کے فرقہ کے خلیفہ دوم اور جناب ایم ایم احمد کے تایا جانے فرمایا
تھا۔ اگر ملک تقسیم ہو گیا تو ہم پھر سے اسے ملانے کی کوشش کریں گے۔

(ج) ان کے فرقہ نے تقسیم ملک کے وقت بوٹری کیشن میں مسلمانوں کے
مطالبہ سے علیحدہ میمورنڈم پیش کر کے بقول جشن محمد منیر سخت ٹھنڈہ پیدا کر دیا۔

(د) ان امور کو جناب جشن محمد منیر نے تسلیم کیا ہے۔

(۳) جناب ایم ایم احمد یحییٰ عجیب مذاکرات میں ان کے ہمراہ ہے مشرقی پاکستان
کے رہنماؤں نے ان کے چلن کے باعث ان کی علیحدگی کا مطالبہ کیا۔

(۴) صدر یحییٰ کے افواج بحریہ پاکستان کے لیے منظور کردہ دس کروڑ روپے ادا نہ
کر کے جناب ایم ایم احمد نے پاکستان کی بحریہ قوت کو کمزور رکھا۔

(۵) جناب ایم ایم احمد جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کی قادیاں (بھارت) کی شاخ نے بگھ ویش کی حمایت کی اور بھارت سرکار کو مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ جب کہ قادیاں میں مقیم ان کے ممبران کو خلیفہ ربوہ ہی مقرر کرتے ہیں اور ان کے مصارف ادا کرتے ہیں۔

”جناب والا شان“

بحریہ کے بجٹ کے متعلق شادت کے لیے جناب مظفر داس ایڈمل کو طلب فرمایا جاوے۔ دیگر تمام امور کے متعلق تحریری شادت موجود ہے جو عندالطلب پیش کی جاسکتی ہے۔

لال حسین اختر فیض باغ لاہور۔ امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان تعلق روڈ ملتان۔ دلائل معلقہ جزد (۱)

سقوط مشرقی پاکستان بچی خان اینڈ کوکی حرکات قبیحہ، فرض ناشناسی، ملک و ملت سے غداری کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ بچی خان کے ساتھ شریک کار تھے ان میں سب سے زیادہ بچی خان کو ایم ایم احمد پر ہی اعتماد تھا اور مسٹر احمد نے ہی مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا پلان تیار کیا۔

بچی خان کا سب سے زیادہ مستند ایم ایم احمد تھا۔ ”جس پر محمد اسلم قریشی ایک شخص نے حملہ کیا۔ یہ حملہ اس پر اس وقت کیا گیا جبکہ قوم جناب صدر مملکت آغا محمد بچی خان صاحب ملک سے باہر دو روز کے لیے ایران تشریف لے گئے تھے اور محترم صاحب زادہ ایم۔ ایم۔ احمد بطور قائم مقام صدر کام کر رہے تھے۔“ (ماہنامہ ”الفرقان“ ربوہ، ستمبر ۱۹۷۷ء، ص ۲)

(۲) مشرقی پاکستان سے علیحدگی۔

قومی اسمبلی کی بباط لیٹ دینے کے ساتھ مشرقی پاکستان کی قسمت کا فیصلہ ذہنی طور پر کر لیا گیا تھا۔ یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ جناب ایم ایم احمد نے ایک مضبوط رپورٹ تیار کی جس میں امداد و شمار سے ثابت کیا گیا کہ مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہو جانے سے مغربی پاکستان کی حیثیت قائم رہے گی اور اس میں استحکام پیدا

ہوگا۔ ("اردو ڈائجسٹ" ص ۳، فروری ۷۷ء)

دلائل متعلقہ جزد نمبر ۲

ذیلی دفعہ (۱) ایم ایم احمد نے اپنے مبینہ حملہ آور محمد اسلم قریشی کے مقدمے میں فوجی عدالت کو بیان دیتے ہوئے کہا۔ میرا دادا نبی تھا اور جو شخص اسے نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ مندرجہ ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک رمضان ۹۹ھ ایم ایم احمد کے والد مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب (کلمۃ الفصل، صفحہ ۱۰) پر لکھا ہے کہ ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ (از بشیر الدین محمود خلیفہ دوم "انوار خلافت" صفحہ ۹۰) سر ظفر اللہ نے بے باکی اور جرات سے کہا، بے شک میں نے قائد اعظم کا جنازہ عدا نہیں پڑھا۔ مولانا نے پوچھا کیوں؟ سر ظفر اللہ نے جواب دیا کہ میں اس کو سیاسی لیڈر سمجھتا تھا۔ حضرت مولانا نے دریافت فرمایا کیا تم مرزائے قادیانی کو پیغمبر نہ ماننے والے سارے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہو؟ حالانکہ تم اسی حکومت کے وزیر بھی ہو۔ سر ظفر اللہ نے کہا کہ آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔ تم کو بھی ایسا سمجھنے کا حق ہے۔ سر ظفر اللہ بجواب مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد۔ (زمیندار مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۰ء بحوالہ "الفلاح" پشاور ۲۸ اگست ۱۹۳۹ء)

جب پاکستان کے تمام اسلامی فرقے مرزائیوں کی نظر میں مسلمان ہی نہیں تو پاکستان اسلامی حکومت بھی نہیں۔

ذیلی دفعہ (ب)

ان کی بعض تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تقسیم کے مخالف تھے اور کہتے

تھے کہ اگر ملک تقسیم بھی ہو گیا تو وہ اسے دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کریں گے۔
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت، مرتبہ جسٹس محمد منیر، صفحہ ۲۰۹)

قادیان جماعت احمدیہ کا مرکز ہے، جس کی شاخیں ساری دنیا پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ۱۹۳۷ء کے فسادات کی وجہ سے متعدد احمدیوں کو مجبوراً قادیاں چھوڑنا پڑا تھا اور وہ واپس آکر یہاں بسنے کے لیے بے قرار ہیں۔ (کاروائی، قادیاں میں جماعت احمدیہ کا ۵۹ واں اجلاس، مندرجہ ”الفضل“ لاہور، ۳۱ دسمبر ۱۹۳۹ء)

ذیلی دفعہ (ج)

”اس ضمن میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔ میرے لیے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا۔ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوسناک امکان کے طور پر سمجھ میں آ سکتی تھی۔ شاید وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لیے حقائق اور اعداد و شمار پیش کیے۔ اس طرح احمدیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھس کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت ہے اور اس دعویٰ کے لیے دلیل میسر کر دی کہ نالہ اچھ اور نالہ بھس کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آ جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقہ ہمارے (پاکستان) کے حصہ میں آ گیا ہے لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں نے اس وقت ہمارے لیے سخت مختصہ پیدا کر دیا۔ (بیان جسٹس محمد منیر، اخبار نوائے وقت، لاہور ۱۶ جولائی ۱۹۶۳ء)

دلائل متعلقہ جزو نمبر ۳

یہی۔۔۔ مجیب مذاکرات ۱۷ء میں ایم ایم احمد کی حرکات کے باعث مشرقی پاکستان کے انتہائی ذمہ دار حلقوں نے شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔ ۲۳ مارچ کو ڈھاکہ میں ایم ایم احمد کی موجودگی پر انتہائی ذمہ دار حلقوں نے شکوک کا اظہار کیا کہ انہوں نے اقتصادی امور کے سیکرٹری منصوبہ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین، صدر کے اقتصادی امور کے

مشیر اور مشرقی پاکستان میں طوفان زدہ افراد کی آباد کاری کی رابطہ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے ہمیشہ مشرقی پاکستان کو اقتصادی طور پر محروم کر دیا۔ (حوالہ ”جنگ“ کراچی، ۲۶ مارچ ۱۹۷۱ء) صفحہ ۸ کالم نمبر ۵

مولانا شاہ احمد نورانی ایم۔ این۔ اے نے عوام پر زور دیا کہ وہ ملک کے اتحاد اور سالمیت کی خاطر مزید قربانیاں دینے کے لیے تیار رہیں اور ملک کو تقسیم کرنے کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیں۔

انہوں نے بتایا کہ مشرقی پاکستان کے اخبارات صدر کے اقتصادی مشیر مسٹر ایم ایم احمد کی ڈھاکہ میں موجودگی پر کتہ چینی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر احمد اقتصادی ماہر ہیں، سیاسی امور کے ماہر نہیں۔ اس کے باوجود وہ مذاکرات میں صدر کے مشیر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ (روزنامہ ”مشرق“ لاہور، ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء صفحہ آخر کالم نمبر ۲)

دلائل متعلقہ جزد نمبر ۴

”سازش کا پانچواں حصہ“ ہماری بحریہ کو جس طرح نظر انداز کیا گیا، وہ بڑا ہی تکلیف دہ المیہ ہے۔ یحییٰ خان نے وائس ایڈمرل مظفر کو اختیار دیا تھا کہ وہ ہر سال دس کروڑ روپے اپنی مرضی سے خرچ کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس کے متعلق پلان تیار کیا گیا تھا، مگر آخری وقت پر جناب ایم ایم احمد نے جواب دے دیا کہ ہم یہ رقم نہیں دے سکتے۔ (”اردو ڈائجسٹ“ جنوری ۱۹۷۲ء، ص ۵۵)

دلائل بابت جزد نمبر ۵

جناب ایم ایم احمد جس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی قادیاں (بھارت) شاخ نے بلکہ دیش کی حمایت کی اور بھارت سرکار کو مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اور بھارتی وزیر اعظم مسز انندرا گاندھی کی حمایت کے علاوہ مالی امداد دینے کا بھی اعلان کیا گیا۔ (ایڈیٹر کا مضمون روزنامہ ”جسارت“ کراچی، مورخہ ۳۱ ستمبر ۱۹۷۱ء)

قادیاں، بھارت میں مرزائی جماعت کو مالی امداد پاکستانی مرزائیوں کی طرف سے دیے جانے کا اعتراف ایم ایم احمد نے فوجی عدالت کے بیان میں کیا ہے اور نیز یہ کہ قادیاں کا نظم و نسق نظامت ربوہ ہی کے ماتحت ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مسلمانوں کی نسبت قادیانیوں کا عقیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ ("انوار خلافت" از مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ، ص ۹۰)

(۲) کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ ("آئینہ صداقت" از مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی، ص ۳۵)

(۳) ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ("کلمۃ الفصل" معنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد، ص ۱۰)

(۴) خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا خط بنام ڈاکٹر عبدالکلیم خاں صاحب پٹیالوی، تذکرہ طبع ۳، ص ۶۰)

(۵) "اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جنسی ہے" ("انجام آختم" ص ۳۳ "روحانی خزائن" ص ۳۳، ج ۱۱)

(۶) (مجھے خدا کا الہام ہے کہ) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی مکنے والا اور جنسی ہے۔ ("اشہار معیار الاخیار" از مرزا غلام احمد قادیانی، ص ۸ "مجموعہ اشہارات" ص ۲۵، ج ۳)

(۷) پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے

اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور کذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔“ (”اربعین“ نمبر ۳، ص ۲۸، حاشیہ، ”روحانی خزائن“ ص ۴۷، ج ۱۷)

(۸) سوال: ”کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو، یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے۔“

جواب۔ ”غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں“ (”الفضل“ قادیان ۷ فروری ۱۹۴۱ء، جلد ۸، نمبر ۵۹)

(۹) ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبائع (۱۱ ہوری پارٹی کے مرزائی) کہتے ہیں غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے) فرمایا: جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے، اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔“ (ڈائری مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان ج ۱۰، نمبر ۳۲، ص ۶، ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

(۱۰) ”غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکمل نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا بھی جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں“ (”انوار خلافت“ معتمد مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، ص ۹۳)

(۱۱) حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔“ (”برکات خلافت“ از مرزا محمود احمد، ص ۷۵)

(۱۲) ”غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ

نکاح جائز ہی نہیں۔“ ("برکات خلافت" از مرزا محمود احمد، ص ۷۳)

(۳) جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے، وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا ہے کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین، جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو۔ ("ملائکہ اللہ" مصنفہ مرزا محمود احمد، ص ۳۶)

(۴) غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دنا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے، جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناتہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ ("کلمۃ الفصل" مصنفہ مرزا بشیر احمد پر مرزا غلام احمد، ص ۴۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



انگلستان میں جلسہ تحفظِ نبوت کی کامیابی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

• ناظرین کرام جماعتی احباب بخوبی جانتے ہیں کہ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہ، ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان گزشتہ جولائی (۶۷) سے انگلستان میں مرزائیت کے خلاف مصروف جہاد ہیں۔ حضرت موصوف دام مجہد کی ساعی جیلہ سے انگلستان کے آٹھ مرکزی شہروں میں تحفظ ختم نبوت کی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور سینکڑوں مسلمان ممبرین چکے ہیں۔ حضرت اقدس جہاں بھی تشریف لے گئے، بفضلہ تعالیٰ کامیابی نے قدم چومے اور تائید و نصرت ایزدی شامل حال رہی۔

آپ گزشتہ دنوں پاکستان مسلم ایوشن دوکنگ کی دعوت پر دوکنگ تشریف لے گئے اور وہاں کی عظیم الشان مسجد ”مسجد شاہجہاں“ (جو گزشتہ نصف صدی سے مرزائیت کے مضبوط ترین قلعے کی حیثیت رکھتی تھی) میں مسئلہ ختم نبوت اور تردید دعاوی مرزا غلام احمد قادیانی پر معرکہ الارا تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کے اختتام کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب مصری (جو کہ مسجد مذکور کے خطیب ہیں) نے آپ کی تقریر کی تائید کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں کذاب مانتا ہوں۔ اس عظیم الشان کامیابی پر دفتر مرکزیہ ختم نبوت ملتان میں ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت ۳۲۔ اپر جارج سٹریٹ ہڈر سفیلڈ یو۔ کے انگلستان کی طرف سے مفصل روئیڈ او موصول ہوئی ہے۔ ہم اسے من و عن ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ (محمد عبداللہ لدھیانوی ناظم نشر و اشاعت، ۱۷-۱۸-۷۷)

مکتوب

شیخ العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری اور شیخ التفسیر حضرت لاہوری (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور دیگر اکابرین کی دعاؤں اور برکات سے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری قدس سرہ نے مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ذریعہ تردید مرزائیت کا محاذ قائم کر کے مسلمانان عالم پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اللہ

تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کتنے مرزائی مشرف باسلام ہوئے اور کتنے مسلمانوں کو مرزائیت کے ملک اثرات سے بچایا گیا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے پیش نظر مجلس تحفظ ختم نبوت کا مدت سے عزم تھا کہ انگلستان میں (جو کہ مرزائیت کا حقیقی گہوارہ ہے) تردید مرزائیت کا محاذ قائم کیا جائے۔ بفضل ایزدی گزشتہ سال مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ان ہی ایام میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد بھی انگلستان آئے ہوئے تھے۔ مسلمانان انگلستان نے اتفاق حق کے لیے موقع غنیمت جانتے ہوئے مناظرہ کا چیلنج دے دیا، جو درج ذیل ہے۔

”بخدمت جناب مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ جماعت احمدیہ قادیانیہ حال وارڈ انگلینڈ۔۔۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان ہی ایام میں ہندوستان کے مشہور مبلغ و مناظر اسلام مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہ اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان بسلسلہ تبلیغ یہاں تشریف فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حق کے لیے بہترین موقع عطا فرمایا ہے۔ حضور سرور کائنات سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین، خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد نجران سے مناظرہ کیا تھا اور آپ کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں آریوں، عیسائیوں اور مسلمانوں سے مناظرے کئے تھے۔ مناظرہ تبلیغ دین کا ایک اہم شعبہ ہے۔ لہذا ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ آپ خود یا آپ کا نمائندہ جناب مرزا غلام احمد کے صدق و کذب کے موضوع پر مولانا لال حسین صاحب اختر سے مناظرہ کر کے مسلمانان انگلستان کو احمدیت کی حقیقت سے روشناس کرائیں شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔ ازراہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔“

(حاجی محمد اشرف گوندل امیر انٹرنیشنل تبلیغی مشن، ۲۵۔ کوفرز روڈ ہنسلو ویسٹ میڈیکس یو۔ کے انگلینڈ)

لیکن مرزائیوں کے خلیفہ کو ہمت نہ ہوئی کہ مسلمانوں کا چیلنج قبول کرتا۔ اس نے مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہ کے اس مشہور مقالہ کی تصدیق کر دی کہ

”مرزائی مبلغین کے لیے زہر کا پیالہ پی لینا آسان ہے، میرے آنے سامنے ہو کر مناظرہ کرنا مشکل ہے۔“ اس فیصلہ کن چیلنج نے مرزائیوں کے حوصلے پست کر دیے۔ ان کی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں اور وہ آج تک اپنے خلیفہ کے فرار ہونے کا جواز پیش نہیں کر سکے۔ ان پر مایوسی طاری ہو گئی اور ان کی نام نہاد تبلیغ کا بھرم کھل گیا ہے۔ انگلستان کے مشہور شہروں میں مناظر اسلام مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہ کی معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام، تردید مرزائیت صداقت اسلام، تردید تثلیث کفارہ و تردید الوہیت و اہمیت مسیح علیہ السلام پر ڈیڑھ سو سے زائد تقاریر ہو چکی ہیں ایک پادری سے کامیاب مناظرہ بھی ہوا ہے۔

دوکنگ مسجد میں تردید مرزائیت

دوکنگ انگلستان کا مشہور شہر ہے اور لندن سے پچیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں بیگم صاحبہ بھوپال نے شاہجاں مسجد کے نام سے وسیع اور خوبصورت مسجد بنوائی تھی۔ (مرزائی دعویٰ کرتے رہے کہ یہ مسجد ہماری تعمیر کردہ ہے) انگلستان میں یہ پہلی مسجد تھی۔ تقریباً پچیس برس سے یہ مسجد مرزائیت کے پروپیگنڈہ کا مرکز رہی ہے اس میں دن رات مرزا غلام احمد کی محدثت، مجددیت، مسیحیت، مسندیت اور ظلی بروز نبوت پر خواجہ کمال الدین مسٹر صدر الدین (موجودہ امیر جماعت احمدیہ لاہور) اور مسٹر انصوب ایڈیٹر ایف کے لیکچر ہوتے رہے ہیں اور مسجد کو مرزائیت کا عظیم قلعہ بنا جاتا تھا آج کل اس مسجد کے امام جناب حافظ بشیر احمد صاحب مصری ہیں۔ جناب نور محمد صاحب لودھی کی تحریک پر جناب ظہیر احمد صاحب سیکرٹری پاکستان مسلم ایسوسی ایشن دوکنگ نے مولانا حافظ بشیر احمد صاحب مصری سے ملاقات کر کے بتایا کہ ہم مولانا لال حسین صاحب اختر کی ختم نبوت اور تردید مرزائیت پر تقریر کرانا چاہتے ہیں۔ مولانا بشیر احمد صاحب مصری نے تقریر کے لیے ”شاہ جاں مسجد“ کا انتخاب فرمایا۔ چنانچہ ۱۸ فروری ۱۹۶۸ء بروز اتوار تین بجے تقریر کا اعلان کر دیا گیا۔ وقت مقررہ پر مقامی حضرات کے علاوہ لندن ساؤتھ ہال اور ہنسلو سے اہل اسلام کا ایک

سیلاب امنڈ آیا اور مسجد سامعین سے کھپا کھچ بھر گئی۔ مولانا بشیر احمد صاحب نے مولانا لال حسین صاحب کا پرtpاک خیر مقدم کیا۔ جلسہ کی صدارت جناب ظمیر احمد صاحب سیکرٹری پاکستان مسلم ایسوسی ایشن نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مناظر اسلام مدظلہ نے مسئلہ ختم نبوت اور ترویج دعاوی مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے وضاحت سے بیان فرمایا کہ مسلمانوں اور مرزائیوں میں کفر و اسلام کا اختلاف ہے اور پونے چودہ سو سال سے مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت و کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر اور جنمی قرار دیا ہے۔ مرزائیت اسلام کا فرقہ نہیں بلکہ اسلام کے خلاف ایک علیحدہ مذہب ہے۔ آپ نے مرزا قادیانی کے خلاف اسلام دعاوی اور توہین انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مفصل روشنی ڈالی۔

تقریر کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب مصری نے تقریر کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ میں مرزائی یا احمدی نہیں ہوں بلکہ میں مسلمان ہوں اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کذاب اور کافر سمجھتا ہوں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخر الزماں پیغمبر مانتا ہوں۔ مولانا لال حسین مدظلہ نے سوال کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ مولانا بشیر احمد صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں جھوٹا مانتا ہوں۔ اس پر حاضرین نے جذبہ مسرت سے نعرہ ہائے تحکیر بلند کیے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دی کہ پچپن سال کے بعد محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مسجد میں کلمہ حق بلند ہوا اور مرزا غلام احمد کی ترویج ہوئی۔ نماز عصر اور مغرب کی امامت کے فرائض مناظر اسلام مدظلہ العالی نے انجام دیے۔ مولانا بشیر احمد صاحب نے اعلان فرمایا کہ جب تک میں اس مسجد کا امام ہوں یہ مسجد مرزائیوں کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہے۔ عامۃ المسلمین نے جناب مناظر اسلام مدظلہ کو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس عظیم کامیابی پر مبارک باد پیش کی۔

اجلاس کے اختتام پر مولانا لال حسین صاحب اختر نے آیت قل جاء الحق وزهق الباطل عداوت کرتے ہوئے نہایت سوز و گداز کے ساتھ طویل دعا فرمائی اور اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

مولانا بشیر احمد صاحب مصری نے چائے سے مسلمانوں کی تواضع فرمائی اور مولانا صاحب دام محمد ہم سے استدعا کی کہ دو کنگ مسجد کے لیے بہت جلد کسی آئندہ اتوار کی تاریخ مقرر کی جائے جسے مولانا لال حسین صاحب نے بخوشی قبول فرمایا۔ مولانا موصوف عید کے بعد انشاء اللہ کسی اتوار کا تعین فرما دیں گے۔

منہاج

ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت

۳۲۔ اپر جارج 'سٹریٹ ہڈر سفیلڈ یو۔ کے' انگلینڈ

ایک درخواست

آخر میں ایک درخواست ہے کہ کیا تم باپ کے قاتل کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے ہو؟ (غیر مہذب الفاظ کہنے کی گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔)

اگر کوئی کسی کی بہن بیٹی کو اغواء کر کے لے جائے کیا اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے ہیں؟ اور ایسے شخص کے ساتھ آپ کی دوستی اور یارانہ رہا کرتا ہے؟ اگر ہمیں اپنے باپ کے قاتل کے بارے میں غیرت ہے اور ہمیں اپنی بہو بیٹی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے کے بارے میں غیرت ہے کہ ہماری اس کے ساتھ کبھی صلح نہیں ہو سکتی، کبھی دوستی نہیں ہو سکتی، کبھی اس کے ساتھ ملنا بیٹھنا نہیں ہو سکتا تو میں پوچھتا ہوں کہ جن موزیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس نبوت پر ہاتھ ڈالا (معاذ اللہ)، جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ بنا ڈالا جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر، حرامزادے، سورا اور ان کی عورتوں کو

کیتوں کا خطاب دیا۔ ان موزیوں کے بارے میں آپ کی غیرت کیوں
مر گئی ہے.....!!

آپ ان کے ساتھ کیوں لین دین کرتے ہیں؟ ان کے ساتھ
کیوں میل جول رکھتے ہیں؟ مسلمانوں کے معاشرہ میں ان کے وجود کو
کیوں برداشت کرتے ہیں؟ کیا حضرت محمد مصطفیٰ سرور کائنات آقائے
دو جہان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس نبوت کسی کے باپ
اور کسی کی بہو بیٹی کے برابر بھی نہیں؟

کیا آپ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ان موزیوں سے کوئی تعلق
نہیں رکھیں گے اور ان سے کوئی لین دین نہیں کریں گے۔ حق تعالیٰ
شانہ ہمیں ایمانی غیرت نصیب فرمائیں اور ہم سب کو قیامت کے دن
حضور نبی کریم رحمت اللعالمین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام
میں اٹھائیں اور ہم سب کو آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب فرما کر
ہماری بخشش فرمائیں۔ آمین!

محمد یوسف لدھیانویؒ

۱۳ جنوری ۱۹۸۹ء